عمران سیریز
کاغذی قیامت
حصہ دوم
PDFBOOKSFREE.PK
مظہر کلیم ایم اے

کاغذی قیامت

حصہ دوم

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون!

کاغذی قیامت ابھی برپا ہے۔ اس کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجرموں نے اس بار پوری دنیا کی حکومتوں کو بُری طرح بوکھلا کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اس بار دنیا کے نظامِ معیشت پر ضرب لگائی ہے اور ضرب بھی اتنی کاری کہ اس کی تباہ کاریوں کی کوئی آخری حد بھی نہیں۔

موجودہ دَور دراصل ذہنی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال کا دَور ہے اور اس کہانی میں بھی بین الاقوامی مجرموں کی ــــ ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے بین الاقوامی طور پر حالات و واقعات کچھ اس تیزی سے رُخ بدلتے رہتے ہیں کہ دنیا میں رہنے والا ہر فرد اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ کاغذی نوٹوں پر اس کا صدیوں کا اعتماد مجرموں کی ایک ہی ضرب سے اس طرح چکنا چور ہو جاتا ہے کہ وہ حیرت سے بُت بنا رہ جاتا ہے اور اُسے یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا اس کے سامنے ہو رہا ہوتا ہے اور سوائے شدید بے بسی کے اس کے پاس اور کچھ باقی نہیں رہتا۔

اس حصے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی صلاحیتیں بھی اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو غیر اہم اور ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس سمجھ کر سُپر پاورز نے نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی اہمیت نہ تھی؟ سُپر پاورز کی سیکرٹ سروسز

پر مشتمل ٹیم کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو نظر انداز کرنے کا جو خمیازہ بھگتنا پڑا۔ وہ ناقابل فراموش ہے۔

عمران کی ذہنی صلاحیتیں بھی اس کہانی میں اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں اور جب مقابلہ ایسے بین الاقوامی مجرموں سے ہو جنہوں نے پوری دنیا پر موت کے خوفناک سائے پھیلا دیتے ہوں تو پھر جو بھی ہو جائے کم ہے۔

یہ کہانی اپنے منفرد پلاٹ ــــــ کردار نگاری ــــــ حالات و واقعات میں لمحہ بہ لمحہ پیدا ہونے والے انقلابات ــــــ عمران کی ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور عکاسی کے لحاظ سے جاسوسی ادب میں ایک ناقابل فراموش حیثیت رکھتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کہانی کو آپ دنیا کی ہر زبان میں شائع ہونے والے عظیم جاسوسی ادب کے مقابلے پر رکھنے میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

"یہ تو بڑی آسانی سے قابو میں آ گئے عمران صاحب" ــــ بلیک زیرو نے میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ــــ وہی ایک نازک لمحہ تھا ــــ جب صفدر اور شکیل بیہوش پڑے ہوئے تھے ــــ اور میں ناف تک زمین میں دھنسا طارق کی مشین گن کا نشانہ بننے والا تھا ــــ اس کے بعد تو سب کچھ آسان ہی ثابت ہوا" ــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سوچ رہا ہوں کہ کیا اقدام کروں ــــ ایک تو جی چاہتا ہے کہ ناریتھ پول پہنچ کر بادام کیٹ سے ٹکرا جاؤں ــــ مگر دوسرے لمحے یہ خیال آتا ہے کہ ہمارا ملک تو کم از کم جعلی کرنسی کے سکینڈل سے بچ گیا ــــ اور بھتری پاورز نے جب ہمیں گھاس نہیں ڈالی ــــ تو پھر خود ہی بھگتیں" ــــ عمران نے روٹھی ہوئی بیوی کا سا انداز بناتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی گھمبیر آواز سنائی دی۔

"یس سر! ۔۔۔ طاہر بول رہا ہوں" ۔۔۔ سر سلطان کی آواز سنتے ہی بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران کہاں ہے" ۔۔۔ ؟ سر سلطان نے اسی طرح گھمبیر لہجے میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹھے ہیں ۔۔۔ بات کیجئے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں جناب عالی! ۔۔۔ بندہ پرور ۔۔۔ سخی سرور ۔۔۔ کیا ہو گئی ہے کوئی نئی گڑبڑ" ۔۔۔ ؟ عمران نے باقاعدہ شاعری کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"عمران! ۔۔۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ مجھ سے سنجیدہ لہجے میں بات کرو" ۔۔۔ سر سلطان نے غصیلے انداز میں جواب دیا۔

"سنجیدہ اور رنجیدہ ۔۔۔ ہم قافیہ ہیں ۔۔۔ اور چونکہ میں رنجیدہ کو کسی مصرعے میں استعمال نہیں کرنا چاہتا ۔۔۔ اس لئے سنجیدہ کا آنا بھی ناممکن ہے البتہ آپ کہیں تو فہمیدہ ۔۔۔ چکیدہ ۔۔۔ گرگ باراں دیدہ قسم کے لہجے میں بات ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران کی زبان بھلا کہاں رکنے والی تھی۔

"کیا میں رسیور رکھ دوں" ۔۔۔ ؟ سر سلطان کا موڈ اور بگڑ گیا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ آپ کے پاس دل تو ہے نہیں جو کسی کے قدموں میں

رکھ دیں گے ۔۔۔ اب آپ رسیور ہی رکھ سکتے ہیں ۔۔۔ جدید دور کے عاشق تو یہی کر سکتے ہیں ۔۔۔ ویسے آپ سلطان ۔۔۔ عالی شان ۔۔۔ ذیشان ۔۔۔ بے ایمان اوہ سوری! ۔۔۔ غلط قافیہ کہہ گیا ہوں ۔۔۔ معاف کیجئے ۔۔۔ نئی نئی شاعری شروع کی ہے ۔۔۔ بس کبھی کبھی وزن گر پڑتا ہے ۔۔۔ پھر کسی ویٹ لفٹر کو بلانا پڑتا ہے ۔۔۔ تب ہی وہ وزن اٹھاتا ہے" ۔۔۔ عمران شاید سر سلطان کو زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

"حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں ۔۔۔ صدر مملکت نے فوری رپورٹ طلب کی ہے ۔۔۔ اور تمہیں شاعری کی سوجھ رہی ہے" ۔۔۔ سر سلطان آخر پھٹ پڑے۔

"جناب ہیڈ سلطان صاحب! ۔۔۔ مسئلہ حل ہو گیا ہے ۔ مجرم جیل جا چکے ہیں ۔۔۔ میں نے سوچا کہ اس بار منظوم رپورٹ پیش کروں۔ مگر یہ قافیے اور ردیف کسی طرح قابو میں ہی نہیں آ رہے ۔۔۔ کبھی قافیہ بھاگ جاتا ہے ۔۔۔ تو کبھی ردیف فرار ہو جاتی ہے ۔۔۔ بس اسی پکڑ دھکڑ میں لگا ہوا ہوں ۔۔۔ جیسے ہی یہ سب قابو میں آئے رپورٹ آپ تک پہنچ جائے گی ۔۔۔ ویسے اگر آپ کہیں تو پہلا بند ترنم سے ٹیلیفون پر ہی سنا دوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ مجرم پکڑے گئے ہیں ۔۔۔ کیا وہ جعلی کرنسی والے" ۔۔۔ سر سلطان کی آواز میں یکدم جوش عود کر آیا تھا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ وہ جعلی کرنسی والے مجرم تو پکڑے گئے ہیں ۔۔۔ مگر یہ قافیہ ردیف ابھی نہیں پکڑے جا رہے ۔۔۔ میں نے تو بلیک زیرو سے کہا تھا کہ سیکرٹ سروس کی خدمات مستعار دے دو ۔۔۔ تاکہ سارے قافیہ ردیف

گرفتار ہو جائیں ___ مگر یہ کالا صفر اکڑا ہوا ہے ___ کہتا ہے کہ سیکرٹ سروس کو مجرموں کے پکڑنے کی تنخواہ ملتی ہے ___ قافیہ ردیف پکڑنے کی نہیں ___ اور اگر آپ پکڑوانا ہی چاہتے ہیں تو پھر ڈبل اوور ٹائم دینا پڑے گا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ مجھ حقیر فقیر کے پاس سوائے دعاؤں کے اور کچھ بھی نہیں ہے ___ مگر دعائیں معاوضے میں لینے پر یہ تیار نہیں ہے ___ ظاہر ہے اب ایک صورت ہے" ___ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔

"تم بکواس بند نہیں کرو گے ___ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا ___؟ مجرم کیسے پکڑے گئے" ___ سر سلطان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولیے جناب ___ آپ کی آواز میرے کان کے اندر کہیں گہرائی میں اتر گئی تو اسے باہر نکالنے کے لئے غوطہ خوروں کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی اور ___ ارے ارے ___ سلطان صاحب! ___ ارے آپ فون ہی بند کر گئے ___ اتنی جلدی" ___ عمران نے آخر میں چیختے ہوئے کہا اور پھر بڑے مایوسانہ لہجے میں رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا اور یوں منہ لٹکا لیا جیسے کسی شاعر کا شعر سن کر جب لوگ خاموش بیٹھے رہتے ہیں تو شاعر بیچارے کا منہ سینکڑوں نٹ لٹک جاتا ہے۔

"آپ نے بھی سر سلطان کو زچ ہی کر دیا" ___ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار بڑے دنوں سے زبان میں کھجلی ہو رہی تھی ___ مگر سلطان جلد ہی بھاگ گئے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

"طاہر! ___ میں سلطان بول رہا ہوں" ___ سر سلطان کی آواز دوسری طرف سے سنائی دی لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"جی فرمائیے" ___ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سامنے بیٹھے عمران کو آنکھ مار دی۔

"کیا رپورٹ ہے ___ تفصیل سے بتاؤ" ___ سر سلطان نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جناب! ___ مجھے تفصیلات کا علم نہیں ہے ___ سارا کام عمران صاحب نے خود ہی کیا ہے ___ البتہ اتنا معلوم ہے کہ گروہ کا قلع قمع ہو گیا ہے ___ مجرم پکڑے گئے ہیں" ___ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو طاہر! ___ صدر مملکت اس سلسلے میں انتہائی پریشان ہیں ___ اور انہوں نے فوری رپورٹ طلب کی ہے ___ کیونکہ مجرموں نے ایکریمیا میں جعلی کرنسی پھیلا دی ہے ___ اور اس وقت ایکریمیا پر قیامت ٹوٹ ہوئی ہے ___ پورا ایکریمیا سنگین ترین معاشی بحران کی زد میں آ گیا ہے ___ اس لئے ہر ملک میں شدید ترین پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے ___ مگر عمران ہے کہ بے وقت کی راگنی چھیڑ کر بیٹھ جاتا ہے" ___ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ! ___ اگر ایسا ہے تو واقعی یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے ___ آپ عمران صاحب سے بات کر لیں" ___ بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جی فرمائیے" ___ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ شاید

اس کے کانوں میں بھی سرسلطان کی آواز پہنچ گئی تھی۔

"عمران! ۔۔۔ حالات انتہائی نازک ہیں ۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری کرنسی کا تعلق بین الاقوامی طور پر ایکریمین کرنسی سے ہے ۔۔۔ مگر ایکریمیا پر اس وقت قیامت ٹوٹی ہوئی ہے ۔۔۔ پورے ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آگیا ہے ۔۔۔ تمام کاروبار اور لین دین یکلخت رک گیا ہے ۔۔۔ پوری دنیا کے ملکوں نے فوری طور پر ایکریمین کرنسی سے تعلق توڑ دیا ہے۔ ہم نے بھی مجبوراً ایسا کیا ہے ۔۔۔ لیکن اگر مجرم ایکریمیا جیسے طاقتور ترین ملک میں ایسا کر سکتے ہیں تو ہمارے ملک میں بھی ایسا ہو سکتا ہے ۔۔۔ اس لئے صدر مملکت بے انتہا پریشان ہیں" ۔۔۔ سرسلطان نے عمران کو سنجیدہ دیکھ کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ واقعی ایکریمیا کے لئے یہ تاریخ کا ہولناک ترین دور ہو گا۔ بہرحال صدر مملکت کو کہہ دیجئے کہ پاکیشیا میں ایسا نہیں ہو گا ۔۔۔ میں نے مجرموں کو پکڑ لیا ہے ۔۔۔ اور اگر وہ ایسا کرنا چاہیں گے تو انہیں نئے سرے سے سٹ اپ کرنا پڑے گا ۔۔۔ جس کے لئے طویل عرصہ چاہئے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ لیکن عمران بیٹے! ۔۔۔ خطرہ تو بہرحال موجود رہے گا" سرسلطان نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ خطرہ تو رہے گا ۔۔۔ اور خطرے کا مکمل سدباب تو ایسی صورت میں ہو سکتا ہے ۔۔۔ کہ اس تنظیم کو ہی جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ مجھے ایسی معلومات ملی ہیں کہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا جا سکتا ہے ۔۔۔ مگر میں اس لئے خاموش ہوں کہ جب تھری سپر پاورز نے مجرموں کے خلاف تنظیم بناتے

وقت ہمیں نظر انداز کر دیا ہے تو اب خود ہی نتائج بھگتیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ بات تو ہے ۔۔۔ بہرحال میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں ۔۔۔ پھر اس سلسلے میں مزید بات کریں گے" ۔۔۔ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں نارتھ پول جانا ہی پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"نارتھ پول" ۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر اتنی خوفناک تنظیم کا خاتمہ اتنی آسان بات تو نہ ہو گی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آسان تو دنیا میں کوئی چیز نہیں ہوتی ۔۔۔ مگر میرا تجربہ ہے کہ جتنی خوفناک تنظیم ہو ۔۔۔ اتنی آسانی سے قابو میں آجاتی ہے ۔۔۔ بہرحال دیکھو! صدر مملکت کیا فیصلہ کرتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وہ دراصل میڈم کیٹ کی فائل دیکھنا چاہتا تھا تاکہ اگر اس سے ٹکراؤ ہو بھی جائے تو اس سلسلے میں بنیادی معلومات تو معلوم ہوں۔

تھوڑی دیر بعد وہ میڈم کیٹ کی فائل اٹھا کر واپس آپریشن روم میں آگیا اور اس نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

پورے ایکریمیا پہ ہولناک قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ وہ ایکریمیا جو دفاعی لحاظ سے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھتا تھا۔ مجرموں کے ایک ہی حملے میں اپنی تاریخ کے بھیانک دور میں داخل ہو چکا تھا۔

جعلی کرنسی کے سکینڈل نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہر طرف شدید افراتفری کا عالم تھا۔ تمام کاروبار ــــ بنک ــــ دفاتر ــــ کلب ــــ ہوٹل۔ دکانیں ــــ ادارے یکلخت بند ہو گئے تھے۔ جعلی کرنسی ایسے بہترین انداز میں چھاپی گئی تھی کہ اس کی پہچان ناممکن ہو چکی تھی ــــ اور پھر جب سے تمام ریڈیو سٹیشنوں اور ٹیلی ویژن اسٹیشنوں سے جعلی کرنسی کے بارے میں نشریات روک کر اعلان کر دیا گیا تھا ــــ اصل کرنسی بھی جعلی بن گئی تھی ــــ کرنسی کی پشت پر جو اعتماد تھا وہ ختم ہو گیا تھا اور وہی نوٹ جن کی خاطر ایک دوسرے کے گلے کاٹے جا رہے تھے ــــ اب کاغذوں کے حقیر اور بے مصرف ٹکڑے بن چکے تھے ــــ کھانے پینے کے سامان کی شدید ترین قلت ہو گئی تھی۔ ایک روز تک

تو لوگوں نے گھر میں موجود کچھ نہ کچھ کھانے پینے کے سامان سے گزارا کیا مگر جب یہ خبر پھیل گئی کہ حکومت کے سونے کے محفوظ ذخائر بھی غائب کر دیئے گئے ہیں تو حالات ناگفتہ بہ ہو گئے اور بھوکے لوگ گھروں سے نکل کر کھانے پینے کی دکانوں پر ٹوٹ پڑے۔ غلے کے سرکاری گودام لوٹ لئے گئے، ہر طرف ایک قیامت سی برپا ہو گئی۔ پولیس اور فوج بھی بے بس ہو گئی کیونکہ ظاہر ہے وہ اپنے ہی لوگوں کو بھوک سے مرتے تو نہ دیکھ سکتے تھے۔

گلیوں اور بازاروں میں بڑی چھوٹی مالیت کے نوٹ ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے اور کوئی انہیں اٹھا کر ایک نظر دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا۔ اگر نوٹوں کے ڈھیر کے نیچے روٹی کا کوئی ٹکڑا پڑا مل جاتا تو لوگ دیوانہ وار اس روٹی کے ٹکڑے پر ٹوٹ پڑتے۔ ہر شخص نے اپنے پاس موجود کرنسی نوٹ نکال کر گلیوں میں پھینک دیئے تھے کیونکہ اب یہ ناکارہ اور فضول ہو چکے تھے ہزاروں نوٹوں کے بدلے میں ایک روٹی بھی حاصل نہ کی جا سکتی تھی۔ مائیں روٹی کے بدلے میں اپنے بچے تک بیچنے پر تیار ہو گئی تھیں مگر انہیں خریدے کون؟

ایکریمیا جو معاشی طور پر پوری دنیا میں خوشحال سمجھا جاتا تھا یکدم ہولناک قحط کا شکار ہو گیا۔ حکومت بار بار اپیلیں کر رہی تھی کہ وہ حالات کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کر رہی ہے۔ مگر بے سود۔ لوگ اب حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ وہ صرف خوراک مانگتے تھے۔ انہیں اسمبلیاں ــــ بلڈنگیں ــــ نوکریاں ــــ کاریں ــــ مکان ــــ کچھ نہیں چاہیئے تھا۔ وہ صرف خوراک کے خواہاں تھے تاکہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکیں۔ مگر غلہ کہاں سے آتا؟ جن کے پاس تھا انہوں نے چھپا لیا تھا اور جن کے پاس نہ تھا وہ اس کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔

حکومت ایکریمیا نے انسانی ہمدردی کی بنا پر پوری دنیا سے خوراک بطور امداد بھیجنے کی اپیلیں کیں اور کچھ ملکوں نے امداد بھی کی۔ مگر کب تک؟ اور کتنی ——؟ دنیا کے ہر ملک کو یہ فکر پڑ گئی تھی کہ نجانے کب ان کا حشر بھی ایکریمیا جیسا ہو جاتے۔ اس لئے ہر ملک نے غلہ سٹاک کرنا شروع کر دیا اور تقریباً ہر ملک کے لوگوں نے بھی زیادہ سے زیادہ غلہ خریدنا شروع کر دیا تھا اس طرح ایکریمیا کی طرح مگر اس سے قدرے کم پوری دنیا کے حالات بگڑتے چلے گئے۔ غلے کی قیمتیں یکدم آسمان پر پہنچ گئیں اور لوگ بھوک سے مرنے لگے اور پھر اس وقت حکومت کے خلاف نفرت اور زیادہ پھیل گئی جب مجرموں کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اگر ایکریمیا کا اقتدار ان کے حوالے کر دیا جائے تو وہ سونے کی اشرفیاں کرنسی کے طور پر استعمال کرے گی اور پورے ایکریمیا کے ہر فرد کو ایک مہینے کی خوراک مفت مہیا کرے گی۔

اس اعلان کے ہوتے ہی پورے ایکریمیا کے عوام مجرموں کے حق میں اور حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ جلوس نکلنے لگے کہ حکومت ان کے حوالے کی جائے جو ملک کو غلہ فراہم کر سکتے ہیں چاہے وہ مجرم ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر ظاہر ہے حکومت اتنی آسانی سے ملک کی باگ ڈور مجرموں کے ہاتھوں میں کیسے دے سکتی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں خونریز فسادات پھوٹ پڑے۔ عوام پولیس اور فوج کے درمیان فسادات شروع ہو گئے اور لوگ اس کے نتیجے میں مکھیوں کی طرح مرنے لگے۔

ایکریمیا کے صدر نے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا اور پورے ملک میں کرفیو نافذ کر دیا گیا اور ملک کا انتظام فوج کے حوالے کر دیا گیا مگر لوگ اب فوج سے بھی ٹکرانے لگے۔ اور پھر آہستہ آہستہ فوج نے بے تحاشا

فائرنگ کر کے حالات کو کسی حد تک سنبھال لیا اور لوگ موت کے خوف سے اپنے اپنے گھروں میں دبک گئے۔

مگر فوج بھی یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ عارضی خاموشی بہت خوفناک ہے اور جلد ہی کوئی ایسا اقدام نہ کیا گیا جس سے لوگوں کی خوراک کا مسئلہ حل نہ ہوا تو یہ خاموشی کسی بھی لمحے طوفان کی طرح پھٹ پڑے گی۔ اور پھر ظاہر ہے کہ پورا ملک ہی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اس لئے فوج کے جنرلوں نے بھی حکومت کو الٹی میٹم دے دیا تھا کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اس صورت حال کا کوئی ایسا حل نکالا جائے جو لوگوں کو قابل قبول ہو۔ ورنہ وہ بھی پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہوں گے۔

بلیک، جوشان اور شاکل جب ٹیکسی میں سوار ہو کر مادام روڈ پہنچے تو مادام روڈ کے پہلے ہی چوک پر ٹیکسی فارغ کر دی۔

"ہیڈ کوارٹر کی نگرانی انتہائی سختی سے کی جا رہی ہو گی ـــــ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم علیحدہ علیحدہ کام کریں ـــــ اور اپنے اپنے طور پر اندر داخل ہونے کی پلاننگ کریں ـــــ تاکہ اگر کوئی چیک ہو جائے تو دوسرا اس کی وجہ سے گرفت میں نہ آ سکے" ـــــ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت وہیں چوک پر موجود ایک کیفے کے پرائیویٹ کیبن میں بیٹھے چائے کی چسکیاں لے رہے تھے۔

"مگر اس بات پر غور کیا جائے کہ آخر ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر کریں گے کیا" ـــــ؟ جوشان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا کریں گے ـــــ مادام کو ختم کریں گے" ـــــ چیف شاکل نے

چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوشان صحیح کہہ رہا ہے شاکل! ـــــ دراصل ہم نے شروع سے ہی پلاننگ غلط کی ہے ـــــ ہم بغیر کسی واضح پلاننگ کے یوں ہی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں ـــــ ہمارا پروگرام یہ تھا کہ ہم مادام کی نظروں میں آ جائیں ـــــ اور پھر مادام اپنی عیاشی کے لئے ہمیں منتخب کرے۔ اس کے بعد مادام کو کور کر کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جائے ـــــ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موت کے منہ میں جاتے جاتے بچ گئے اور مادام تک پہنچنا تو ایک طرف اس کی شکل تک دیکھنے کی بھی نوبت نہ آئی ـــــ اب بھی اگر ہم خالی ہاتھ ہیڈ کوارٹر میں داخل بھی ہو گئے تو کیا مادام ہمارا شکار بننے کے لئے ہمارے انتظار میں دلہن بنی تیار بیٹھی ہو گی" ـــــ بلیک نے جوشان کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے بلیک ـــــ واقعی ہم سے شروع میں ہی حماقت ہوئی ہے ـــــ بہر حال ابھی کچھ نہیں گیا ـــــ ہمیں اتنا تو معلوم ہو گیا ہے کہ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے ـــــ ہم اس سلسلے میں کوئی واضح پلاننگ بنا لیں" ـــــ چیف شاکل نے بھی بڑی فراخدلی سے اعتراف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ـــــ واقعی یہ بہت بڑا کام ہے ـــــ اب ہمیں کوئی ایسا اقدام کرنا چاہیئے جس سے اس تنظیم کا خاتمہ ہو جائے" ـــــ جوشان نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہم خوفناک قسم کا ڈائنامیٹ لے کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں اور پھر ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیں" ـــــ بلیک نے کہا۔

"مگر اتنا خوفناک ڈائنامیٹ آئے گا کہاں سے" ___ چیف شاکل نے جواب دیا۔

"یہاں میرا ایک واقف ہے جو درپردہ اسلحے کا کاروبار کرتا ہے اس سے ہر قسم کا خوفناک اسلحہ مہیا ہو سکتا ہے ___ مگر رقم کا بندوبست کرنا ہوگا"۔ بلیک نے کہا۔

"رقم کی فکر نہ کریں ___ کسی اعلیٰ قسم کے جوئے خانے میں چلتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ہی رات میں ہم اپنی ضرورت کی رقم حاصل کر لیں گے"۔ چوشان نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ___ تم دونوں جوئے خانے پہنچو ___ میں اس آدمی سے بات کر کے وہیں آ جاؤں گا ___ کل اپنی مرضی کا اسلحہ لیکر پھر ہیڈ کوارٹر میں داخلے کا پروگرام بنائیں گے" ___ بلیک نے تجویز پیش کی۔

"ایک اور تجویز آئی ہے میرے ذہن میں" ___ چیف شاکل نے کہا۔

"کونسی ___ بتاؤ شاید وہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہو" ___ بلیک اور چوشان نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اسلحے کے چکر میں پڑنے کی بجائے ہیڈ کوارٹر میں خفیہ طور پر داخل ہونا چاہئے ___ اور پھر وہاں کے کسی اچھے عہدے والے شخص کو ختم کر کے اس کا میک اپ کر لیا جائے ___ اس طرح ہیڈ کوارٹر کے کسی اہم حصے تک پہنچا جائے ___ ڈائنامیٹ اور اسلحہ ہمیں وہیں سے ہی مل جائے گا" ___ چیف شاکل نے کہا۔

"مگر خالی ہاتھ جانا تو بہت بڑا رسک ہے ___ نجانے وہاں کیسے

حالات پیش آئیں" ___ بلیک نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بلیک! ___ یہ تنظیم کوئی عام مجرموں کی تنظیم نہیں ہے ___ یہ بین الاقوامی مجرم ہیں ___ اور ان کے پاس جدید قسم کے آلات بھی ہیں ___ اس لئے اگر ہم کوئی خطرناک شے لیکر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے تو فوراً پکڑے جائیں گے ___ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اعلیٰ سائنسی پیمانے پر ہیڈ کوارٹر کے گرد خفیہ حصار قائم کیا ہوا ہوگا ___ لیکن اگر ہم بغیر اسلحہ کے داخل ہوئے تو شاید ہم ٹریس نہ ہو سکیں" ___ چیف شاکل نے کہا۔

"تمہاری بات دل کو لگتی ہے ___ ایسا ہی کرنا چاہیئے ___ لیکن ہمارا مقصد صرف یہی ہونا چاہیئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا جائے" ___ بلیک نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ ہم صرف زیرو ون ٹرانسمیٹر سے آپس میں رابطہ رکھیں اور علیحدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا پروگرام بنائیں" ___ چوشان بھی اس تجویز پر رضامند ہو گیا اور پھر انہوں نے مزید تفصیلات طے کیں اور تھوڑی دیر بعد وہ باری باری کیفے سے نکل کر آگے بڑھتے چلے گئے۔

ھال میں موجود ہر فرد کا چہرہ سُتا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سب کسی کو دفنا کر ابھی ابھی واپس آئے ہوں۔ ہال میں موجود بڑی بیضوی میز کے گرد بیس کرسیاں موجود تھیں جن میں سے اٹھارہ کرسیاں میز کے دونوں اطراف میں اور دو کرسیاں آمنے سامنے کے دونوں کونوں میں رکھی ہوئی تھیں ان میں سے دائیں کونے والی کرسی خاصی بڑی اور آرام دہ تھی۔ میز پر ہر آدمی کے سامنے ایک ایک چھوٹا سا مائیک رکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی سادے کاغذوں کا ایک ایک پیڈ بھی موجود تھا۔ انیس کرسیوں پر قیمتی سوٹوں میں ملبوس افراد موجود تھے جبکہ دائیں کونے والی کرسی خالی تھی۔

یہ انیس افراد ایکریمیئن حکومت کے انتہائی اعلیٰ عہدیدار تھے بیسویں کرسی صدر کے انتظار میں خالی تھی۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے مگر ان سب کے چہروں پر جیسے پریشانیاں ثبت ہو کر رہ گئی تھیں۔

چند لمحوں بعد دائیں کونے میں موجود کرسی کی بالکل پشت پر دیوار میں

ایک دروازہ کھلا اور صدر ایکریمیا ڈھیلے قدم اٹھاتے اندر داخل ہوئے ان کے سوٹ پر بے پناہ سلوٹیں تھیں اور چہرے پر موجود شکنیں گہری پریشانی ظاہر کر رہی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے خالی کرسی پر آکر بیٹھ گئے۔

"تازہ ترین رپورٹ کیا ہے" ______؟ صدر نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ______ فوج نے ملک کا کنٹرول سنبھال لیا ہے ______ کرفیو نافذ ہے ______ اور قدرے امن وامان ہے ______ مگر فوجی جرنیلوں کے نزدیک یہ خاموشی عارضی ہے ______ اگر فوری طور پر کوئی حل نہ نکالا گیا تو پھر حالات فوج کے کنٹرول سے بھی باہر ہو جائیں گے" ______ صدر کے بالکل سامنے میز کی دوسری طرف بیٹھے دبلے پتلے ہوم سیکرٹری نے گمبھیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

اس مسئلے کو حل کرنے کی تجویزیں پیش کی جائیں" ______ صدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جناب! ______ میں نے عالمی ماہر معاشیات سے اس مسئلے کے حل کے لئے رائے طلب کی ہے تاکہ کوئی مناسب حل نکل سکے ______ مگر یہ مسئلہ اتنا نازک ہو چکا ہے کہ بظاہر اس کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ حکومت اپنے محفوظ ذخائر سے ہر خاندان کو کم از کم ایک ہفتے کا راشن مفت سپلائی کرے تاکہ عوام کم از کم ایک ہفتے تک پرسکون رہیں ______ اس دوران اس کا کوئی حل نکالا جا سکے" ______ صدر سے چوتھے نمبر پر بیٹھے ہوئے سیکرٹری منصوبہ بندی نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

جناب! ـــــ یہ مسئلہ صرف ایکریمیا اکیلے حل نہیں کرسکتا ـــــ اس کے لئے پوری دنیا کی سربراہی کانفرنس طلب کی جائے اور کوئی نیا معاشی نظام رائج کیا جائے ـــــ تاکہ آئندہ کوئی مجرم اس قسم کا حربہ استعمال نہ کرسکے۔" ایک اور شخص نے کہا

" اس کے لئے تو بہت وقت چاہیئے ـــــ ہمیں فوری حل نکالنا ہے" ـــــ صدر نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

" جناب! ـــــ میرا خیال ہے کہ پورے ملک سے ہنگامی طور پر چاندی اکٹھی کی جائے اور اس کے سکے ڈھالے جائیں ـــــ اور پھر ان سکوں کو سرکاری کرنسی کا درجہ دے دیا جائے" ـــــ ایک اور نے تجویز پیش کی۔ شائد اس نے چاندی کا نام اس لئے لیا تھا کہ ایکریمیا سونے کے ذخائر سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

" مگر باقی دنیا سے لین دین کے لئے کیا کیا جائے ـــــ؟ کوئی بھی ملک چاندی کو بنیادی کرنسی کا درجہ دینے پر تیار نہ ہوگا" ـــــ سیکرٹری منصوبہ بندی نے جواب دیا۔

" جناب صدر! ـــــ میرے نزدیک اس کا ایک فوری حل ہے۔ ہمارے ملک کے عوام کے پاس بے پناہ سونا موجود ہے ـــــ ہم ایسا کرسکتے ہیں کہ غلے کے بدلے میں سونا جمع کریں ـــــ اور پھر اس سونے سے سکے ڈھال کر اسے کرنسی کا درجہ دے دیا جائے ـــــ اس طرح غیر ممالک بھی ان سکوں کو لینے سے نہ گھبرائیں گے ـــــ اور ملک میں بھی رکا ہوا کاروبار فوری طور پر جاری ہو جائے گا ـــــ اور اس کے بعد پوری دنیا کی سربراہی کانفرنس طلب کر کے نیا معاشی نظام رائج کیا جاسکتا ہے ـــــ یا ـــــ اس

دوران مجرموں کو گرفتار کر کے ختم کیا جاسکتا ہے ـــــ اور پھر سونے کی بجائے نئی کرنسی جاری کی جاسکتی ہے ـــــ اور سب سے اچھا پہلو یہ ہے کہ مجرم اس کی نقل نہ بنا سکیں گے" ـــــ ایک بوڑھے شخص نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" تجویز تو اچھی ہے ـــــ مگر کیا عوام کے پاس اتنا سونا ہوگا کہ جس سے ملک کا معاشی نظام بحال ہوسکے ـــــ؟ ایک سوال تو یہ ہے ـــــ اور دوسرا یہ کہ جن لوگوں کے پاس سونا نہ ہوگا وہ غلہ کیسے حاصل کریں گے" ـــــ؟ صدر نے قدرے جوشیلے لہجے میں کہا۔ یہ تجویز ایسی تھی جو قدرے دل کو لگتی تھی۔

" جناب! ـــــ تازہ ترین سروے میں جو اعداد و شمار سامنے آئے تھے اس لحاظ سے ملک کے عوام کے پاس اتنا سونا ہے جتنا کہ ہمارے پاس بطور محفوظ ذخیرہ موجود تھا" ـــــ ایک شخص نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اس قومی ادارے کا سربراہ تھے جس کے ذمے پورے ملک میں مختلف اندازے کے سروے کرنا تھا۔

" خوب! ـــــ تب تو اس تجویز پر عمل کیا جاسکتا ہے ـــــ آپ کو شائد اس ٹاپ سیکرٹ کا علم نہ ہو کہ حکومت کے پاس معاشی طور پر مستحکم رہنے کے لئے سونے کے جو ذخائر موجود تھے ـــــ اتنے ہی ذخائر جنگ کی صورت میں ملک کو ہنگامی حالات سے بچانے کے لئے سونے کے محفوظ ذخائر موجود ہیں ـــــ ہم ایسا کرتے ہیں کہ ملک میں ہنگامی طور پر غلے کے راشن ڈپو قائم کر کے ہر خاندان کو ایک ہفتہ کا غلہ مفت سپلائی کر دیتے ہیں ـــــ اس ہفتے کے دوران ان محفوظ ذخائر سے سونے کے سکے بطور کرنسی ڈھال

کر اس کے بعد تمام ملازمین کو تنخواہوں کی صورت میں یہ سکے ایک ماہ کے ایڈوانس کے طور پر دے دیئے جائیں گے تاکہ رُکا ہوا کاروبار چل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم سرکاری طور پر غلے کی خریداری کے لیئے ان سکوں کے علاوہ بھی سونا قبول کریں گے ــــ تاکہ عوام کے پاس موجود سونا حکومت کے پاس پہنچ جائے ــــ اور پھر اسے بھی سکوں کی صورت میں ڈھالا جا سکے ــــ جب حالات مکمل طور پر پُرسکون ہو جائیں گے تو پھر بین الاقوامی طور پر کوئی نیا معاشی نظام سامنے لایا جائے گا ــــ یا پھر مجرموں کو ختم کر کے دوبارہ نئی کرنسی چھاپی جائے گی" ــــ صدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور میٹنگ میں موجود تمام افراد نے اس تجویز کی پُرزور تائید کی۔ چنانچہ صدر کی ہدایت پر اس تجویز کو فوری طور پر تحریر کیا گیا اور سب نے اس پر دستخط کر دیئے۔

پھر صدر نے سونے کے سکوں کو قانونی حیثیت دینے کے لئے مسودہ قانون تیار کرنے کی ہدایت کرنے کے بعد پریس سیکرٹری کو ہدایت کی کہ وہ پورے ملک میں اس بات کا اعلان کر دے کہ شام کو سات بجے صدر، ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اہم تقریر کرنے والے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی صدر نے محکمہ خوراک کے سیکرٹری کو خصوصی ہدایات دیں کہ شام سے پہلے پہلے پورے ملک میں ہنگامی راشن ڈپو قائم کرنے اور ان پر فوری طور پر غلہ پہنچانے کا بندوبست کیا جائے اور ہنگامی حالات کے لئے محفوظ ذخیرے میں موجود سونے کو گراموں کی صورت میں سکوں میں ڈھالنے کے احکامات بھی انہوں نے صادر کر دیئے اور پھر یہ ایمرجنسی میٹنگ برخواست کر دی۔ مگر اس میٹنگ کے بعد سب لوگوں کے چہروں پر وہ پریشانی نہ تھی جو

میٹنگ سے پہلے موجود تھی۔ اب سب کو یہ امید لگ گئی تھی کہ حکومت حالات سنبھال لے گی۔
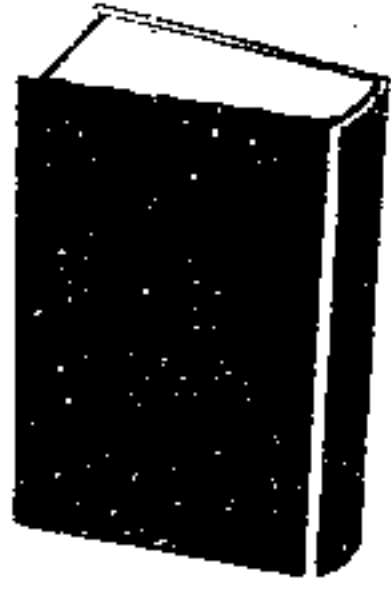
کاشاکی ــــ مارگریٹ اور مس ہوچر کو ڈرائی کلیننگ ہال میں بیٹھے ہوئے تقریباً پانچ گھنٹے گزر گئے تھے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا، ان عورتوں کے انتظار میں زیادہ شدت آتی جا رہی تھی۔ بھوک اور پیاس نے بھی اب انہیں ستانا شروع کر دیا تھا۔

اور پھر اندازاً پانچ چھ گھنٹوں کے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں تین ایپرن موجود تھے۔

"جلدی سے انہیں پہن لو ــــ ابھی چھٹی ہونے والی ہے ــــ اور سب عورتیں اس دروازے کے سامنے سے گزریں گی ــــ ہم جان بوجھ کر آخر میں آئیں گی ــــ پھر ہم دروازے کو باہر سے آہستہ سے کھٹکھٹائیں گی اور تم خاموشی سے باہر آ جانا" ــــ اس عورت نے تیز تیز لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

ان تینوں نے اس عورت کے جانے کے بعد تیزی سے اپنے لباس

کے اوپر ایپرن پہنے اور اس کے دیئے ہوئے نقاب انہوں نے سر پر باندھ کر ان کی ڈوریاں گلے میں باندھ لیں۔ اس طرح ان کے بال بھی چھپ گئے اور بوقت ضرورت وہ نقاب کو کھسکا کر منہ پر بھی ڈال سکتی تھیں۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد انہیں بہت سی عورتوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ عورتیں تیز تیز بولتی ہوئیں اس کمرے کے قریب سے گزر رہی تھیں۔ اور پھر دروازے پر کسی نے ہلکے سے دستک دی اور مس بوچر تیزی سے آگے بڑھی اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ گئی۔ مارگریٹ اور کاشاکی بھی اس کے پیچھے آگئیں۔ دروازے سے نکل کر وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچیں جہاں سے ایک دروازے سے نکل کر وہ باہر ایک پتلی سی سڑک پر آگئیں۔ وہ تینوں عورتیں ان کے انتظار میں دروازے کے قریب موجود تھیں۔

"آؤ ہمارے ساتھ" ــــــ ان میں سے ایک نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتیں آگے بڑھنے لگیں۔

"یہ کارڈ رکھ لو ــــــ ان پر لکھے ہوئے اپنے اپنے نام یاد کر لو ــــ شاید چیکنگ والے پوچھ لیں" ــــــ ان میں سے ایک نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے ایک ایک سفید رنگ کا کارڈ ان تینوں کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے کیسے تیار کر لئے" ــــــ مس بوچر نے پوچھا۔

"تیار کہاں کرائے ہیں ــــــ یہ ان تین عورتوں کے ہیں جو آج چھٹی پر تھیں ــــــ ان کے گھروں سے منگوائے ہیں" ــــــ اس عورت نے جواب دیا۔

"پھر تو چیکنگ والوں کے پاس ان کی رخصت کا ریکارڈ ہو گا" ــــ کاشاکی نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ــــ آج کے ان سیکشن میں کام نہیں تھا ــــــ اس لئے وہ بغیر رخصت کے کوارٹروں میں رہ گئی تھیں" ــــــ اسی عورت نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا اور ان تینوں نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

وہ سب پتلی سی سڑک پر جا رہی تھیں اور وہ پتلی سڑک ایک بڑی سی عمارت کے اندر تک جا رہی تھی، اس عمارت کے مین گیٹ پر مسلح نقاب پوش بڑے چوکنا انداز میں اندر داخل ہونے والے ہر مرد اور عورت کی بڑی ہوشیاری سے چیکنگ کر رہے تھے۔

جب یہ تینوں ان عورتوں سمیت چیکنگ پوائنٹ پر پہنچیں تو وہاں اس وقت بیس کے قریب عورتیں اور دس بارہ مرد موجود تھے اور وہ سب ایک قطار بنا کر کھڑے تھے۔ یہ تینوں بھی قطار میں لگ گئیں اور پھر قطار آہستہ آہستہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ ان تینوں کو لے آنے والی عورتیں قطار میں ان کے پیچھے تھیں۔ قطار میں سب سے آگے مارگریٹ ــــــ اس کے پیچھے کاشاکی اور آخر میں مس بوچر تھی۔

مارگریٹ نے اپنا نمبر آتے ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ چیکنگ سٹاف کی طرف بڑھا دیا۔

چیکنگ سٹاف کے انچارج نے غور سے ایک بار کارڈ کو دیکھا اور پھر دوسرے آدمی کی طرف بڑھا دیا جو میز پر ایک بڑا سا رجسٹر رکھے اس میں ہر کارڈ کا اندراج کر رہا تھا۔ اس نے کارڈ کو ایک نظر دیکھا اور پھر رجسٹر میں اس کا اندراج کرنے کے بعد اس پر تاریخ اور وقت درج کر کے دستخط کئے اور کارڈ مارگریٹ کی طرف بڑھا دیا۔

مارگریٹ کارڈ لے کر آگے بڑھی اور کارڈ دیکھ کر دروازے پر کھڑے ہوئے

مسلح نقاب پوش نے دروازہ کھول دیا اور مارگریٹ عمارت کے اندر داخل ہوگئی کسی نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ اور نہ اس سے کوئی پوچھ گچھ ہوئی تھی۔ ظاہر ہے یہ ان کا روز کا معمول تھا۔ اس لئے وہ پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتے تھے صرف کارڈ پر ہی انحصار کر لیتے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد کاشاکی اور مس بوچر بھی اس کے پیچھے عمارت میں آگئیں۔

" بڑی وسیع و عریض عمارت ہے" ـــــــ مس بوچر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

گیٹ کی دوسری طرف ایک وسیع میدان تھا جس کے آخری سرے پر وہ قلعے نما عمارت بنی ہوئی تھی۔ اور ایک سائیڈ میں بے شمار چھوٹے چھوٹے مکانات نظر آ رہے تھے۔

ان سے پہلے داخل ہونے والی عورتیں اور مرد انہی مکانوں کی طرف جا رہے تھے اس لئے وہ بھی آہستہ آہستہ انہی مکانوں کی طرف ہی چل رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد ان کی ہمدرد عورتیں بھی ان سے آملیں۔ اب ان کے چہروں پر پریشانی کے آثار نہ تھے۔

" خدا کا شکر ہے کہ کسی کو کوئی شک نہیں ہوا" ـــــــ ان میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں ! ـــ اچھا ہوا ـــــ ویسے تم اپنا تعارف تو کرا دو ـــــ مگر ٹھہرو ! پہلے ہم اپنا تعارف کرا دیں ـــــ میرا نام مارگریٹ ہے اور میرا تعلق ایکریمیا سے ہے ـــــ یہ میری ساتھی مس بوچر ہیں ـــــ ان کا تعلق روسیاہ سے ہے ـــــ اور یہ کاشاکی ہیں ـــــ ان کا تعلق شوگران سے ہے" ـــــ مارگریٹ نے چلتے چلتے اپنے ساتھ ان دونوں کا بھی تعارف

کرا دیا۔

" بہت خوب ! ـــــ پھر تو یہاں تینوں سپر پاورز اکٹھی ہوگئی ہیں ـــ ویسے مجھے لوسی کہتے ہیں ـــــ یہ میری ساتھی روزی ـــــ اور یہ بیری ہیں اور ہم سب کا تعلق ایک ہی ملک ساؤتھ راگ سے ہے" ـــــ لوسی نے اپنا اور اپنی دو ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

اور پھر اسی طرح چلتے چلتے وہ ان مکانوں کے ایریا میں داخل ہوگئیں مکان خاصے جدید خوبصورت اور صاف ستھرے تھے۔

لوسی انہیں اپنے مکان میں لے گئی۔ یہ دو کمروں کا مکان تھا جس میں آسائش اور آرام کی ہر چیز میسر تھی۔ ایک کمرہ ڈرائنگ روم اور ڈائننگ کے طور پر سجا ہوا تھا۔ جب کہ دوسرا کمرہ بیڈ روم تھا۔

" ارے بڑا پر آسائش اور آرام دہ مکان ہے" ـــــــ کاشاکی نے تحسین آمیز نظروں سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہاں آرام و آسائش کی ہر چیز میسر ہے ـــــ سوائے آزادی کے"۔ لوسی نے پھیکے لہجے میں کہا۔

" اچھا یہ بتاؤ کہ یہاں تم اکیلی ہی رہتی ہو ـــــ یا مرد بھی آسکتے ہیں" ؟ مس بوچر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" یہاں پر عورتوں اور مردوں کے میل جول پر کوئی قدغن نہیں ہے ـــ مرد بھی ہماری طرح اغوا کر کے لائے جاتے ہیں ـــــ اور پھر وہ بھی مر کر ہی باہر نکل سکتے ہیں ـــــ اس لئے یہاں ہم سب لوگ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں ـــــ البتہ صرف شرط آپس کی پسند ہے" ـــــ لوسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر پھر تم لوگ ایک خاندان کی طرح اکٹھے کیوں نہیں رہتے" ـــــ؟ کاشا کی نے سوال کیا۔

"ہر وقت اکٹھے رہنے پر پابندی ہے ـــــ مرد صرف چھٹی کے دن یہاں داخل ہو سکتے ہیں ـــــ ہفتے میں صرف ایک دن اور ایک رات اکٹھے رہنے کی اجازت ہے ـــــ ویسے چوری چھپے تو لوگ آتے جاتے رہتے ہیں ـــــ مگر صرف چند گھنٹوں کے لئے" ـــــ لوسی نے الیکٹرک کیتلی میں چائے کا پانی ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا یہاں سب مرد اور عورتیں لانڈری میں کام کرتے ہیں" ـــــ؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

"نہیں! ـــــ پریس سیکشن میں بھی مرد اور عورتیں کام کرتی ہیں اور لانڈری میں بھی ـــــ مگر رہتے یہاں سب مل جل کر ہیں" ـــــ لوسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مرد دوست کیا کام کرتا ہے" ـــــ؟ مس بوچر نے پوچھا۔

"میرا ساتھی جونی ہے ـــــ وہ پرنٹنگ سیل کا انچارج ہے ـــــ کل چھٹی کا دن ہے ـــــ آج رات اس نے آنا ہے" ـــــ لوسی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں دیکھ کر بدک جائے" ـــــ مس بوچر نے تشویش بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! ـــــ وہ بہت اچھا نوجوان ہے ـــــ ویسے وہ خود بھی یہاں کے ماحول سے بے حد تنگ ہے ـــــ وہ مجھے کئی بار کہہ چکا ہے کہ اگر اُسے موقع ملا تو وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی اس سارے تماشے کو

راکھ کے ڈھیر میں پھونک دے گا ـــــ جس کی وجہ سے اس کی آزادی سلب ہو چکی ہے" ـــــ لوسی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور ان تینوں کے چہروں پر لوسی کی یہ بات سنکر اطمینان کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"روزی اور بیری کے مرد کیا کرتے ہیں" ـــــ؟ اچانک ایک خیال کے تحت مارگریٹ نے پوچھا۔

"روزی کا ساتھی فیلنگ ہے ـــــ وہ یہاں کے اسلحہ خانے کا انچارج ہے ـــــ اور بیری کا مرد ٹونی ہے جو کلرک ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہے" ـــــ لوسی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں کس قسم کے آدمی ہیں" ـــــ؟ کاشا کی نے سوال کیا۔

"وہ بھی جونی کی طرح یہاں سے تنگ ہیں ـــــ بلکہ سچ پوچھو تو مسلح محافظوں کے علاوہ یہاں موجود ہر مرد اور عورت ماحول سے بیحد تنگ ہیں ـــــ مگر ہم سب مجبور ہیں ـــــ کچھ نہیں کر سکتے ـــــ کیونکہ مسلح محافظ بے حد چوکنے اور ہوشیار رہتے ہیں ـــــ اس کے علاوہ اصل تہہ خانوں میں انتہائی جدید حفاظتی نظام موجود ہے جو ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں مشکوک آدمی کو چیک کر لیتا ہے ـــــ بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ نظام نیتوں اور دلوں کا حال بھی جانتا ہو" ـــــ لوسی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! ـــــ تو انہوں نے ایم۔ ایم تھراپی کو استعمال کیا ہوا ہے" ـــــ مس بوچر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ایم۔ ایم تھراپی" ـــــ؟ لوسی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں! ـــــ یہ جدید ترین حفاظتی نظام ہے ـــــ اس سے نکلنے والی لہریں جو نظر نہیں آتیں ـــــ انسانی جسم کے میک اپ کے ساتھ ساتھ اس کے دماغ کو بھی ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں کھنگال لیتی ہیں ـــــ اور پھر جو کچھ اس وقت وہ سوچ رہا ہوتا ہے ـــــ یا اس کے شعور میں ہوتا ہے وہ سب کچھ سامنے آجاتا ہے ـــــ اور اس طرح نہ صرف جسمانی طور پر مشکوک آدمی پکڑا جاتا ہے ـــــ بلکہ ایسا آدمی بھی چیک ہو جاتا ہے ـــــ جو بُری نیت ـــــ یا بُرے خیالات رکھتا ہو ـــــ اس نظام کو مائنڈ مائیکرو تھراپی کہتے ہیں اور اس کا کوڈ ایم۔ ایم تھراپی ہے" ـــــ مس بوچر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــــ مگر تمہیں اس تفصیل کا کیسے علم ہوا" ـــــ ؟ لوسی نے جھرجھری لیتے ہوئے پوچھا۔

" ہمارے ملک میں آجکل یہی نظام استعمال کیا جا رہا ہے" ـــــ مس بوچر نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تمہارے ہی کیا ـــــ ہمارے ملکوں میں بھی یہی نظام کارفرما ہے۔ اور اس سے بچنے کی ہمیں خصوصی تربیت دی گئی ہے" ـــــ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا مطلب ـــــ ؟ اس خوفناک نظام سے کوئی بچ بھی سکتا ہے" ؟ لوسی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں! ـــــ ایسا لوشن ایجاد ہو گیا ہے ـــــ جس سے کیا ہوا میک اپ ایم۔ ایم تھراپی چیک نہیں کر سکتا ـــــ باقی رہی ذہن پڑھنے کی بات ـــــ تو یہ مخصوص ذہنی ٹریننگ سے اس سے بھی بچاؤ ہو سکتا ہے ـــــ خصوصی طور پر شعور میں ایسے خیالات ابھارے جاتے ہیں ـــــ جو اصل خیالات کو چھپا لیتے ہیں" ـــــ کاشاکی نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــــ واقعی یہ سب کچھ حیرت انگیز ہے ـــــ ہم سب تو اس نظام سے اس طرح خوفزدہ رہتے ہیں ـــــ جیسے کوئی موت سے خوفزدہ رہتا ہے" ـــــ لوسی نے چائے میز پر رکھی ہوئی پیالیوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چائے پیتیں، دروازے پر مخصوص انداز میں دستک ہوئی اور لوسی کی آنکھوں میں یکدم چمک ابھر آئی۔

" جونی آگیا ہے" ـــــ اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئی تو اس کے ہمراہ ایک صحت مند اور خوبصورت جوان بھی تھا۔ وہ ان تینوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور پھر لوسی نے تفصیل سے جب ان کا تعارف کرایا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

" آپ لوگ واقعی بہت بہادر ہیں ـــــ کاش! ـــــ آپ ہمیں یہاں سے آزادی دلا سکیں" ـــــ جونی نے گہرا سانس لے کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ تعاون کریں تو ایسا ہو سکتا ہے" ـــــ مس بوچر نے بھی جواب میں بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میں تو ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہوں ـــــ مگر یہاں ایسا ہونا ناممکن ہے" ـــــ جونی نے جواب دیا۔

" اس بات کی فکر آپ مت کریں ـــــ بس آپ وہ کچھ کریں جو ہم کہیں۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے" ـــــ مس بوچر نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"او کے !۔۔۔ لوسی کی خاطر میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں ۔۔۔ اگر ہم یہاں سے آزادی حاصل کرلیں تو ہم دونوں آزاد دنیا میں میاں بیوی کے طور پر رہیں گے ۔۔۔ اور پھر گھر میں لوسی اور ننھے منے بچے ہوں گے"۔۔۔ جونی نے مسکراتے ہوئے لوسی کی طرف دیکھ کر کہا اور لوسی شرما کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے اس مشرقی انداز پر سب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

پھر چند لمحوں بعد جب لوسی اندر داخل ہوئی تو اس کے ساتھ روزی، بیری اور دو مرد بھی تھے۔ یہ ٹونی اور فیلنگ تھے۔

روزی اور بیری کے مرد دوست تعارف کے بعد وہ سب اکٹھے بیٹھ گئے اور پھر ان سب کے درمیان یہی باتیں چھڑ گئیں اور تھوڑی سی بحث کے بعد وہ سب ان تینوں سے مکمل تعاون پر رضامند ہو گئے۔

"مسٹر جونی !۔۔۔ آپ پرنٹنگ سیکشن کے انچارج ہیں ۔۔۔ آپ ہمیں یہاں مکمل اور تفصیلی نقشہ بنا کر بتائیں کہ راستے کہاں سے ہیں ۔۔۔ چیکنگ نظام کہاں ہے ۔۔۔ اور محافظ کتنی کتنی مقدار میں کہاں کہاں موجود ہوتے ہیں ۔۔۔؟ اور کوڈ ورڈز کیا ہے"۔۔۔ مس بوچر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لوسی !۔۔۔ تم باہر جا کر ٹھہرو !۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ہماری باتیں سن رہا ہو ۔۔۔ اور ہم آغاز میں ہی پکڑ لئے جائیں"۔۔۔ جونی نے لوسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم سب باتیں کرو ۔۔۔ ہم تینوں نگرانی کرتی ہیں ۔۔۔ کیونکہ ظاہر ہے کام تم نے کرنا ہے"۔۔۔ روزی اور بیری نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر نکلتی چلی گئیں۔

اور پھر وہ تینوں، جونی، ٹونی اور فیلنگ کے ساتھ بیٹھ کر تفصیلات سمجھنے اور سمجھانے میں مصروف ہو گئیں۔

تقریباً ایک گھنٹے کی بحث وتمحیص کے بعد وہ سب ایک لائحہ عمل پر متفق ہو گئے اور انہوں نے تمام تفصیلات طے کر لیں اور پھر انہوں نے لوسی، روزی اور بیری کو بھی بلا لیا۔

"کیا پروگرام طے ہوا"۔۔۔؟ لوسی نے بے چینی سے پوچھا۔

"سب طے ہو گیا ہے ۔۔۔ پرسوں رات بارہ بجے اصل ایکشن ہوگا اور پھر ہم سب آزاد ہوں گے"۔۔۔ تینوں مردوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی خطرے والی بات تو نہیں"۔۔۔؟ روزی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہمارے لئے تو کوئی خطرہ نہیں ۔۔۔ اگر ایکشن کامیاب رہا تو ہم آزاد ہوں گے ۔۔۔ اور اگر ناکام رہا تو ہم پر تو کوئی اثر نہ ہوگا ۔۔۔ البتہ تمہاری یہ تینوں دوست ماری جائیں گی"۔۔۔ ٹونی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر ٹونی !۔۔۔ ہماری زندگی اسی قسم کے کھیل کھیلنے میں گزری ہے ۔۔۔ اور موت تو بہرحال ایک دن آنی ہے ۔۔۔ موت سے خوفزدہ ہونا تو دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے"۔۔۔ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ !۔۔۔ تم واقعی بہادر لڑکیاں ہو"۔۔۔ روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب ہمیں اجازت ۔۔۔ رات ہونے لگی ہے ۔۔۔ اور ہفتہ بھر کے شدید ترین انتظار کے بعد صرف یہی ایک رات جشن منانے کو ملتی ہے"۔ فیلنگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل خوب جشن مناؤ" ـــــــ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر لوٹی، فیلنگ، روزی اور ہیری اجازت لیکر چلے گئے۔

"میں کھانا تیار کر لوں" ـــــــ لوسی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ کھانا کھا کر تم دونوں اپنے بیڈ روم میں چلے جانا ـــــ اور ہم یہاں ڈرائینگ روم کے قالین پہ ہی گزارہ کر لیں گی" ـــــــ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور لوسی دھیرے سے مسکراتی ہوئی کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد وہ تینوں جونی کے ساتھ آئندہ اقدام کے بارے میں مزید گفتگو میں مصروف ہو گئیں۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں اس وقت پانچ افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان پانچوں افراد کے چہروں پر سرخ رنگ کے نقاب موجود تھے ان کے درمیان رکھی ہوئی میز پر ایک بہت بڑا سا مگر انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے اس ٹرانسمیٹر کو گھور رہے تھے جو خاموش اور بے جان تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اچانک ٹرانسمیٹر میں لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ ان پانچوں کے جسم تن سے گئے۔

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز بند ہو گئی اور پھر کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آواز گونجنے لگی اور پھر اس میاؤں میاؤں کی آواز پہ مادام کیٹ کی کرخت آواز چھاتی چلی گئی۔

"رپورٹ دو" ـــــــ مادام کیٹ کی آواز کمرے میں گونجی۔

" مادام! ___ ایکریمیا کے حالات بالکل خراب ہو چکے ہیں ___ فوج نے کرفیو نافذ کیا ہے ___ مگر اس کے نفاذ کے لئے بھی انہیں سینکڑوں آدمیوں کو مارنا پڑا ہے ___ مگر یہ خاموشی عارضی ہے ___ اب حکومت بے بس ہو چکی ہے اور مجھے رپورٹ ملی ہے کہ صدر نے ایک ایمرجنسی میٹنگ کال کی ہے ___ شاید اس میٹنگ میں وہ اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ حکومت ہمارے حوالے کر دیں" ___ نمبر ون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" بہت خوب! ___ اچھی رپورٹ ہے" ___ دوسری طرف سے مادام کیٹ کی آواز سنائی دی۔ لہجے میں اس بار کرختگی کی بجائے خوشی کی کھنک موجود تھی، شاید یہ خوشی مادام کو ایکریمیا جیسی سُپر پاور پر قبضہ کرنے کے تصور سے ملی تھی۔

" مادام! ___ حکومت کے ___ سونے کے محفوظ ذخائر ہمارے پوائنٹس پر پہنچ چکے ہیں ___ اور اب وہ بالکل محفوظ ہیں ___ ہم نے ان ذخائر کو پچاس پوائنٹس پر تقسیم کر کے رکھا ہے" ___ نمبر دو نے رپورٹ پیش کی۔

" بہت خوب! ___ ان کی پوری طرح حفاظت کی جائے ___ جیسے ہی ایکریمیا کا اقتدار ہمیں منتقل ہوا ___ فوری طور پر یہی سونا حالات کو سنبھالنے میں مدد دے گا ___ مگر اس بات کی تسلی کر لی گئی ہے کہ حکومت کے پاس ان ذخائر کے علاوہ مزید سونا موجود نہیں ہے" ___ ؟ مادام نے ہدایات دیتے ہوئے سوال کیا۔

" یس مادام! ___ ہم نے پوری طرح تسلی کر لی ہے ___ حکومت

کے پاس اور سونا موجود نہیں ہے ___ سونا صاف کرنے کے کارخانے قطعاً تباہ ہو چکے ہیں ___ اس لئے حکومت فوری طور پر مزید سونا اکٹھا نہیں کر سکتی" ___ نمبر دو نے جواب دیا۔

" اوکے! ___ نمبر تین! ___ تمہاری رپورٹ کیا ہے ___ ؟ مادام نے پوچھا۔

" مادام! ___ میں نے حکومت کی مخالف سیاسی پارٹی کے اہم لیڈروں کو اپنا ہمنوا بنا لیا ہے ___ وہ ہم سے مکمل تعاون کے لئے تیار ہیں ___ انہوں نے ملک میں حکومت کے خلاف بھرپور ایجی ٹیشن کے لئے اپنے مخصوص آدمیوں کو ہدایات دے دی ہیں ___ جہاں تک ان کا خیال ہے کہ حکومت غلے کے محفوظ ذخائر عوام تک راشن ڈپوؤں کے ذریعے پہنچانے کی کوشش کرے گی ___ اور ان کا پروگرام یہ ہے کہ یہ غلہ راستے میں ہی لوٹ لیا جائے ___ یا تباہ کر دیا جائے ___ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ حکومت جیسے ہی ہمیں ملے گی ___ ہم انہیں منتقل کر دیں گے ___ وہ صرف ہماری ہدایات پر عمل کریں گے ___ ویسے حکومت انہی کی ہو گی" ___ نمبر تین نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ___ انہیں اسی خوش فہمی میں مبتلا رکھو ___ نمبر فور! تمہاری کیا رپورٹ ہے" ___ ؟ مادام نے انتہائی نرم لہجے میں پوچھا۔

" مادام! ___ میرے سیکشن نے دنیا کے تمام اہم ممالک کے سربراہوں کو خفیہ طور پر خطوط روانہ کر دیئے ہیں کہ اگر انہوں نے ایکریمیا کی کسی قسم کی بھی امداد کی تو ان کا حشر بھی یہی ہو گا ___ اور میرے سیکشن کے آدمیوں کی رپورٹ یہی ہے کہ ہر حکومت نے اپنے عہدیداروں کی میٹنگ کال کر کے

اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ حکومت ایکریمیا کی جلتی ہوئی آگ میں نہ کودا جائے وہ سب ہمارے اس ایکشن سے بے انتہا خوفزدہ ہیں" ـــــ نمبر فور نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ـــــ مجھے بھی یہی رپورٹیں ملی ہیں ـــــ نمبر فائیو! تمہاری کیا رپورٹ ہے" ـــــ ؟ مادام نے آخری نقاب پوش سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مادام! ـــــ ایکریمیا کی انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس قطعاً بے بس ہو چکی ہے ـــــ ان کے بہترین آدمی میرے سیکشن نے ہنگاموں کے دوران مار ڈالے ہیں ـــــ اب وہ بس اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں ـــــ اور میرے سیکشن کے آدمی ان پر بھوکے شیروں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں" ـــــ نمبر فائیو نے جواب دیا۔

"بہت خوب! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا میں ہمارا مشن ہماری توقع سے بھی زیادہ کامیاب جا رہا ہے ـــــ بہرحال تم سب نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے ـــــ حکومت اقتدار منتقل کرنے سے پہلے ضرور کوئی نہ کوئی اقدام ایسا کرے گی ـــــ جس سے حالات سنبھل سکیں اس کے لئے سب سے اچھا ذریعہ یہ ہے کہ وہ سونے کے سکوں کو کرنسی کی صورت میں ملک میں پھیلا دے ـــــ اور ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس سونا موجود ہو ـــــ اور اگر کوئی ایسا اقدام کیا بھی جائے تو تمہارا کام یہ ہوگا کہ فوری طور پر اس سونے کو لوٹ لو ـــــ یا اس ٹکسال کو تباہ کر دو ـــــ جہاں یہ سکے ڈھلیں ـــــ اور دوسری بات یہ کہ بیرونی ممالک سے سونا کسی بھی قیمت پر ایکریمیا نہ پہنچنے دو ـــــ اس کے بعد

ایکریمیا ہمارے قدموں میں ہوگا" ـــــ مادام کیٹ نے انہیں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہوگی مادام!" ـــــ ان سب نے جواب میں بیک آواز ہو کر کہا۔

"یہاں ہیڈ کوارٹر میں عجیب سے حالات پیش آ رہے ہیں ـــــ تین مرد اور تین عورتیں یہاں ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں ـــــ مگر وہ بار بار قابو میں آ کر نکل جاتے ہیں ـــــ میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد ایکریمیا کا اقتدار حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر کو وہاں منتقل کر دیا جائے ـــــ اور اس کے بعد یہی ایکشن باقی سپر پاورز میں بھی استعمال کیا جائے تاکہ پوری دنیا پر ہمارا اقتدار قائم ہو سکے" ـــــ مادام نے انہیں تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

"مادام! ـــــ ان تین مردوں اور تین عورتوں سے کوئی خطرے والی بات تو نہیں" ـــــ ؟ نمبر ون نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نمبر ون! ـــــ تمہیں ایسی بات سوچنی بھی نہیں چاہیئے ـــــ یہ تین مرد اور تین عورتیں تو کیا پوری دنیا بھی ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتی ـــــ تم قطعاً بے فکر ہو کر اپنا کام کرتے رہو" ـــــ مادام نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر مادام! ـــــ آپ بے فکر رہیں ـــــ ایسا ہی ہوگا" ـــــ ان سب نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل ـــــ کل پھر اسی وقت یہ میٹنگ ہوگی ـــــ بائی بائی" مادام کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک بار پھر بلی کی میاؤں میاؤں گونج اٹھی اور ٹرانسمیٹر کے بلب بجھ گئے۔ وہ ایک بار پھر بے جان ہو چکا تھا۔

میٹنگ ہال میں سکوت طاری تھا۔ حکومت پاکیشیا کے اعلیٰ افسران اپنی اپنی کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔
عمران بھی نقاب لگائے بطور ایکسٹو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ صدر مملکت کا انتظار تھا۔ یہ میٹنگ صدر مملکت نے انتہائی ایمرجینسی طور پر طلب کی تھی اور کسی کو بھی علم نہ تھا کہ صدر مملکت نے ہنگامی میٹنگ کیوں کال کی ہے ۔۔۔ ؟
عمران کو بھی سر سلطان نے ہنگامی طور پر بلایا تھا اور خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ بلیک زیرو کی بجائے وہ خود میٹنگ میں شرکت کرے۔ چنانچہ عمران بھی پہنچ گیا تھا۔
چند لمحوں بعد شمالی دروازہ کھلا اور صدر مملکت ہاتھ میں ایک فائل پکڑے میٹنگ ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں موجود ہر فرد ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ صرف عمران اپنی مخصوص کرسی پر اکڑا بیٹھا رہا۔ وہ اپنے عہدے کے

لحاظ سے صدر مملکت کی تعظیم کا پابند نہیں تھا۔ اس لئے کسی کو بھی اعتراض کرنے کی جرات نہ ہوئی۔
صدر مملکت اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے فائل کھول کر ایک کاغذ نکالا اور اسے سامنے رکھ کر انہوں نے ایک نظر ہال میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ عہدیداروں پر ڈالی اور پھر اپنے سامنے پڑے ہوئے مائیک کو ذرا سا دور کھسکا کر کھنگارنے لگے۔ ان کی فراخ پیشانی پر پریشانی کی لکیریں نمایاں تھیں اور آنکھوں سے الجھن کے تاثرات مترشح تھے۔
" آج کی یہ ہنگامی میٹنگ بلانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب جعلی کرنسی کے بین الاقوامی سکینڈل اور اس سلسلے میں پاکیشیا میں ہونے والے واقعات کا جائزہ لے کر کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جس سے ہمارا ملک اس خوفناک معاشی بحران سے یقینی طور پر بچ سکے ۔۔۔ آپ لوگوں کو ایکریمیا میں ہونے والے حالات کا اچھی طرح علم ہے ۔۔۔ دنیا کا معاشی طور پر خوشحال ترین ملک مجرموں کے اس خوفناک حربے کے بعد جن خوفناک اور بھیانک حالات کا شکار ہے ۔۔۔ اس کا عشر عشیر بھی اگر پاکیشیا میں ہو جاتا تو ہمارا ملک ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہ رہ سکتا ۔۔۔ مجرموں نے پوری دنیا کو ٹارگٹ بنایا تھا ۔۔۔ سب سے پہلے اس کا سراغ بھی ایکریمیا کی سیکرٹ سروس نے لگایا ۔۔۔ اور پھر صدر ایکریمیا نے ایک پریس کانفرنس میں اس کی تفصیلات بتائیں تاکہ پوری دنیا مل کر مجرموں کا مقابلہ کر سکے ۔۔۔ اس سلسلے میں انہیں جب جس ملک میں بھی اس امر کا سراغ ملا کہ وہاں مجرموں کی یہ تنظیم کام کر رہی ہے ۔۔۔ انہوں نے وہ سراغ اس حکومت کو سرکاری طور پر بھجوا دیئے ۔۔۔ اور ہمارے ملک میں بھی چونکہ مجرم کام کر رہے تھے اس لئے

ہمیں بھی مطلع کیا گیا ـــــ اس کے ساتھ ہی روسیاہ ـــــ شوگران ـــــ اور ایکریمیا سُپر پاورز نے مجرموں کے مقابلے کے لئے ایک بین الاقوامی ٹیم تیار کی ـــــ جس میں ہر ملک نے اپنے دو دو ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شامل کئے ـــــ ہم نے بھی اس ٹیم میں شامل ہونے کے لئے درخواست کی ـــــ مگر ہمیں غیر ترقی یافتہ اور چھوٹا ملک ہونے کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا ـــــ بہرحال ہم نے اپنے ملک میں مجرموں کی گرفتاری کے لئے یہ کیس سیکرٹ سروس کے انچارج ایکسٹو کو منتقل کیا ـــــ اور یہ ہم سب کے لئے انتہائی خوشی کی بات ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس نے چند ہی روز میں نہ صرف مجرموں کو گرفتار کر لیا ـــــ بلکہ ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا ـــــ اس سلسلے میں ضروری تفصیلات اور مجرموں کے پروگرام کے متعلق ایکسٹو صاحب آپ کو بتائیں گے ـــــ تاکہ پورا پس منظر آپ پر واضح ہو سکے" ـــــ صدر مملکت نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

" کچھ زیادہ تفصیلات نہیں ہیں ـــــ جب یہ کیس میرے محکمے کو ٹرانسفر کیا گیا تو ہم نے کیس کی نوعیت کی بنا پر فوری طور پر ایکشن لیا ـــــ چنانچہ جلد ہی مجرموں کی کارکردگی کی تفصیلات سامنے آگئیں ـــــ اور پھر ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے چھاپہ مارا گیا ـــــ اور اس طرح مجرم قابو کر لئے گئے ان کا غیر ملکی سرغنہ ایکشن کے دوران مارا گیا ـــــ جبکہ باقی گرفتار کر لئے گئے" عمران نے مختصر سے لفظوں میں بات ختم کر دی۔

" مجرموں نے کیا پلاننگ کی تھی ـــــ ؟ براہ مہربانی تفصیلات بتلائیے" سر سلطان نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر ہے کہ باقی لوگوں کے سامنے وہ ایکسٹو کو اسی انداز میں مخاطب کر سکتے تھے۔

" مجرموں نے دارالحکومت کے تمام شیڈولڈ بنکوں اور اسٹیٹ بنک میں موجود کرنسی کے محفوظ ذخیروں کے نمبروں کی لسٹیں حاصل کیں اور اس کے بعد جدید مشینری منگوا کر ماہر ترین نقب زنوں کی خدمات حاصل کی گئیں ـــــ ان کا پروگرام یہ تھا کہ ان نمبروں کے مطابق جعلی کرنسی جب مجرموں کے ہیڈ کوارٹر سے چھپ کر یہاں پہنچ جاتی ـــــ تو پھر نقب لگا کر تمام بنکوں کے محفوظ ذخائر سے اصل کرنسی غائب کر کے وہاں جعلی کرنسی رکھ دی جائے گی ـــــ اس کے بعد اس بات کا اعلان کر دیا جائے گا کہ پورے ملک میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے ـــــ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرکاری کرنسی سے اعتماد اُٹھ جائے گا۔ اور جب بنکوں میں بھی تمام کرنسی جعلی ہوگی ـــــ تو ظاہر ہے ہمارے ملک کا بھی وہی حشر ہونا تھا جو ایکریمیا کا ہوا ہے" ـــــ عمران نے کچھ تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

عمران سے تفصیلات سُن کر میٹنگ میں موجود تمام افراد کے چہرے زرد پڑ گئے۔ ان سب کے تصور میں وہ وقت آگیا کہ اگر مجرم کامیاب ہو جاتے تو کیا ہوتا۔

" یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس اور اس کے محترم سربراہ انتہائی ذہین اور ہوشیار ہیں ـــــ جنہوں نے اتنی بڑی تنظیم کو چند ہی روز میں نہ صرف ٹریس کر لیا ـــــ بلکہ ان پر قابو بھی پا لیا ـــــ ورنہ نجانے ہمارا کیا حشر ہوتا ـــــ ہم سب سیکرٹ سروس اور مسٹر ایکسٹو کی کارکردگی پر انتہائی شکر گزار ہیں" ـــــ سیکرٹری دفاع نے کھڑے ہو کر جذبات سے مغلوب لہجے میں کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں ـــــ یہ ہمارا فرض تھا" ـــــ عمران نے سپاٹ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"توساتھیو! ـــــ آپ نے دیکھ لیا کہ مجرم کتنے خوفناک ہیں ـــــ بہرحال ہمارے ملک سے اس تنظیم کا خاتمہ کر کے وقتی طور پر تو مسئلہ حل کر لیا گیا ہے مگر ابھی تھوڑی دیر پہلے مجرموں کی طرف سے ایک خط ملا ہے ـــــ اس خط کی بنا پر میں نے یہ ہنگامی میٹنگ طلب کی ہے ـــــ سرسلطان آپ کو یہ خط پڑھ کر سنائیں گے" ـــــ صدر مملکت نے ایک سرخ رنگ کا کاغذ سرسلطان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

سرسلطان نے کاغذ لیا اور پھر کھڑے ہو کر اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"مادام کیٹ کی طرف سے یہ خط پاکیشیا کے سربراہ کو بھیجا جا رہا ہے۔ تم نے ایکریمیا جیسے طاقتور ملک کا حشر دیکھ لیا ہے۔ جلد ہی ایکریمیا کی حکومت ہمیں اقتدار منتقل کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ تمہارے ملک میں بھی ہماری تنظیم ایسے حالات پیدا کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ تمام انتظامات مکمل ہیں۔ صرف ہماری طرف سے ایک اشارہ ہو گا اور تمہارا ملک ایکریمیا سے بھی بدتر حالات کا شکار ہو جائے گا۔ اس لئے ہم تمہیں خبردار کرتے ہیں کہ اگر تم نے سرکاری ـــــ یا غیر سرکاری طور پر ایکریمیا کی کسی بھی لحاظ سے کوئی مدد کرنے کا سوچا بھی تو ہم تمہارے ملک میں قیامت برپا کر دیں گے۔ تمہاری اور تمہارے تمام عہدیداروں کی کارکردگی کی ایک ایک لمحے کی رپورٹ باقاعدگی سے ہمیں مل رہی ہے۔ اس لئے ہمارے اس خط کو آخری تنبیہہ سمجھنا۔ اگر تم نے ہماری ہدایات پر عمل کیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم تمہارے ملک کو اپنی لسٹ سے کاٹ دیں۔ ورنہ ـــــ" سرسلطان نے

خط پڑھ کر واپس صدر مملکت کی طرف بڑھا دیا۔

خط کی تفصیلات سُن کر تمام ہال پر سکتہ طاری ہو گیا۔ ہر شخص کا دل خوف سے لرزنے لگا۔

"آپ نے خط سُن لیا ـــــ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا ملک خود ہی اس قابل نہیں ہے کہ ایکریمیا کی کوئی مدد کر سکے ـــــ لیکن اس کے باوجود ہم نے انسانی ہمدردی کی بنا پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اپنا فاضل غلہ حکومتِ ایکریمیا کو بھجوا دیا جائے ـــــ لیکن اس خط کے ملنے کے بعد میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ لوگوں کو اکٹھا کر کے اس سلسلے میں رائے لی جائے" ـــــ صدر مملکت نے خط دوبارہ فائل میں رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ یہ تنظیم بہت بڑی اور خوفناک ہے ـــــ آپ حکومتِ ایکریمیا کی کوئی امداد نہ کریں ـــــ ایسا نہ ہو کہ مجرم ہم پر دھاوا بول دیں" ـــــ سیکرٹری زراعت نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ یہ خط ہماری سالمیت ـــــ اور عوام کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے ـــــ اگر ہم اسی طرح مجرموں سے خوفزدہ ہو کر ان کا کہا مانتے رہے تو پھر معاف کیجئے ـــــ ہم اپنے ملک سے غداری کے مرتکب ہوں گے" ـــــ سر رحمان نے کھڑے ہو کر غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ بھی تو دیکھیئے کہ اس کا نتیجہ کتنا بھیانک ہو گا ـــــ کیا ہم برداشت کر سکتے ہیں کہ اپنے ملک کے عوام کو اس خوفناک بحران کا شکار ہونے دیں؟ یہ وقت جذبات اور غصے میں آنے کا نہیں" ـــــ سیکرٹری منصوبہ بندی نے سر رحمان کی بات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر ہال میں ایک زوردار بحث چھڑ گئی۔ صرف چند لوگ سر رحمان کے

حامی تھے۔ جب کہ اکثریت کے خیال میں مجرموں کا کہا ماننے میں ہی عافیت اور ملک کا بچاؤ تھا۔

"مسٹر ایکسٹو! ـــــ آپ کا کیا خیال ہے" ـــــ؟ اچانک صدر مملکت نے ہاتھ اٹھا کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"جناب! ـــــ مجھے تو اپنے ملک کے اعلیٰ عہدیداروں کے خیالات سُن کر انتہائی حیرت کے ساتھ ساتھ دکھ بھی ہو رہا ہے کہ یہ لوگ مجرموں کے خط سے کس قدر خوفزدہ ہیں ـــــ کیا ہمارے ملک کی پالیسیاں اب مجرموں کی ہدایات پر بنائی جائیں گی ـــــ؟ کیا ہم مجرموں کے مقابلے میں اتنے بے بس ہو چکے ہیں ـــــ؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اپنے ملک کے غیور عوام پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ کے خیال میں ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیئے" ـــــ؟ صدر مملکت نے پوچھا۔

"جناب! ـــــ پہلی بات تو یہ ہے کہ مادام کیٹ کو ابھی اس بات کی اطلاع نہیں ملی ـــــ یا کم از کم جب یہ خط لکھا جا رہا تھا اُسے اس بات کی اطلاع نہیں تھی کہ ہمارے ملک میں اس کی تنظیم کا خاتمہ ہو چکا ہے ـــــ اس لئے فوری طور پر اس خط سے گھبرانے والی کوئی بات نہیں ـــــ مادام کیٹ کو یہاں دوبارہ قدم جمانے اور اپنا مشن پورا کرنے کے لئے ایک طویل وقت چاہیئے جب کہ اس کی تمام ٹیم ایکریمیا میں پھنس چکی ہے ـــــ تو یقیناً وہ وہاں سے فارغ ہونے سے پہلے کسی اور ملک میں محاذ نہیں کھول سکتی ـــــ یہ خط

صرف گیدڑ بھبکی کے طور پر لکھا گیا ہے ـــــ باقی رہی یہ بات کہ اس کا مستقل حل کیا ہو سکتا ہے ـــــ؟ تو اس سلسلے میں دیکھنا یہ ہے کہ سپر پاورز کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کیا کارنامہ دکھاتے ہیں ـــــ جہاں تک میرا خیال ہے ـــــ وہ لوگ ناکام ہو چکے ہیں ـــــ کیونکہ اگر انہیں ذرا سی بھی کامیابی حاصل ہوتی ـــــ تو کم از کم مجرم ایکریمیا میں اقدام کرنے کے قابل نہ رہتے ـــــ اب ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے ملک کے مستقل تحفظ کی خاطر خود ہی اس تنظیم کے خلاف میدان میں کود پڑیں ـــــ اور اس سے پہلے کہ یہ تنظیم کسی اور ملک کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔ اس کا مستقل طور پر خاتمہ کر دیا جائے ـــــ دراصل پہلے میں ہچکچا رہا تھا کہ اس تنظیم کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام کیا جائے یا نہیں مگر یہ خط لکھ کر اس تنظیم نے ہمیں خود ہی چیلنج کر دیا ہے ـــــ تو اُسے اس چیلنج کا مؤثر جواب ملنا چاہیئے" ـــــ عمران نے بھی پوری تقریر جھاڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کا خیال درست ہے ـــــ میری بھی یہی رائے تھی کہ یہ خط ہماری غیرت اور قوم کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے ـــــ میں نے صدر ایکریمیا کو فون پر اس بات کا یقین دلایا ہے کہ ہم حکومت ایکریمیا کی ہر ممکن امداد سے قطعاً دریغ نہ کریں گے ـــــ اور جہاں تک سیکرٹ سروس کا بین الاقوامی طور پر کام کرنے کا مسئلہ ہے تو مجھے یہ بتانے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ صدر ایکریمیا نے واضح طور پر سپر پاورز کی ٹیم کی ناکامی کا اعتراف کیا ہے ـــــ اور اپنی سیکرٹ سروس کے سربراہ کی درخواست پر مجھ سے خصوصی طور پر یہ استدعا کی ہے کہ ہم اپنی سیکرٹ سروس کو مجرموں کے مقابلے میں لے آئیں ـــــ انہوں نے کہا کہ اگر ہم چاہیں تو وہ بین الاقوامی طور پر بھی اپنی اس کوتاہی اور امداد کا اعلان

کر نے پر تیار ہیں کہ انہوں نے ہماری سیکرٹ سروس کو نظر انداز کر کے مہلک غلطی کی ہے ـــــ اور نہ صرف ایکریمیا ـــــ بلکہ روسیاہ اور شوگران کے حکام نے بھی اسی قسم کی درخواستیں کی ہیں ـــــ اب انہیں احساس ہو گیا ہے کہ پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز مل کر وہ کام نہیں کر سکتیں ـــــ جو ہماری سیکرٹ سروس کر سکتی ہے ـــ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر مسٹر ایکسٹو مناسب سمجھیں تو مجرموں کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام شروع کر دیں ـــــ مجھے یقین ہے کہ وہ کامیاب رہیں گے ـــ اور ان کی کامیابی سے پورے ملک کا وقار بڑھے گا" ـــ صدر مملکت نے کہا اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

"ٹھیک ہے جناب صدر! ـــــ اگر ہمارے ملک کا وقار دنیا کی نظروں میں بڑھتا ہے تو میں آج ہی سیکرٹ سروس کو ہدایات دے دیتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورا یقین ہے کہ ہم جلد ہی مجرموں کی گردنیں شکنجے میں کس لیں گے" ـــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! ـــ اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں پوری دنیا کے ممالک اور خصوصاً سپر پاورز آپ کو ہر قسم کی امداد مہیا کرنے پر تیار ہیں" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــــ ہمیں کسی کی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم آپ سے کہہ دیں گے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ آپ ابھی سے کام شروع کر دیں ـــــ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب اور سرخرو کریگا" ـــــ صدر مملکت نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ہی تمام لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ یہ میٹنگ ختم ہونیکا اشارہ تھا اور صدر کے جانے کے بعد باری باری سب ممبرز ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔

ھیڈ کوارٹر کی عمارت قلعہ نما تھی۔ اس کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ ان دیواروں پر چڑھنے کا تو آدمی تصور ہی نہ کر سکتا تھا۔ ایک بڑا سا گیٹ تھا جس کے باہر پانچ مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت کی پشت پر دریا تھا جبکہ دائیں اور بائیں طرف گھاس کے وسیع میدان پھیلے ہوئے تھے جن کے گرد خاردار تار کی باڑ تھی۔ اور ان میدانوں کے کونوں میں برج ٹاور بنے ہوئے تھے۔ جن پر دوربین اٹھائے مسلح افراد پہرہ دے رہے تھے۔

چیف شاکل نے دور ہی سے اس پوزیشن کا جائزہ لیا تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ قلعہ تو ناقابل تسخیر ہے۔ اس کے اندر داخل ہونا ہر لحاظ سے ناممکن نظر آ رہا تھا اور وہ مسلسل اسی سوچ میں تھا کہ ایسا کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے وہ محفوظ طور پر عمارت کے اندر داخل ہو سکے۔

اس عمارت سے کافی دور وہ ایک اندھیری گلی میں کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ گئی۔ یہ ترکیب ایسی تھی کہ جس میں سو فیصد

رسک بھی شامل تھا. مگر چیف شاکل جانتا تھا کہ رسک لئے بغیر منزل تک پہنچنا ناممکن ہے۔

چنانچہ اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر اس نے بڑی تیزی سے اپنے کپڑے اتارے اور گلی میں ایک مکان کے ٹوٹے ہوئے حصے میں چھپا کر رکھ دیئے۔ بوٹ اور جرابیں بھی اس نے اتار کر رکھ دیں. اب اس کے جسم پر صرف ایک چھوٹی سی نیکر تھی. اس نے ہاتھ مار کر اپنے بالوں کو پریشان کیا اور پھر اسی طرح گلی سے باہر نکل کر اس نے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ بُری طرح لڑکھڑا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے شراب کی سینکڑوں بوتلیں پی رکھی ہوں۔ اسی طرح لڑکھڑاتا ہوا وہ آہستہ آہستہ مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ پر موجود مسلح دربان اُسے دیکھتے ہی چوکتے ہو گئے۔ مگر شاکل اپنی ہی دُھن میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ فضا میں یوں لہرا رہے تھے جیسے وہ کسی ان دیکھی قوت سے باتیں کر رہا ہو۔ منہ سے مسلسل بڑبڑاہٹ کی آوازیں برآمد ہو رہی تھیں۔

" خبردار! ـــــ رُک جاؤ ـــــ کون ہو تم" ـــــ ؟ ایک دربان نے انتہائی کرخت لہجے میں شاکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہمارے پاس آؤ ـــــ مت جاؤ ـــــ آگ لگ گئی ہے ـــــ آگ ہر طرف آگ ـــــ مت جاؤ پیارے آج کی رات ـــــ رنگینیاں" ـــــ چیف شاکل مسلسل بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے کچھ سُنا ہی نہ ہو۔

" یا تو یہ پاگل ہے ـــــ یا پھر آؤٹ ہو گیا ہے" ـــــ ایک اور دربان

نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے شاکل ان دربانوں کے قریب پہنچ گیا تھا۔

" مت جاؤ ـــــ ہائے ـــــ میرا دل ـــــ میرا پیار ـــــ میری خوبصورت تتلی ـــــ رک جاؤ" ـــــ شاکل اپنی ہی دھن میں بڑبڑا رہا تھا. کہ اچانک ایک زوردار تھپیڑ کی آواز سے ماحول گونج اٹھا۔ اُسے روکنے والے دربان نے پوری قوت سے اس کے گال پر طمانچہ مار دیا تھا. طمانچہ اتنا زوردار تھا کہ شاکل اچھل کر نیچے جا گرا۔

" مارتی ہو ـــــ مارو اور مارو ـــــ میری ظالم تتلی ـــــ مجھے مارو ـــــ مجھ معصوم کو مارو ـــــ ہائے آگ میری آگ" ـــــ شاکل نے نیچے گرنے کے باوجود اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" یار کیوں مار رہے ہو ـــــ دیکھ نہیں رہے کہ یہ بالکل آؤٹ ہے۔ اور کسی نے اس کے کپڑے بھی اتار لئے ہیں" ـــــ ایک اور دربان نے پہلے دربان کو روکتے ہوئے کہا۔

" میں تو صرف چیک کر رہا تھا کہ کہیں یہ سب کچھ مصنوعی تو نہیں" ـــــ طمانچہ مارنے والے دربان نے مسکرا کر جواب دیا۔

" جاؤ بھائی جاؤ! ـــــ یہاں سے چلے جاؤ ـــــ ورنہ خوامخواہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے" ـــــ دوسرے دربان نے پچکارتے ہوئے شاکل سے کہا۔ جو اب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر پھر لڑکھڑا کر گر پڑتا. اسی دربان نے ہاتھ پکڑ کر اُسے کھڑا کر دیا۔

" میری جان! ـــــ ہائے ظالم ـــــ آگ لگ گئی ہے آگ ـــــ میری آغوش میں آجاؤ ـــــ میری تتلی" ـــــ شاکل اسی طرح موڈ میں تھا۔

"یار! ___ ویسے بندہ جاندار ہے ___ کیوں نہ اسے مادام کے پاس بھیج دیا جائے" ___ ایک اور دربان نے شاکل کے سڈول جسم پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ اس کی آگ ہمیشہ کے لئے بجھ جائے گی" ___ دوسرے نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ مادام نے بھی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے ___ چلو اسے دکھا دیتے ہیں ___ شاید مادام کو پسند آجائے" ___ طمانچہ مارنے والا دربان بھی رضامند ہو گیا۔

"آؤ بھئی آؤ! ___ تمہاری آگ ٹھنڈی کرنے کا بندوبست کریں" ___ ایک دربان نے کہا اور پھر اس نے شاکل کا ہاتھ پکڑا اور اُسے کھینچتا ہوا گیٹ کی طرف لیتا چلا گیا۔ شاکل اسی طرح بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

گیٹ کے باہر ایک لکڑی کا چوڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ دربان نے شاکل کو اس کیبن کے دروازے پر کھڑا کیا اور خود تیزی سے کیبن میں داخل ہو گیا۔ کیبن کی دیوار پر ایک بڑا سا سوئچ بورڈ لگا ہوا تھا جس پر مختلف رنگوں کے بےشمار بٹن نمایاں نظر آ رہے تھے۔ دربان نے ایک بٹن دبایا اور سوئچ بورڈ کے ساتھ دیوار سے لٹکا ہوا مائیک کھینچ کر منہ سے لگا لیا۔

"مادام سے بات کراؤ ___ گیٹ انچارج بول رہا ہوں" ___ دربان نے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

چند لمحوں بعد ہی کیبن میں ایک مترنم نسوانی آواز گونجی۔

"یس مادام سپیکنگ" ___ لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"مادام! ___ میں گیٹ انچارج بول رہا ہوں ___ ہمارے پاس ایک

خوبصورت اور طاقتور نوجوان موجود ہے جو نشے میں بالکل آؤٹ ہے ___ اس کے کپڑے بھی کسی نے اتار لئے ہیں ___ مگر وہ آپ کے معیار پر یقیناً پورا اترے گا ___ میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں" ___ گیٹ انچارج نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اُسے کیبن میں لے آ کر ٹیلی کاسٹ کرو ___ میں دیکھنا چاہتی ہوں"۔ مادام کی آواز سُنائی دی۔

"بہتر مادام" ___ گیٹ انچارج نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے مائیک واپس دیوار میں لگے ہوئے ہک میں لٹکایا اور کیبن سے باہر کھڑے شاکل کا ہاتھ پکڑ کر کیبن کے اندر لے آیا۔

اس نے شاکل کو کیبن کے درمیان کھڑا کر کے کیبن کا دروازہ بند کر دیا اور پھر تیزی سے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے لگا۔ شاکل مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔ وہ کبھی ادھر گھوم جاتا کبھی اُدھر ڈول جاتا۔ کیبن میں اچانک تیز روشنی پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی چار مختلف رنگوں کے تیز بلب بھی کیبن کے چاروں کونوں میں جلنے لگے۔

"آگ ___ ہائے میری آگ ___ میری تتلی ___ میری آغوش میں آجاؤ ___ آگ بجھا دو ___ رنگین خوبصورت رات ___ موسم کی ترنگ" ___ شاکل بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ اِدھر اُدھر لڑکھڑا رہا تھا۔ جب کہ گیٹ انچارج کیبن کے دروازے سے لگ کر خاموش کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے" ___ اچانک مادام کی آواز کیبن میں گونجی اور گیٹ انچارج نے تیزی سے آگے بڑھ کر بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ اور کیبن میں پھیلنے والی تیز لائٹ بجھ گئی۔ اب وہاں وہی پہلے والا نارمل بلب جل رہا تھا۔

گیٹ انچارج نے مائیک اتار لیا۔

"اسے چیکنگ رُوم میں بھجوا دو" ــــــ مادام کی آواز سنائی دی اور گیٹ انچارج نے پہلے والا بٹن آف کر دیا۔

"چلو پیارے! ــــــ تمہاری موج بن گئی ــــــ مزے لوٹو" ــــــ گیٹ انچارج نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کیبن کا دروازہ کھول کر شاکل کو باہر گھسیٹ لیا۔ اس کے بعد وہ اس بڑے گیٹ کے پاس آیا اور اس نے گیٹ کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھل گئی۔ گیٹ انچارج شاکل کو لیکر گیٹ کے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے وہاں موجود دربانوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ مادام کا شکار ہے ــــــ اسے چیکنگ روم میں پہنچا آؤ۔"

"یس سر" ــــــ اس دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ شاکل کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے قریب موجود ایک چھوٹی سی جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر بلیک نے پہلے تو اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لیا۔ مگر جب اُسے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ ناممکن نظر آیا تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ صرف دریا کی جانب سے ہی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ مگر دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے لئے اُسے پورے شہر کا چکر لگا کر جانا پڑتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور سیدھا مین مارکیٹ میں آ گیا۔ یہاں آ کر وہ ایک سُپر مارکیٹ میں گھس گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ مارکیٹ سے باہر نکلا تو ایک بڑا سا بیگ اس نے اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ بیگ اٹھائے وہ سیدھا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مجھے کراس ریونیو پر جانا ہے" ــــــ بلیک نے بیگ ٹیکسی کی پچھلی نشست پر پھینکتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ بیٹھئے" ــــــ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک نے اگلی نشست کا دروازہ کھولا اور نشست پر بیٹھ گیا۔

"کیا اس وقت کسی تفریح کے لئے کراس ریونیو جا رہے ہیں" ـــــ؟ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ ایک دوست نے وہاں پہنچنا ہے ـــــ اور گرمیوں کی یہ رات ہم نے پانی میں گزارنے کا پروگرام بنایا ہے" ـــــ بلیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ ویری گڈ آئیڈیا ـــــ وش یو گڈ لک" ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو" ـــــ بلیک نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی کافی دیر تک دریا کے ساتھ ساتھ موجود سڑک پر چلتی رہی اور پھر ایک پل کراس کر کے وہ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

کراس ریونیو دریا پر تفریح کے لئے ایک خاص گھاٹ تھا جہاں کشتی رانی کے ساتھ ساتھ مچھلی پکڑنے کے لئے بھی خصوصی سپاٹ بنے ہوئے تھے۔

بلیک نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا۔ بیگ اٹھایا اور پھر تیزی سے گھاٹ کی طرف قدم بڑھاتا چلا گیا۔ گھاٹ پر تفریح کرنے والوں کا خاصا رش تھا۔ ابھی بلیک گھاٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اُسے تفریح کرنے والوں میں جوشان بھی نظر آ گیا۔ جوشان کے گلے میں ایک طاقتور دوربین لٹکی ہوئی تھی اور وہ ریلنگ کے سہارے کھڑا دریا میں چلنے والی کشتیوں کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

بلیک اُسے یہاں دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ ان تینوں کے درمیان تو یہی طے ہوا تھا کہ وہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں گے مگر جوشان تو بڑے اطمینان سے یہاں کھڑا تفریح میں مصروف تھا۔ بلیک سیدھا اس کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

اور پھر جب اس نے جوشان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو جوشان چونک پڑا۔ مگر اپنے پیچھے بلیک کو کھڑے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

"تم یہاں تفریح کر رہے ہو" ـــــ؟ بلیک کے لہجے میں ہلکی سی تلخی موجود تھی۔

"ارے نہیں ـــــ ایسی کوئی بات نہیں ـــــ میں مشن پر ہوں" ـــــ جوشان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہاں" ـــــ؟ بلیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــــ جوشان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک بیگ اٹھائے اس کے پیچھے چلتا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگوں سے ہٹ کر تنہا جگہ پر آ گئے۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لیا تھا ـــــ مجھے صرف دریا والی سمت ایسی معلوم ہوئی تھی جہاں سے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ قدرے ممکن ہے اس لئے میں یہاں آ گیا ـــــ تاکہ یہاں سے کوئی کشتی کرایہ پر لیکر اس طرف جاؤں ـــــ اور پھر اس طرف کا مکمل جائزہ لینے کے بعد اندر داخل ہونے کی کوئی ترکیب سوچی جائے ـــــ مگر یہاں کوئی کشتی فارغ ہی نہیں تھی ـــــ اس لئے میں انتظار میں کھڑا تھا کہ کوئی کشتی فارغ ہو تو اُسے کرایہ پر لیا جائے ـــــ مگر تم یہ بیگ اٹھائے یہاں کیسے پہنچ گئے" ـــــ؟ جوشان نے تفصیل بتلاتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ـــــ تو یہ بات ہے ـــــ میں سمجھا کہ تم مشن کی بجائے تفریح کرنے یہاں پہنچ گئے ہو ـــــ آئی ایم سوری ـــــ دراصل بات یہ ہے کہ

میں بھی ہیڈکوارٹر کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر ہیڈکوارٹر میں داخلہ ممکن ہے تو صرف دریا کے راستے ہی ممکن ہو سکتا ہے ـــــ ورنہ کوئی آدمی ہیڈکوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتا ـــــ چنانچہ میں نے ایک سپرمارکیٹ سے ربڑ کی کشتی اور ایسا سامان خریدا ہے جس سے اونچی دیوار پر چڑھا جا سکے اور بعض چیزیں ایسی بھی خریدی ہیں کہ جنہیں مخصوص انداز میں اسمبل کرنے کے بعد نقب زنی کا جدید سامان تیار کیا جا سکتا ہے" ـــــ بلیک نے اپنے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر جب تمہارے پاس کشتی موجود ہے تو پھر گھاٹ پر آنا بے سود تھا۔ کیونکہ ہیڈکوارٹر تو یہاں سے کافی دور ہے ـــــ براہ راست بھی اس کے سامنے ٹیکسی پر پہنچ سکتے تھے" ـــــ جوشان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ـــــ ایسا ہو سکتا تھا ـــــ مگر تم نہیں جانتے بلیک کہ مادام کیٹ کے آدمیوں کا پورے شہر میں جال بچھا ہوا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ٹیکسی ڈرائیور ان کا آدمی ہو ـــــ اور وہ ہیڈکوارٹر کی پشت پر اترنے سے مشکوک ہو کر انہیں اطلاع دے دیتا ـــــ اس لئے میں جان بوجھ کر گھاٹ پر اترا ہوں ـــــ تاکہ کوئی مشکوک نہ ہو ـــــ یہاں سے کشتی کے ذریعے ہم وہاں کسی کو مشکوک کئے بغیر پہنچ سکتے ہیں" ـــــ بلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا ـــــ چلو اچھا ہے ـــــ اب اکٹھے چلتے ہیں ـــــ ایک سے دو بھلے" ـــــ جوشان نے کہا اور بلیک نے سر ہلا دیا۔

بلیک نے بیگ کھول کر اس میں موجود زرد رنگ کی ربڑ کی بنی تہہ شدہ کشتی نکالی۔ کشتی کے علاوہ ایک بیگ اور بھی تھا اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا

پمپ بھی تھا۔ جو پیر کے دباؤ سے ہوا بھرتا تھا۔ بلیک نے پمپ کو کشتی کی نلکی سے منسلک کیا اور پھر پیر کے دباؤ سے کشتی میں ہوا بھرنے لگا۔ کشتی تیزی سے پھولتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ کشتی پھیل کر ایک خاصی بڑی کشتی کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔ یہ کشتی اتنی بڑی تھی کہ اس میں دو آدمی بڑے اطمینان سے سوار ہو سکتے تھے۔ کشتی کے ساتھ ہی دو پتوار بھی منسلک تھے ان میں جب ہوا بھر گئی تو وہ خاصے مضبوط قسم کے پتوار بن گئے۔ بلیک نے کشتی اٹھا کر کاندھے پر لادی اور جوشان نے دوسرا بیگ اٹھا لیا جس میں شاید نقب زنی کا سامان تھا اور وہ دونوں تیزی سے دریا کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کنارے پر پہنچ کر بلیک نے کشتی کو پانی میں چھوڑا اور خود اس پر سوار ہو گیا۔ جوشان بھی چھلانگ لگا کر اس میں سوار ہو گیا۔ اور پھر بلیک نے پتواروں کی مدد سے کشتی کو دریا کے درمیان میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ چونکہ دریا کا بہاؤ اسی طرف تھا جدھر ہیڈکوارٹر کی عمارت تھی اس لئے جیسے ہی کشتی دریا کے بہاؤ میں آئی وہ خود بخود خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی اور بلیک نے پتوار کشتی کے درمیان میں رکھے اور اطمینان سے بیٹھ گیا۔

جوشان نے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگائی اور دریا کے دوسرے کنارے پر موجود عمارتوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد جوشان نے بتایا کہ ہیڈکوارٹر کی عمارت اب نظر آنے لگ گئی ہے۔

بلیک نے یہ سنتے ہی بیگ کھولا اور پھر اس میں سے ایک لنگر نما وزنی گولہ نکالا جس کے ساتھ کافی بڑی ڈوری منسلک تھی۔ اس نے ڈوری کے

سرے پر لگا ہوا ایک کشتی کے کنارے پر بنے ہوئے ایک کڑے میں پھنسا دیا
اور پھر اس گولے کو اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔
تھوڑی دیر بعد بلیک کو بھی بغیر دُور بین کے ہیڈ کوارٹر کی عظیم الشان
عمارت نظر آنے لگ گئی۔ اس طرف ہیڈ کوارٹر کی پشت تھی اور تیس فٹ
اونچی دیوار بالکل سپاٹ تھی اس میں ایک بھی رخنہ نہ تھا اور عمارت کے
اوپر ایک چوکی سی بنی ہوئی تھی۔ عمارت کی عین پشت پر پہنچتے ہی بلیک
نے گولہ کشتی میں رکھا اور پتوار اٹھا کر کشتی کو عمارت کی پشت کی طرف دھکیلنا
شروع کر دیا۔

"جلدی کرو! ____ مجھے چھت پر موجود چوکی پر نقل و حرکت نظر آ رہی ہے"
جوشان نے کہا جو دُور بین آنکھوں سے لگائے غور سے ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لے
رہا تھا۔ اور بلیک نے اور زیادہ زور لگا کر کشتی کو دھکیلنا شروع کر دیا۔ اور پھر
جیسے ہی کشتی عمارت کی پشتی دیوار کے قریب پہنچی اس نے پتوار پھینک کر گولہ
اٹھایا اور پانی میں پھینک دیا۔ کشتی کو ایک جھٹکا سا لگا۔ مگر کشتی وہیں رُک
گئی۔ اب وہ ایک جگہ جم سی گئی تھی۔

اسی لمحے عمارت کی چھت پر سے سرچ لائٹ کی تیز روشنی نمودار ہوئی
اور اس کی تیز روشنی ایک چکر میں دریا کے درمیان اور دوسرے کنارے پر پڑنے
لگی۔ مگر وہ دونوں دیوار کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے اس سرچ لائٹ
کی زد سے بچ گئے تھے اور پھر عین اسی لمحے ایک اور کشتی دریا کے مخالف
بہاؤ سے نمودار ہوئی۔ اس میں دو مرد اور دو عورتیں سوار تھیں اور وہ دونوں
پتواریں سنبھال کر کشتی کو آگے دھکیلنے میں مصروف تھے۔ کیونکہ بہاؤ مخالف
ہونے کی وجہ سے انہیں بہت زور لگانا پڑ رہا تھا۔ سرچ لائٹ نے اس

کشتی کو اپنی زد میں لے لیا۔
چند لمحوں تک وہ لائٹ کشتی پر مرکوز رہی اور پھر یکدم بجھ گئی۔ اب ہر
طرف اندھیرا سا پھیل گیا اور وہ تفریحی کشتی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"وہ لوگ مطمئن ہو گئے ہیں ____ ورنہ انہوں نے مکمل جائزہ لینا تھا"
بلیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ____ اس تفریحی کشتی نے ان کا شک دُور کر دیا ہے" ____
جوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس طرف سے بھی داخلہ ناممکن ہی نظر آتا ہے ____ اوپر چڑھا
نہیں جا سکتا ____ کیونکہ اوپر چیکنگ پوسٹ موجود ہے اور دیوار اتنی موٹی
ہے کہ شاید ہم زندگی بھر بھی اس میں سوراخ نہ کر سکیں" ____ بلیک نے
قدرے مایوسانہ لہجے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ____ بظاہر تو حالات ایسے ہی نظر آتے ہیں ____ مگر میرا خیال
ہے کہ ہم اگر غور کریں تو کہیں نہ کہیں کوئی کمزور پہلو نظر آ جائے گا" ____
جوشان نے مطمئن لہجے میں کہا۔ وہ بڑے غور سے عمارت کی پشتی دیوار کو
دیکھ رہا تھا جو انتہائی مضبوط کنکریٹ کے بڑے بڑے بلاکوں سے بنائی گئی
تھی اور ان بلاکوں کو اس طرح جوڑا گیا تھا کہ ان میں معمولی سا رخنہ بھی نظر
نہ آ رہا تھا۔

"ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے" ____ اچانک بلیک نے چونک کر کہا۔

"وہ کونسی" ____ ؟ جوشان بھی چونک پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ اس عمارت کا گندہ پانی ضرور اس دریا میں ڈالا جاتا
ہوگا ____ اور ہم اس نکاسی کے راستے سے عمارت کے اندر داخل ہو سکتے

ہیں" ـــــــ بلیک نے کہا۔

"ویری گڈ آئیڈیا ــــ یقیناً ایسا ہی ہوگا ــــ اور جتنی بڑی عمارت ہے اتنا ہی بڑا نکاسی کا راستہ بھی ہوگا" ــــ چوشان نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور دُوربین سے وہ عمارت اور دریا کی سطح کو غور سے دیکھنے لگا۔ عمارت دریا کے ساتھ ساتھ بہت دُور تک چلی گئی تھی۔ مگر کہیں بھی کوئی ایسا راستہ نظر نہ آرہا تھا۔

"تم یہیں کشتی میں ٹھہرو ــــ میں پانی میں اتر کر جائزہ لیتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ راستہ دریا کے اندر کہیں بنایا گیا ہوگا" ــــ بلیک نے کپڑے اتارتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــ ہو سکتا ہے" ــــ چوشان نے جواب دیا۔

بلیک نے کپڑے اتارے اور صرف انڈرویئر پہن کر وہ آہستگی سے دریا میں اترتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے غوطہ لگایا اور پانی میں غائب ہو گیا۔ چوشان اسی طرح دُوربین آنکھوں سے لگائے اِدھر اُدھر کا جائزہ لیتا رہا۔

تقریباً دو منٹ بعد ہی بلیک نے سر پانی سے باہر نکالا اور پھر تیزی سے کشتی کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"میں نے وہ جگہ ڈھونڈ لی ہے ــــ یہ تو پوری سرنگ معلوم ہوتی ہے مگر اس کے باہر مضبوط جالی لگی ہوئی ہے ــــ جسے اندر داخل ہونے کے لئے کاٹنا پڑے گا" ــــ بلیک نے کہا اور پھر وہ کشتی میں چڑھ آیا۔

"پھر کیا پروگرام ہے" ــــ؟ چوشان نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"میرے پاس اسے کاٹنے کے آلات موجود ہیں ــــ ایسا کرتے ہیں کہ پلاسٹک کے لفافے لباس کے اوپر چڑھا کر ہم پانی میں اتر جاتے ہیں اور

پھر اس جالی کو کاٹ کر اندر داخل ہو جائیں گے ــــ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا" ــــ بلیک نے کہا۔

"مگر کشتی" ــــ چوشان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کشتی کو چھوڑ دیتے ہیں ــــ یہ خود کہیں جا کر کنارے لگ جائے گی" ــــ بلیک نے تیزی سے کپڑے پہنتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بیگ میں سے پلاسٹک کے بڑے بڑے لفافے نکالے۔ اس نے ایک لفافہ اپنے اوپر چڑھا لیا۔ یہ لفافہ پورے لباس کی طرح بنا ہوا تھا اس طرح اس کا لباس مکمل طور پر اس لفافے میں چھپ گیا۔ گردن پر اس نے اُسے مضبوطی سے باندھ لیا۔

دوسرا لفافہ چوشان نے پہن لیا اور پھر بلیک نے بیگ میں سے آلات نکال کر انہیں مختلف انداز میں جوڑنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب بلیک فارغ ہوا تو اس نے وہ آلہ ایک طرف رکھا رسی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر کھینچا اور پھر وہ گولہ کشتی میں رکھ دیا۔ گولے کے باہر آتے ہی کشتی دریا کے بہاؤ کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔

"آؤ" ــــ بلیک نے کہا اور آلے سمیت پانی میں اتر گیا۔ چوشان نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور وہ دونوں پانی میں غوطہ لگا گئے۔ پانی میں آگے پیچھے تیرتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد عمارت کی جڑ میں بنے ہوئے ایک بہت بڑے سوراخ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں سوراخ پر انتہائی مضبوط قسم کی جالی نصب تھی۔

بلیک نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا سرا جالی کے کونے سے لگایا اور پھر آلے کے دستے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی نیلے رنگ کی دھار

سی آرے کی نوک سے نکلی اور چڑ چڑ کی آوازیں بلند ہونے لگیں ۔ جہاں جہاں وہ نیلے رنگ کی دھار جالی پہ پڑتی ، جالی ایک لمحے میں سرخ ہو جاتی اور پھر وہ جگہ غائب ہو جاتی ۔

تقریباً ایک منٹ میں بلیک نے جالی میں اتنا بڑا سوراخ بنا لیا جس سے وہ آسانی سے اندر داخل ہو سکتے تھے ۔

چنانچہ سب سے پہلے بلیک جالی میں بنے ہوئے اس سوراخ میں داخل ہوا اور پھر چوشان نے بھی اس کی پیروی کی ۔ یہ واقعی ایک طویل سرنگ سی تھی جس کی سطح پہ پانی کی ایک موٹی سی دھار بہہ رہی تھی ۔ سرنگ کا دوسرا سرا چونکہ اوپر بلندی کی طرف جا رہا تھا اس لئے پانی خاصی تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا اور دریا کا پانی بھی اندر داخل نہ ہو رہا تھا ۔ مگر یہاں مسلسل پانی بہنے سے اتنی پھسلن ہو گئی تھی کہ ان دونوں کے لئے وہاں پیر جمانا مشکل ہو گیا تھا ۔ مگر اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ دیوار کے ساتھ ساتھ پیر جما کر اوپر کو چڑھنے لگے ۔ جہاں ان کا پیر پھسلتا وہ دیوار کا سہارا لے کر اپنے آپ کو سنبھال لیتے ۔ لیکن اس کی وجہ سے ان کی رفتار خاصی کم تھی ۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے ۔ سرنگ بلند ہوتی جا رہی تھی اور اب تو انہیں اپنے آپ کو سنبھالنے میں بے حد مشکل ہو رہی تھی کیونکہ اب بلندی کی وجہ سے وہ زیادہ پھسل رہے تھے ۔ اور انہیں معلوم تھا کہ کہیں بھی وہ اگر نہ سنبھل سکے تو پھسل کر واپس جالی پہ جا پڑیں گے ۔

" میرا خیال ہے ـــــ اس طرح آگے بڑھنا اب ناممکن ہے " ـــــ چوشان نے کہا ۔

" ہاں ! ـــــ لگتا تو ایسے ہی ہے ـــــ اور نجانے یہ شیطان کی آنت

سرنگ کہاں جا کر ختم ہو گی " ـــــ بلیک نے بھی اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا ۔ مگر ان باتوں کے باوجود وہ اوپر چڑھنے کی مسلسل کوشش میں لگے ہے ۔

" ارے مجھے یہاں سے تازہ ہوا کا جھونکا محسوس ہوا ہے " ـــــ اچانک چوشان نے چونک کر کہا ۔

" کدھر سے " ـــــ ؟ بلیک نے پوچھا ۔ جو سرنگ کے دوسرے کنارے پر سے چڑھ رہا تھا ۔

" ارے ـــــ یہ رخنہ سا ہے ـــــ جس میں سے خاصی تازہ ہوا آ رہی ہے " ـــــ چوشان نے ایک جگہ رکتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ـــــ پھر ہم اوپر کی بجائے یہیں سے باہر نکلیں گے " ۔ بلیک نے کہا اور پھر احتیاط سے قدم جماتا ہوا وہ چوشان کے پاس پہنچ گیا اس کے ایک ہاتھ میں وہ آلہ ابھی تک موجود تھا جس سے اس نے جالی کاٹی تھی ۔ اور پھر اس آلے کی نوک ـــــ اس رخنہ میں پھنسائی اور بٹن دبا دیا ۔ آلے میں سے نیلے رنگ کی دھار بلند ہوئی اور رخنہ کے ارد گرد کے پتھر سرخ ہو کر چٹخنے لگے ۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل کوششوں کے بعد وہ ایک بڑا سا پتھر پگھلانے میں کامیاب ہو گئے اور اب تازہ ہوا زیادہ مقدار میں آنے لگی اور اس کے ساتھ ہی ایک تنگ سا راستہ بن گیا ۔

چوشان پہلے اس راستے میں داخل ہوا اور کھسکتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا چند لمحوں بعد اس کی آواز دوسری طرف سے سنائی دی ۔

" آجاؤ بلیک ! ـــــ ہم بہت اچھی جگہ پہنچ گئے ہیں ـــــ یہ ایک راہداری کا سرا ہے " ـــــ اور پھر بلیک بھی اس راستے میں داخل ہو گیا ۔

اور کھسکتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بھی دوسری طرف پہنچ چکا تھا۔ واقعی وہ دونوں اس وقت ایک چھوٹی سی راہداری میں تھے جس کے دوسرے سرے پر ایک برآمدہ سا بنا ہوا تھا۔ اور راہداری میں دونوں طرف کمروں کے دروازے موجود تھے۔ جو اس وقت بند تھے۔ ان دونوں نے وہ پلاسٹک کے لباس اتارے اور انہیں سرنگ میں اچھال دیا۔

بلیک نے سب سے قریبی دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ بلیک چند لمحے باہر کھڑا اندر کی آہٹ لیتا رہا۔ مگر جب کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ چوشان بھی اس کے پیچھے تھا۔ مگر جیسے ہی وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے، اچانک ایک زوردار دھماکے سے دروازہ بند ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سے کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ دونوں چونک کر مڑے مگر کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"بڑے باہمت ہو تم دونوں ـــــ ہم تمہیں اپنے محل میں خوش آمدید کہتے ہیں"۔ اچانک ایک دیوار سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، اچانک چھت میں سے دودھیا رنگ کی گیس ایک دھارے کی صورت میں نکلی اور پورے کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔ یہ شاید انتہائی بیہوش کر دینے والی زود اثر گیس تھی کیونکہ چند ہی لمحوں بعد ان دونوں کا سانس گھٹنے لگا اور دماغ پر اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں لڑکھڑا کر فرش پر گرے اور ساکت ہو گئے وہ دنیا و مافیہا سے غافل ہو چکے تھے۔

دیوہیکل جہاز کے پہیوں نے جیسے ہی رن وے کو چھوڑا، جہاز میں سیفٹی بیلٹس کھول دینے کا اعلان روشن حروف میں چمکنے لگا اور مسافروں نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیفٹی بیلٹس کھول دیں۔ خوبصورت لباس میں ملبوس چاق و چوبند ایئر ہوسٹسیں مسافروں کو مشروب پیش کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

اس وقت جہاز میں سو سے زائد مسافر سوار تھے۔ اور ایک بھی سیٹ خالی نہ تھی۔ ٹرانس ایئر وینز کا یہ طیارہ دنیا میں سب سے زیادہ طویل سفر کرتا تھا۔ پاکیشیا کے بین الاقوامی رن وے سے پرواز کے بعد اس نے مسلسل آٹھ گھنٹے پرواز کرنے کے بعد ساؤتھ ایکریمیا کے مشہور ہوائی اڈے پر صرف آدھ گھنٹے کیلئے رکنا تھا۔ اور اس کے بعد مزید نو گھنٹے تک مسلسل پرواز کے بعد اس کی منزل نارتھ پول کا بین الاقوامی ہوائی اڈہ گارجینا تھا اور جہاز میں سوار

مسافروں کی اکثریت کی منزل بھی کارجینا ہی تھی ۔

جہاز میں عمران کے ساتھ سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم عام مسافروں کی شکل میں موجود تھی ۔ عمران کے ساتھ جوزف بھی اپنے مخصوص باڈی گارڈ کی یونیفارم میں بیٹھا ہوا تھا۔ نشستوں کی ترتیب کچھ اس طرح بنی تھی کہ عمران اور جوزف ایک سیٹ پر ___ جولیا اور صفدر ان کی پچھلی سیٹ پر ___ اور تنویر اور نعمانی ساتھ والی سیٹ پر ___ جبکہ ان کے پیچھے چوہان اور صدیقی بیٹھے ہوئے تھے ___ کیپٹن شکیل کسی اور مسافر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ___

عمران اس بار مکمل ٹیم کے ساتھ جا رہا تھا۔ پاکیشیا میں صرف بلیک زیرو اکیلا رہ گیا تھا۔ ان سب کی منزل بھی نارتھ پول ہی تھی۔ عمران کو طارق اور مائیکل کے ہیڈ کوارٹر سے ایسے شواہد مل گئے تھے۔ جن سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی تھی کہ مادام کیٹ کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے اور کسی حد تک ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی بھی ہو گئی تھی۔

چونکہ عمران کو احساس تھا کہ مقابلہ انتہائی سخت ہوگا اس لئے اس بار وہ پوری ٹیم کو حرکت میں لے آیا تھا۔ اس نے چلنے سے پہلے تمام ممبرز کو ایکسٹو کے روپ میں مادام کیٹ ___ اس کی تنظیم ___ اور ایکریمیا میں ان کی تازہ ترین کارکردگی کا مختصر سا خاکہ بتا دیا تھا تاکہ تمام ممبرز پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہیں اور حسب توقع ٹیم کی سربراہی عمران کو ہی سونپی گئی تھی جس پر تنویر نے معمولی سا احتجاج کیا تھا۔ مگر ایکسٹو کی ایک گھرکی پر اس نے نہ صرف اپنا احتجاج واپس لے لیا تھا ___ بلکہ یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ عمران کے ساتھ مکمل تعاون کرے گا۔

" بس کرو کالے دیو! ___ تم تو کارجینا تک پہنچتے پہنچتے جہاز میں موجود

شراب کا سارا سٹاک ختم کر جاؤ گے" ___ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو جہاز میں بیٹھنے کے وقت سے ہی مسلسل پیئے جا رہا تھا اور جیسے ہی بوتل ختم ہوتی وہ ایئر ہوسٹس سے نئی بوتل کی فرمائش کر دیتا اور بے چاری ایئر ہوسٹس اب بوتلیں لا لا کر تنگ آ گئی تھی۔

" باس! ___ اب تک تمہارے پیسے کی پیتا رہا ہوں ___ آج مفت کی مل رہی ہے ___ اس لئے آج مت روکو" ___ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے جواب دیا۔

" یہ مفت کی نہیں ہے ___ ٹکٹ کے ساتھ انہوں نے اس کی رقم بھی شامل کر رکھی ہے" ___ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" پھر تو باس! ___ مجھے نو افراد کا کوٹہ پینا ہوگا ___ واہ واہ ___ مزہ آ گیا" ___ جوزف نے نئی بوتل کا کاک کھولتے ہوئے جواب دیا۔

" ابھی سے چڑھنے لگ گئی ہے ___ جب نو کا کوٹہ پورا ہوگا ___ تو کیا ہوگا" ___ ؟ اچانک جوزف کے عین پیچھے بیٹھی ہوئی جولیا بول پڑی وہ شاید ان کی طرف ہی متوجہ تھی۔

" تو یہ شراب پر چڑھ بیٹھے گا ___ اور کیا ہوگا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باس! ___ کیا بات کرتے ہو ___ ؟ بھلا میں شراب پر کیسے چڑھ سکتا ہوں" ___ ؟ جوزف نے اپنے طور پر عمران کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

" جولیا! ___ تنویر تمہیں جوزف سے بات کرتے دیکھ کر بڑا پیچ و تاب کھا رہا ہے ___ میرا خیال ہے کہ تم سیٹیں بدل لو" ___ عمران نے

موضوع بدلنے کے لئے فوراً ہی بات کا رخ بدل دیا۔

"عمران صاحب! ____ میرا خیال ہے نعمانی اور جوزف کی سیٹیں بدل دی جائیں ____ لطف رہے گا" ____ صفدر جو جولیا کے ساتھ بیٹھا تھا بول پڑا۔

"یہ اچھی تجویز ہے ____ اور کچھ ہو نہ ہو ____ کم از کم اس طرح ہماری لائن کو سرو کرنے والی ایئر ہوسٹس کی جان چھوٹ جائے گی جو جوزف کو شراب سپلائی کرتے کرتے اب خود بھی بوتل کی طرح ناچنے لگی ہے" ____ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تنویر کے ساتھ بیٹھے ہوئے نعمانی کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور نعمانی اٹھ کر تیزی سے عمران کے قریب آ گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب" ____؟ نعمانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"جوزف! ____ تم تنویر کے ساتھ جا بیٹھو" ____ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ماسٹر! ____ میں تمہارا باڈی گارڈ ہوں ____ اور باڈی گارڈ اپنے ماسٹر سے علیحدہ نہیں بیٹھ سکتا" ____ جوزف نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ویل ڈن! ____ اچھی دلیل ہے" ____ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا بھئی نعمانی! ____ تمہاری قسمت ____ جاؤ جا کر تنویر کو بھگتو" ____ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں نعمانی سے کہا اور نعمانی مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"عمران صاحب! ____ میری ایک درخواست ہے" ____ صفدر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لکھ کر پیش کرو" ____ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"لکھ کر بھی دے دوں گا ____ فی الحال زبانی درخواست پر ہی گزارہ کریں۔ وہ یہ کہ اس کیس میں ہمیں آزادی سے کام کرنے کا موقع دیجئے گا" ____ صفدر نے کہا۔

"کونسے کیس میں ____؟ بھئی اگر جولیا کے متعلق کوئی کیس ہے تو تم آزاد ہو ____ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا ____ مجھے دونوں اچھے لگتے ہیں" ____ عمران نے کہا۔ اور فوراً ہی اس نے اپنا سر پیچھے کر لیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہینڈ بیگ پوری قوت سے سر پر پڑے گا۔

اور ہوا بھی وہی۔ عمران کا فقرہ سنتے ہی جولیا کا ہاتھ گھوم گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ عمران کی سیٹ کے کنارے تک پہنچتا، جوزف نے انتہائی پھرتی سے اس کی کلائی پکڑ لی۔

"خبردار مس! ____ ماسٹر پر ہاتھ اٹھانے والا زندہ نہیں رہ سکتا ____ تم عورت ہو ____ اس لئے پہلی بار معاف کر رہا ہوں ____ ورنہ ایک لمحے میں بازو توڑ دیتا" ____ جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور جھٹکا دے کر جولیا کا بازو چھوڑ دیا۔

"خوب! ____ باڈی گارڈ ہو تو ایسا" ____ صفدر نے جوزف کی پھرتی پر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"بھئی بڑا خرچ آتا ہے ایسا باڈی گارڈ بنانے میں ____ یہ کالا ہاتھی۔ تمہارا کیا خیال ہے ____ خالی گنے ہی کھاتا ہو گا" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جولیا بالکل خاموش ہو گئی۔ اس کا چہرہ سرخ تھا۔ شائد جوزف کی بات

پر اُسے غصہ آگیا تھا مگر اس کے باوجود وہ خاموش رہی تھی کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ کالا ہاتھی بگڑ گیا تو اسے سنبھالنا مشکل ہو جائیگا۔

اسی طرح ہلکی پھلکی بات چیت میں ان کا طویل سفر کٹتا چلا گیا۔ اور جب جہاز مارتھ پول کے ہوائی اڈے کے رن وے پر پہنچا تو وہاں سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ موسم انتہائی خوشگوار تھا اور ایئرپورٹ پر خاصی چہل پہل تھی۔

جہاز کے رکتے ہی وہ سب ایک قطار میں نیچے اتر آئے۔ ہدایات کے مطابق ان سب نے ایک دوسرے سے علیحدہ رہنا تھا اور رہنے کے لئے اپنا اپنا انتظام کرنا تھا۔ عمران سے ان کا رابطہ صرف مارک الیون ٹرانسمیٹر پر ہی ہونا تھا۔ صرف جوزف عمران کے ساتھ تھا۔ عمران نے جوزف کے سائیڈوں سے لٹکنے والے ریوالوروں کے لئے خصوصی بین الاقوامی لائسنس بنوائے تھے اور عمران اس وقت پرنس آف ڈھمپ کی حیثیت سے مارتھ پول میں آیا تھا۔

کسٹم سے فارغ ہونے کے بعد عمران اور جوزف جب ایئرپورٹ کی عظیم الشان بلڈنگ کے بیرونی گیٹ پر پہنچے تو وہاں ٹیکسیوں کی قطاریں موجود تھیں۔ مگر ٹیکسیاں وہاں نمبرز کے حساب سے انگیج ہو رہی تھیں اس لئے عمران اور جوزف کو بھی اپنی باری کے لئے انتظار میں رکنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں بھی ٹیکسی مل گئی۔

"کہاں چلنا ہے جناب" ۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"جہاں تک چل سکو ۔۔۔ چلتے رہو" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور ڈرائیور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا مگر

پچھلی ٹیکسی کو نمبر دینے کے لئے اُسے گاڑی تو آگے بڑھانی ہی پڑی۔

"آپ کو کہاں جانا ہے" ۔۔۔ ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دیکھو یار! ۔۔۔ ہم سے مت پوچھو ۔۔۔ ہم تو اس شہر کی سیر کے لئے آئے ہیں ۔۔۔ اس لئے ہمارے لئے تو ہر جگہ اچھی ہے ۔۔۔ جہاں تمہارا جی چاہے چلے چلو" ۔۔۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ آپ ٹورسٹ ہیں ۔۔۔ بہرحال اگر آپ تھکے ہوئے نہ ہوں تو میں آپ کو شہر کی سیر کرا دوں ۔۔۔ ورنہ کسی اچھے سے ہوٹل میں اتار دوں" ۔۔۔ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈرائیور! ۔۔۔ ماسٹر پرنس ہیں ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ ۔۔۔ اس لئے کسی ایرے غیرے ہوٹل میں نہ لے جانا ۔۔۔ ایسے ہوٹل میں لے چلو جہاں اعلیٰ قسم کی شراب وافر مقدار میں ملتی ہو" ۔۔۔ پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوزف نے اپنے مقصد کی بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ ماسٹر پرنس ۔۔۔ بہت خوب! ۔۔۔ یعنی تمام پرنسوں کے ماسٹر" ۔۔۔ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بھی شاید فطرتاً شگفتہ طبیعت کا مالک تھا۔

"شکر ہے ۔۔۔ تم نے پرنس تو سمجھ لیا ۔۔۔ ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ کہیں تم مجھے ہیڈ ماسٹر قسم کی چیز نہ سمجھ لو ۔۔۔ اور شاید تم نے جوزف کا پورا فقرہ نہیں سنا ۔۔۔ اس نے کہا تھا ۔۔۔ ڈرائیور ماسٹر پرنس ۔۔۔ کیا سمجھے"؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بہت دلکش آدمی ہیں جناب" ۔۔۔ ڈرائیور نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"بھئی ذرا اپنی لینگویج ٹھیک کراؤ ـــــــ دلکش عورتیں ہوتی ہیں ـــــ یعنی دل کو کھینچنے والیں ـــــــ مرد دلچسپ ہوتے ہیں ـــــ یعنی دل سے چپک جانے والے ـــــ بشرطیکہ دل عورت کا ہو ـــــ جوزف جیسے باڈی گارڈ کا نہ ہو" ـــــــ عمران بھی شاید اپنے مخصوص موڈ میں تھا اور ڈرائیور اس کی اس توضیح پر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

اسی لمحے ڈرائیور نے کار ایک بہت بڑے ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ یہ نارتھ پول کا سب سے بڑا ہوٹل ہے ـــ سیون سٹار"۔

"ابھی تک یہ سات ستاروں پر ہی اٹکا ہوا ہے ـــــ چلو آج ایٹ سٹار ہو جائے گا ـــــ بلکہ ایٹ وائٹ سٹار ـــــ اور ون بلیک سٹار۔ جوزف بھی تو سٹار ہے ـــــــ کیوں جوزف" ـــــــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ میں تو صرف باڈی گارڈ ہوں ـــــ اب چاہے آپ وائٹ سٹار بنیں ـــــ یا ـــــ دم دار سٹار" ـــــــ جوزف نے بوتل کو منہ سے ہٹاتے ہوئے کہا، اور عمران کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے کار گونج اٹھی۔ جوزف نے خوبصورت طنز کیا تھا۔

دوسرے لمحے ڈرائیور نے پورچ میں کار روک دی اور ایک باوردی ویٹر نے تیزی سے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھول دیا اور عمران باہر آ گیا۔ جوزف خود ہی دروازہ کھول کر اتر آیا اور پھر تن کر عمران کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ صرف باڈی گارڈ تھا۔ اس کا دیو جیسا قد و قامت اور خاکی وردی کے ساتھ کولہوں کے دونوں اطراف میں لٹکتے ہوئے ہولسٹرز جن میں سے بھاری ریوالوروں

کے دستے باہر جھانک رہے تھے بہت خوفناک لگ رہے تھے۔

عمران نے پرس کھول کر اس میں سے ایک بڑا نوٹ کھینچا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف پھینک کر بڑی بے نیازی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ اس کی چال میں ایک عجیب سا وقار آ گیا تھا اور اس کے پیچھے فوجی انداز میں چلتے ہوئے جوزف نے تو مین گیٹ پر کھڑے ہوئے باوردی دربانوں میں کھلبلی سی مچا دی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ آنے والا کوئی بہت بڑی شخصیت ہے اس لئے دروازہ کھول کر انہوں نے عمران کو باقاعدہ سیلوٹ مارا۔ عمران نے ذرا سا سر کو ہلا کر ان کے سیلوٹ کا جواب دیا اور پھر ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

ہوٹل کا سپروائزر عمران کی شخصیت اور خصوصاً جوزف جیسے باڈی گارڈ کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف لپکا اور رکوع کے بل جھک کر سلام کرتے ہوئے بڑے مودبانہ لہجے میں بولا۔

"میں ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں"۔

"تو کہو ـــــ اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے" ـــــــ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سپروائزر چند لمحے تو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔ پھر وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

"سب سے اچھا ڈبل سوٹ" ـــــــ عمران نے جیب سے پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ پرنس آف ڈھمپ ـــــ بہت خوب! ـــــ یہ ہماری خوش قسمتی

ہے پرنس! ـــــ کہ آپ نے ہمارے ہوٹل کو رونق بخشی ہے" ـــــ سُپروائزر پرنس کا لقب پڑھنے کے بعد اس کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔

"مجھے تم نے کوئی قوال قسم کی چیز سمجھ رکھا ہے کہ میں یہاں قوالی کروں گا اور تمہارے ہوٹل کی رونق بڑھے گی" ـــــ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ پرنس آپ میری بات کا غلط مطلب سمجھے ہیں ـــ میرا مقصد ـــــ" سُپروائزر نے وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی ہم جاہل ہیں ـــــ یعنی ریاست ڈھمپ کے پرنس جاہل ہوتے ہیں ـــــ ہم مطلب ہی غلط سمجھتے ہیں" ـــــ عمران کا لہجہ اور زیادہ غصیلا ہوتا چلا گیا۔

"اوہ! ـــ اوہ! ـــ ویری سوری پرنس ـــ ویری سوری" ـــــ سُپروائزر بُری طرح بوکھلا گیا اور سوائے معافی مانگنے کے اُسے اور کوئی بات سمجھ ہی نہ آئی۔

اتنے میں کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی خوبصورت لڑکی نے رجسٹر میں اندراجات مکمل کر لئے تھے اور پھر اس نے ایک چابی جس کے ساتھ ہوٹل کا خوبصورت مونوگرام منسلک تھا عمران کے سامنے رکھ دی۔

"شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور پھر چابی اٹھا کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سُپروائزر کی طرف دیکھنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی۔ جوزف اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

ان کے لفٹ میں سوار ہوتے ہی سُپروائزر چند لمحے کاؤنٹر کے پاس کھڑا

کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسپشنسٹ لڑکی کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور لڑکی نے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک سُرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

سُپروائزر نے اِدھر اُدھر دیکھا اور جب کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس! ـــ ایم سی ٹو سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے ایک شیریں نسوانی آواز سُنائی دی۔

"ڈکسن فرام سیون سٹار ـــــ ایم سی ون سے بات کراؤ" ـــ سُپروائزر نے اس بار بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس! ـــ ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ـــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز میں کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ڈکسن" ـــــ؟ لہجہ بے حد سخت تھا۔

"مادام! ـــــ ابھی ابھی ریاست ڈھمپ کا پرنس معہ ایک باڈی گارڈ کے میرے ہوٹل میں پہنچا ہے ـــــ انتہائی خوبصورت شخصیت کا مالک ہے اور کسی پرنس کی طرح ہی احمق اور غصیلا ہے" ـــــ ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پھر مجھے فون کرنے کا مقصد" ـــــ؟ مادام کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا۔

"مادام! ___ دو باتوں کے لئے میں نے فون کیا ہے ___ ایک تو یہ کہ شاید یہ نوجوان آپ کے معیار پر پورا اترے ___ اور دوسری بات یہ کہ میں اس نوجوان کی طرف سے مشکوک ہوں" ___ ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ مگر کیوں مشکوک ہو" ___؟ اس بار مادام کے لہجے میں خاصی نرمی عود کر آئی تھی۔

"اس لئے مادام! ___ کہ میں نے کوہ ہمالیہ کی تمام ریاستوں کی سیر کر رکھی ہے ___ وہاں ڈھمپ نام کی کوئی ریاست نہیں ہے ___ اور پھر دوسری بات یہ کہ پرنس کا پاسپورٹ پاکیشیا کا بنا ہوا ہے ___ اور پاکیشیا میں ریاست ڈھمپ کے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ___ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمالیائی ریاست کا کوئی پرنس کبھی بھی کسی نیگرو کو بطور باڈی گارڈ اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا ___ میں ان کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں ___ وہ صرف اپنے آدمیوں پر ہی اعتماد کرتے ہیں ___ اس سے ہٹ کر کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتے ___ اور آخری بات یہ کہ اس نوجوان کا رنگ ایسا ہے کہ ہمالیہ میں رہنے والے آدمی کا ایسا رنگ کبھی نہیں ہو سکتا" ___ ڈکسن نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے تفصیلی جواب دیا۔

"بہت خوب! ___ میں تمہارے تجزیے پر بہت خوش ہوں ___ یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہیں اتنے اہم مقام پر رکھا ہوا ہے ___ بہرحال میں ان سب باتوں کو خود چیک کر لوں گی ___ تم نے انہیں کس کمرے میں رکھا ہے" ___؟ مادام نے پوچھا۔

"میں نے ریسپشنسٹ کو مخصوص اشارہ کر دیا تھا ___ اس لئے انہیں سپیشل روم میں رکھا گیا ہے" ___ ڈکسن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ زیرو نائن سیکشن کو میں کہہ دیتی ہوں ___ وہ انہیں وہاں سے آسانی سے لے آئیں گے" ___ مادام نے کہا۔

"اوکے مادام" ___ ڈکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جب دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو اس نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر ریسپشنسٹ لڑکی نے ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر واپس کاؤنٹر کے اندر رکھ دیا۔

"رپورٹ دو نمبروں" ___ ؟ مادام کیٹ کی کرخت آواز سے چھوٹا سا کمرہ گونج اٹھا اور میز کے گرد بیٹھے ہوئے پانچوں افراد ایک لمحے کے لئے سمٹ سے گئے۔

"مادام! ___ حالات یکدم بدلتے جا رہے ہیں ___ حکومت ایکریمیا نے وقتی طور پر حالات پر قابو پا لیا ہے ___ ملک کی ابتر صورت حال تیزی سے سنبھلتی جا رہی ہے" ___ نمبروں نے قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ___ ؟ تفصیل بتاؤ" ___ مادام کے لہجے میں غصے کی شدید چیخ شامل ہو گئی تھی۔

"مادام! ___ ہماری تمام اطلاعات کے برخلاف حکومت ایکریمیا کے پاس ہنگامی حالات سے نپٹنے کے لئے سونے کے مزید ذخائر موجود تھے۔

چنانچہ حکومت نے انہیں فوری طور پر سونے کے سکوں میں ڈھال کر پورے ملک میں تقسیم کر دیا ہے ___ اور اُسے قانونی کرنسی کی حیثیت دیدی ہے ___ تمام ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ ان سکوں کی صورت میں بطور ایڈوانس دے دی گئی ہے ___ ایک ہفتے کا راشن پورے ملک کے ہر خاندان کو مفت سپلائی کر دیا گیا ہے ___ اس کے علاوہ مزید خوراک کی خریداری کے لئے عام سونا بھی قابل قبول رکھا گیا ہے ___ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوری طور پر عوام نے اپنے پاس موجود سونا نکال کر خوراک خریدنی شروع کر دی ہے ___ اور حکومتی سکوں کی وجہ سے کاروبار میں تیزی سے بہتری آتی جا رہی ہے ___ ایک ہفتے کا راشن ملنے کی وجہ سے عوام بھی پُرسکون ہو گئے ہیں اور حکومت عوام سے ملنے والے سونے کو تیزی سے سکوں میں ڈھالتی جا رہی ہے ___ اس طرح ہمارا مشن بظاہر فیل ہوتا نظر آ رہا ہے" ___ نمبروں نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ یہ تو بہت بُرا ہوا ___ تم لوگوں نے اس کو سبوتاژ کرنے کے لئے کیا کیا" ___ ؟ مادام نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مادام! ___ ہم نے اس ٹیکسال کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ جہاں یہ سکے ڈھالے جا رہے ہیں ___ مگر ہم بری طرح ناکام رہے ___ بلکہ اس سلسلے میں ہمارے بے شمار کارکن مارے گئے ___ اور کئی گرفتار ہو گئے ___ کیونکہ حکومت کے تمام دفاعی محکموں نے اس ٹیکسال کو گھیرے میں لے رکھا ہے ___ پھر ہم نے راشن ڈپو لوٹنے کا پروگرام بنایا مگر یہاں بھی ہم بُری طرح ناکام ہو گئے ___ کیونکہ حکومت نے اس سلسلے

میں بے پناہ انتظامات کر رکھے تھے ــــ بلکہ اب تو ہمیں خطرہ ہے کہ گرفتار کارکنوں کی وجہ سے حکومت کے سیکرٹ ایجنٹ ہمارے پیچھے نہ لگ جائیں۔" نمبرون کے لہجے میں اس بار قدرے اعتماد تھا جیسے اب وہ ہر خوف سے آزاد ہو چکا ہو۔

"مگر یہ سب انتظام عارضی ہے ــــ حکومت ایکریمیا کب تک سونے کے ان سکوں کے ذریعے چل سکے گی" ــــ؟ مادام کی آواز سنائی دی۔

"مادام! ــــ ہمیں یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ صدر ایکریمیا نے خفیہ طور پر بین الاقوامی ماہرین معاشیات کی ہنگامی کانفرنس طلب کی ہے تاکہ کرنسی کا کوئی اور موثر نظام اپنایا جاسکے ــــ اور تمام دنیا کی حکومتیں اس بات پر رضامند ہیں کہ فوری طور پر نیا نظام لاگو کیا جائے ــــ جو ہر طرح کے خطرے سے محفوظ ہو ــــ اس لئے ہو سکتا ہے کہ پوری دنیا میں کوئی ایسا معاشی نظام اپنا لیا جائے جسے کرش کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو" ــــ نمبرون نے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن فیل ہو گیا ــــ ہماری تیار کردہ جعلی کرنسی ضائع ہو گئی ــــ بے پناہ اخراجات کے باوجود ہمارے ہاتھ کچھ نہ آیا" ــــ مادام کیٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مادام! ــــ ہم کیا کر سکتے ہیں ــــ آپ کے حکم پر ہم سب نے اپنی جانیں تک لڑا دی ہیں ــــ حالات بالکل ہماری توقع کے مطابق ہو گئے تھے ــــ لیکن ہمیں یہ علم نہ تھا کہ حکومت ایکریمیا نے سونے کے محفوظ ذخائر ہنگامی حالات کے لئے علیحدہ رکھے ہوئے تھے ــــ اگر ہمیں پہلے اس کا علم ہو جاتا تو پھر ہم اسے بھی چوری کرنے کے بعد ہی مشن کا آغاز کرتے۔

لیکن اب تو جو ہونا تھا ہو چکا ــــ ہمارے تمام سیکشنوں کے بے شمار کارکن مارے گئے ہیں ــــ کئی گرفتار ہو چکے ہیں ــــ اور حکومت نے حالات سنبھال لئے ہیں ــــ اب آپ جو حکم کریں" ــــ نمبرون کے لہجے میں بے پناہ مایوسی نمایاں تھی۔

"ہوں! ــــ تمہاری بات درست ہے ــــ فی الحال کچھ نہیں کیا جا سکتا ــــ تم سب ایسا کرو کہ اپنے بقایا کارکنوں سمیت انڈر گراؤنڈ چلے جاؤ۔ تمام کارروائیاں روک دو ــــ اور گہری نظروں سے حالات کا جائزہ لیتے رہو۔ پھر جیسے ہی حالات ہمارے مطلب کے ہوں گے ــــ ہم نیا پلان بنائیں گے"۔ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا فیصلہ درست ہے ــــ مگر یہاں ایکریمیا میں ہم سب کے لئے حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں ــــ ایکریمین سیکرٹ سروس ــــ انٹیلی جنس ــــ پولیس ــــ اور ملٹری سیکرٹ سروس کے آدمی پاگل کتوں کی طرح ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں ــــ ہم نے ان کے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ــــ اگر ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے تو پھر تو یہ سب لوگ ہمارے ماتحت ہوتے ــــ مگر اب حالات سنبھلتے ہی وہ ہماری تلاش کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوتے ہیں۔ اور پھر ہمارے کئی سیکشنوں کے بے شمار آدمی انہوں نے گرفتار کر لئے ہیں ــــ گو ہمارے کارکن انہیں کچھ بتانے سے پہلے موت کو گلے لگا لیں گے۔ مگر پھر بھی کسی امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا ــــ اس لئے یہ ممکن ہے کہ وہ کسی بھی وقت ہمیں چھاپ لیں اور ہم حقیر چوہوں کی طرح مارے جائیں" ــــ نمبرون نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ــــــ تم درست کہتے ہو ــــ ٹھیک ہے ــــــ تم ایسا کرو کہ سونے کے وہ محفوظ ذخائر جو ہم نے چوری کرکے چھپائے ہوئے ہیں انہیں ہیڈ کوارٹر میں منتقل کرنے کے انتظامات کرو ــــ تاکہ کچھ تو ہمارے اخراجات کی تلافی ہوسکے ــــــ اور اپنے سیکشن کے سوا کرایہ پر حاصل کئے ہوئے آدمیوں کو چھوڑ کر باقیوں کو ایکریمیا سے نکل جانے کا حکم دے دو"۔ مادام نے اپنے فیصلے میں ترمیم کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ مادام! ــــــ میرے خیال میں آپ کا یہ فیصلہ حالات کے مطابق بہت درست ہے ــــــ عقل مند جرنیل کبھی کبھی جنگ کے حالات دیکھ کر اپنی فوج کو پسپائی کا حکم بھی دے دیتے ہیں ــــــ اس طرح نہ صرف فوج قتل ہونے سے بچ جاتی ہے ــــــ بلکہ وہ کسی بھی وقت موقع محل دیکھ کر ایک بار پھر پورے جوش و خروش سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑتی ہے ــــ اور وہ جرنیل آخر کار جنگ جیت جاتا ہے ــــــ اس لئے ہماری یہ واپسی ہوسکتا ہے بعد میں ہمارے لئے فائدہ مند ہی ثابت ہو" ــــــ نمبر ون نے بڑے خوشامدانہ انداز میں مادام کی عقلمندی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"نمبر ون! ــــــ تم نے یہ باتیں کرکے میرے ذہن سے ایک بہت بڑے فیصلے کا بار ہٹالیا ہے ــــــ ورنہ تم جانتے ہو کہ میں ناکامی کا لفظ سننے کی کبھی روادار نہیں رہی ہوں ــــــ اس لئے میں فیصلہ کرچکی تھی کہ جب تم سونے کے محفوظ ذخائر ہیڈ کوارٹر پہنچا دوگے تو میں تم پانچوں کو ناکامی کی سزا میں قتل کرادونگی ــــــ مگر تمہاری باتوں سے میں اب اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ واقعی وقتی پسپائی کو ناکامی نہیں کہا جاسکتا ــــــ اس لئے اب یہ میرا وعدہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ تمہیں کوئی سزا نہ دی جائے گی ــــــ بلکہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کے لئے تمہاری توقع سے زیادہ انعام و کرام بھی دیا جائے گا ــــــ اور پھر ہم ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر مستقبل کے لئے کوئی پلاننگ تیار کریں گے ــــ بائی بائی" ــــــ مادام کی نرم آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہوگیا۔

"نمبر ون! ــــــ تم نے ہم سب کو بچا لیا ہے" ــــــ ٹرانسمیٹر کے خاموش ہوتے ہی باقی چاروں نے بیک زبان ہوکر کہا۔

"دوستو! ــــــ میں تم سب سے زیادہ مادام کی نفسیات سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں نے اس کی تعریف دانستہ کی تھی ــــــ ورنہ میں جانتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتی ــــ مگر اب اس نے وعدہ کرلیا ہے اور وہ وعدے کی پکی ہے ــ اس لئے اب ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ــ پس اب آپ سب لوگ مادام کی ہدایات کے مطابق سونے کے ذخائر ہیڈ کوارٹر منتقل کرنے کا کام شروع کردیں ــــ تاکہ ہم جلد از جلد ایکریمیا سے نکل سکیں" ــــــ نمبر ون نے دوسروں سے مخاطب ہوکر کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مس بوچہ — کاشاکی اور مارگریٹ کو ٹونی اور فیلنگ کا بڑی شدت سے انتظار تھا۔ ٹونی نے آج ڈیوٹی سے واپسی پر انہیں ایسے مخصوص کلر سیٹ لاکر دینے تھے۔ جس کے ذریعے ان تینوں نے ایسا میک اپ کرنا تھا جسے ایم۔ ایم تھراپی سے چیک نہ کیا جاسکے۔ چونکہ اس کے لئے پورے جسم پر میک اپ ہونا ضروری تھا اور خاص طور پر آنکھوں اور بالوں کے رنگ بھی تبدیل ہونے تھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کے مخصوص نشانات بھی تبدیل کئے جانے تھے۔

جونی نے پرنٹنگ سیل کی ان تین کارکنوں کے متعلق ہیڈ کوارٹر میں موجود وہ تمام تفصیلات انہیں آج صبح ہی مہیا کر دی تھیں جن کے میک اپ میں انہیں پرنٹنگ سیکشن میں داخل ہونا تھا۔ ان کے درمیان یہ پروگرام طے پایا تھا کہ جونی پرنٹنگ سیل کی ان تین کارکنوں جن کے قد و قامت اور جسم ان تینوں سے ملتے ہوں، کے متعلق تمام تفصیلات کی مائیکرو فلمیں آج صبح سٹور سے واپسی پر انہیں مہیا کرے گا۔ ٹونی انہیں کلر ڈیپارٹمنٹ سے خصوصی میک اپ کے لئے کلر سیٹ لاکر دیگا — اور فیلنگ انہیں اسلحہ خانے کے متعلق پوری تفصیلات بتائے گا جہاں جدید ترین اور انتہائی طاقتور، مائیکرو ٹائم بم موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ آج شفٹ سے واپسی پر اسس الماری اور کمرے کے دروازے کو بھی دانستہ کھلا رکھ کر آئے گا تاکہ وہ جاتے ہوئے یہ بم اٹھا سکیں۔ چونکہ اسلحہ خانہ ایم۔ ایم تھراپی چیکنگ کاریڈور کے بعد آتا تھا اس لئے بم اٹھا لینے کے بعد ان کے چیک ہو جانے کا خطرہ نہ تھا اور وہ بڑے اطمینان سے پرنٹنگ سیکشن میں بموں سمیت داخل ہو سکتی تھیں اور پھر بڑے اطمینان سے پرنٹنگ سیکشن جہاں پر تنظیم نے دنیا بھر کی جعلی کرنسی چھاپنے کے لئے بڑی بڑی اور جدید ترین مشینری اور کرنسی چھاپنے کا مخصوص کاغذ سٹاک کیا ہوا تھا، میں وہ بم رکھ کر شفٹ ختم ہونے پر واپس آسکتی تھیں۔ چونکہ جس شفٹ میں انہوں نے جانا تھا وہ رات ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوتی تھی اس لئے انہوں نے بموں کے پھٹنے کا بارہ بجے کا وقت فکس کر کے انہیں پھاڑنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔

جونی نے صبح کی شفٹ سے واپس آکر — ان تینوں کارکنوں کے متعلق تمام تفصیلات انہیں بتادی تھیں اور انہوں نے ان مائیکرو فلموں کو پروجیکٹر پر چڑھا کر اتنی بار دیکھا تھا کہ اب ان تینوں کے متعلق انہیں رتی رتی کا علم ہو گیا تھا۔ اب انہیں ٹونی کا انتظار تھا تاکہ وہ مس بوچہ کے بتائے ہوئے کلر سیٹ لاکر دے تو وہ میک اپ مکمل کریں۔

اسی لمحے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور مارگریٹ تیزی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا اُسے دروازے کے قریب ایک چھوٹا سا ڈبہ پڑا ہوا نظر آیا۔ البتہ جونی نظر نہ آرہا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ جونی نے شبہ سے بچنے کے لئے ڈبہ رکھ کر دستک دی ہے اور خود کھسک گیا ہے۔

مارگریٹ نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر ڈبہ اٹھا لیا۔ دروازہ بند کر کے وہ اندر کمرے میں آئی اور پھر مس بوچر نے وہ ڈبہ کھول کر اس میں موجود مختلف رنگوں کی ٹیوبیں نکالیں اور اس نے سب سے پہلے مارگریٹ کا میک اَپ کرنا شروع کر دیا۔ مارگریٹ نے تمام کپڑے اتار دیئے تھے اور مس بوچر نے اس کے پورے جسم پر میک اَپ کرنا شروع کر دیا۔ جسم کا ایک ایک بال رنگا گیا۔ آنکھوں کا رنگ تبدیل کیا گیا۔ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور انگلیوں کے مخصوص نشانات تبدیل کیے گئے اور اس طرح مارگریٹ کا میک اَپ مکمل ہو گیا۔ اب وہ پرنٹنگ سیکشن کی کارکن ایلین براڈ کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی۔ ایسی تصویر کہ ایلین براڈ اسے دیکھ کر اپنے وجود سے مشکوک ہو جاتی۔

پھر مس بوچر نے کاشا کی کے کپڑے اتروائے اور اس کا میک اَپ کرنا شروع کر دیا۔ ایک گھنٹے بعد کاشا کی ایک اور کارکن ڈوربھی کا روپ دھار چکی تھی اس کے بعد مس بوچر نے اپنا میک اَپ شروع کیا اور اس کے جادوگر ہاتھوں نے جلد ہی اپنا کام مکمل کر لیا۔ اس نے سوسن کا رُوپ دھارا تھا۔

"چلو اب کام ہو گیا ۔۔۔۔ اب ہمیں فوراً ان کارکنوں کے کوارٹرز میں پہنچنا ہوگا ۔۔۔۔ تاکہ ان سے بات چیت کر کے ان کے لہجے اور چال ڈھال کی تفصیلات مکمل ہو سکیں" ۔۔۔۔ مارگریٹ نے مس بوچر کے تیار ہوتے ہی کہا، اور ان تینوں نے لباس پہنے اور پھر وہ ایک ایک کر کے لوسی کے کوارٹر سے باہر نکل گئیں۔ جونی نے انہیں اس ایریے کا پتہ بتا دیا تھا جہاں ایک بڑے سے بنگلے میں وہ تینوں اکٹھی رہتی تھیں کیونکہ وہ تینوں سگی بہنیں تھیں اور پرنٹنگ کے کام میں مہارت تامہ کا درجہ رکھتی تھیں اس لئے ہیڈ کوارٹر میں انہیں بہت عزت دی جاتی تھی۔

وہ تینوں مختلف راستوں سے گزرتی ہوئیں آخر کار اس بنگلے تک پہنچ گئیں۔ اب یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ راستے میں کہیں بھی انہیں کوئی مسلح دربان نہ ٹکرایا تھا۔

" یہ بنگلہ تو بہت خوبصورت ہے" ۔۔۔۔ مارگریٹ نے بنگلے کا بیرونی دروازہ دھکیل کر کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں" ۔۔۔۔ مس بوچر نے کہا اور پھر وہ تینوں احتیاط سے قدم اٹھاتی ہوئیں پورچ تک پہنچ گئیں۔ اندر کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مارگریٹ نے آگے بڑھ کر دروازے پر زور زور سے دستک دی اور خود تیزی سے برآمدے کے ایک کھمبے کی آڑ میں ہو گئی جب کہ کاشا کی اور مس بوچر پہلے ہی کھمبوں کی آڑ میں چھپ چکی تھیں۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی نے باہر جھانکا۔ یہ ایلین براڈ تھی جس کے میک اَپ میں مارگریٹ کھمبے کے پیچھے موجود تھی۔ ایلین براڈ نے حیرت بھرے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر وہ شاید حیرت کے عالم میں باہر برآمدے میں نکل آئی۔

"کون ہے ۔۔۔۔ ؟ کس نے دروازے پر دستک دی" ۔۔۔۔ ؟ اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پورچ تک آ گئی۔

مارگریٹ نے نہ صرف اس کی آواز سُن لی تھی بلکہ لہجہ بھی یاد کر لیا تھا اور کھمبے کی آڑ میں سے اس کی چال بھی چیک کر چکی تھی۔ اس لئے پورچ کے قریب پہنچ کر جب اس نے کسی کو نہ پایا تو وہ بڑبڑاتی ہوئی واپس مڑی تو مارگریٹ کسی بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹ پڑی اور پھر جوڈو کے ایک مخصوص وار نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ایلین براڈ کو آئندہ چوبیس گھنٹوں کے لئے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیا۔ مارگریٹ نے پھرتی سے اُسے گھسیٹ کر دیوار کی اوٹ میں کیا

اور پھر اس کے کپڑے اتار لئے۔ اپنے کپڑے اتار کر اس نے ایلین براڈ کو پہنا دیئے اور اس کا لباس خود پہن لیا۔ وہ تینوں شاید ڈیوٹی پر جانے کے لئے تیار ہو رہی تھیں اس لئے ایلین براڈ نے ہیڈ کوارٹر میں داخلے کی مخصوص یونیفارم پہن رکھی تھی۔

مارگریٹ کے ہاتھوں کی بے پناہ پھرتی نے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں کپڑے تبدیل کر لئے اور پھر وہ ایلین براڈ بن کر پورچ میں داخل ہو گئی۔

"مس بوچر! —— اب تم دروازہ کھٹکھٹاؤ" —— مارگریٹ نے ایلین براڈ کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا اور کھمبے کے پیچھے سے نکل کر مس بوچر نے دروازے پر زور سے دستک دی اور خود دوبارہ کھمبے کے پیچھے چھپ گئی۔ جبکہ مارگریٹ وہیں پورچ کے کنارے پر دروازے کی طرف پشت کئے کھڑی رہی۔

چند لمحوں بعد ایک اور لڑکی باہر آ گئی۔ یہ ڈورتھی تھی۔

"کیا بات ہے ایلین! —— دروازہ تم نے کھٹکھٹایا ہے" —— ؟ ڈورتھی نے حیرت بھرے لہجے میں سامنے کھڑی مارگریٹ کو دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی طرف پشت کئے کھڑی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو —— میں نے دروازہ کھٹکھٹایا —— میں تو خود دستک کی آواز سن کر یہاں آئی ہوں —— مگر یہاں تو کوئی موجود نہیں ہے" —— مارگریٹ نے حیرت بھرے انداز میں مڑ کر ایلین براڈ کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے! —— مگر ابھی چند لمحے پہلے دروازے پر بڑے زور سے دستک ہوئی —— کیا تم نے نہیں سنی" —— ؟ ڈورتھی کے لہجے میں

اب خوف کا عنصر شامل تھا۔

"ارے نہیں۔ —— میں تو یہیں پورچ میں کھڑی ہوں —— کسی نے دستک نہیں دی" —— مارگریٹ نے کہا۔

"یہ آخر کیا ہو رہا ہے" —— ؟ ڈورتھی نے آگے بڑھ کر مارگریٹ کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"سوسن کیا کر رہی ہے" —— ؟ مارگریٹ نے اچانک پوچھا۔

"وہ غسل خانے میں تیار ہو رہی ہے" —— ڈورتھی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے مارگریٹ کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور ہلکی سی چیخ کی آواز گونجی اور ڈورتھی کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گرنے لگی۔ مگر مارگریٹ نے جھپٹ کر اسے سنبھال لیا۔

"اسے مجھے دو" —— کھمبے کی آڑ سے کاشاکی نے نکل کر لپکتے ہوئے کہا۔

"اسے گھسیٹ کر باڑ کی آڑ میں لے جاؤ —— کہیں سوسن باہر نہ آ جائے"۔ مارگریٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں —— تم اندر چلی جاؤ اور سوسن کو بیہوش کر دو"۔ کاشاکی نے ڈورتھی کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں —— مجھے سوسن کی آواز اور چال بھی دیکھنی ہے —— اس لئے اسے بھی باہر لاؤ" —— مس بوچر نے کھمبے کی آڑ سے ہی انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا" —— کاشاکی نے ڈورتھی کو پشت پر لادتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے اٹھا کر تیزی سے پورچ

کی سائیڈ میں موجود باڑ کے پیچھے لے گئی۔

اس کے باڑ کے پیچھے پہنچتے ہی مارگریٹ نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر دروازے کو انتہائی زور سے کھٹکھٹایا۔ اس بار اس نے جان بوجھ کر دستک دیتے وقت پوری قوت استعمال کر دی تھی تاکہ غسل خانے میں موجود سوسن تک اس کی آواز پہنچ جائے اور نتیجہ حسب توقع رہا۔

چند لمحوں بعد ہی سوسن کے قدموں کی آواز بیرونی دروازے تک آتی سنائی دی۔ مارگریٹ اس دوران دوبارہ پورچ میں آ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔

"کیا بات ہے ایلین ——— ؟ یہ دروازہ کیوں کھٹکھٹایا ہے ——— ؟ اور ڈورتھی کہاں ہے" ——— ؟ سوسن کے لہجے میں تیزی کے ساتھ ساتھ غصے کی جھلک نمایاں تھی۔ وہ شاید ان دونوں بہنوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی تیز مزاج واقع ہوئی تھی۔

"میں نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے! ——— میرا دماغ تو خراب نہیں ہوا۔ میں تو خود دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر باہر آئی تھی۔ مگر یہاں کوئی بھی نہیں"۔ مارگریٹ نے مڑ کر قدرے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— ؟ کیا کہہ رہی ہو ——— ؟ میں نے خود دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی ہے ——— پہلے بھی دو بار دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی تھی ——— مگر یہ چکر کیا ہے" ——— ؟ اس بار سوسن کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارا یہ بنگلہ آسیب زدہ ہو گیا ہے ——— اسے بدلنا چاہیئے" ——— مارگریٹ نے دروازے پر کھڑی ہوئی سوسن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— آسیب زدہ ——— اتنا عرصہ ہو گیا ہے ہمیں یہاں رہتے ہوئے ——— اس نے آسیب زدہ بھی آج ہی ہونا تھا" ——— سوسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آسیب کے آنے کا کوئی وقت تو مقرر نہیں" ——— مارگریٹ نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر بھی ———" سوسن نے شاید کچھ کہنا چاہا تھا مگر اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی مارگریٹ کا ہاتھ گھوم گیا اور سوسن کی کنپٹی پہ ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر نیچے گرتی چلی گئی۔ مارگریٹ نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔

"ارے ارے یہ اتنی جلدی بیہوش ہو گئی ——— اسے کیا معلوم کہ آسیب اس کے قریب ہی پہنچ چکا ہے" ——— مس بوچر نے کھمبے کی اوٹ سے نکل کر برآمدے میں آتے ہوئے کہا۔ اس نے سوسن کے ہی لہجے میں بات کی تھی۔

"بالکل ٹھیک! ——— وہی لہجہ ہے ——— اب جلدی کرو لباس تبدیل کر لو ——— ڈیوٹی کا وقت ہونے والا ہے" ——— مارگریٹ نے ہنستے ہوئے سوسن کا بوجھ مس بوچر کو منتقل کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں یونیفارم میں ملبوس ہیڈکوارٹر کے اندر جانے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکی تھیں۔ سوسن ـ ڈورتھی اور ایلین کے شناختی کارڈ بھی انہیں مل گئے تھے اس لئے اب وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھیں۔

ان تینوں کو انہوں نے اچھی طرح باندھ کر غسل خانے میں لٹا دیا تھا۔ ویسے بھی مارگریٹ کا خیال تھا کہ انہیں کم از کم بیس گھنٹوں سے پہلے ہوش نہ آسکے گا۔ مگر پھر بھی مس بوچر کے مشورے پر انہیں باندھنا ضروری سمجھا گیا کیونکہ اس مشن کے دوران وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہ لے سکتے تھے۔

" شفٹ شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ رہتا ہے ____ اور ابھی تک پلان کے مطابق فیلنگ یہاں نہیں پہنچا" ____ کاشاکی نے ہاتھ میں بندھی ہوئی ڈوربھی کی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

" آجائے گا ____ کچھ دیر اور انتظار کر لیتے ہیں" ____ مارگریٹ نے جواب دیا اور پھر اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز سنائی دی۔

" میرا خیال ہے کہ یہ فیلنگ ہوگا" ____ مارگریٹ نے کہا اور پھر وہ تینوں ہی تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ دروازے کے باہر واقعی فیلنگ موجود تھا مگر وہ بے حد ڈرا ہوا اور سہما ہوا تھا۔

" مس! ____ میرا نام رابرٹ ہے" ____ فیلنگ نے جان بوجھ کر غلط نام بتاتے ہوئے کہا۔

" رابرٹ نہیں فیلنگ ____ ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا" ____ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیلنگ نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ اس کی آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے تھے۔

" کمال ہے ____ آپ لوگ تو جادوگر ہیں ____ اتنی تبدیلی کا تو میں تصور تک بھی نہ کر سکتا تھا" ____ فیلنگ نے داد دیتے ہوئے کہا۔

" مسٹر فیلنگ! ____ وقت بہت کم ہے ____ یہ باتیں آزاد ہونے کے بعد بھی ہو سکتی ہیں ____ آپ ہمیں مشن کے بارے میں تفصیلات بتائیں" ____ مس بوچر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

" مشن مکمل ہے ____ میں نے دروازے اور الماری کے تالے کو اس طرح بند کیا ہے کہ آپ آسانی سے اسے کھول سکتی ہیں ____ میں نے چیکنگ روم ____ اسلحہ خانے اور آگے پرنٹنگ سیکشن تک جانے کے لئے یہ تفصیلی نقشہ بنایا ہے تاکہ آپ کو کوئی پریشانی نہ ہو" ____ فیلنگ نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر مارگریٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور وہ تینوں اس نقشے پر جھک گئیں۔ فیلنگ نے انہیں تفصیلات سمجھانا شروع کر دیں۔ اور چند لمحوں بعد نقشے کا ایک ایک پوائنٹ ان کے ذہنوں میں بیٹھ چکا تھا۔

" ٹھیک ہے مسٹر فیلنگ! ____ اب آپ آرام کریں ____ رات شفٹ ختم ہونے کے بعد لوسی کے کوارٹر میں ملاقات ہوگی ____ اور پھر یقیناً آپ سب آزاد ہو جائیں گے" ____ مس بوچر نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

" وش یو گڈ لک! ____ انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے ____ یہ لوگ مکمل شیطان ہیں" ____ فیلنگ نے نقشے کو دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں ____ آج ان کی شیطانیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی" ____ کاشاکی نے کہا اور فیلنگ سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

" آؤ بھئی چلیں ____ ایسا نہ ہو کہ ہمیں دیر ہو جائے اور یہی بات انہیں مشکوک کر دے" ____ مس بوچر نے باہر کی طرف جاتے ہوئے کہا اور پھر

وہ دونوں بھی اس کے پیچھے چلتی ہوئیں بنگلے سے باہر نکل آئیں۔ ان کا رُخ ہیڈکوارٹر کی اصل عمارت کی طرف تھا۔

وہ تینوں بڑے اعتماد اور اطمینان سے قدم بڑھاتی ہوئی چلی جا رہی تھیں۔
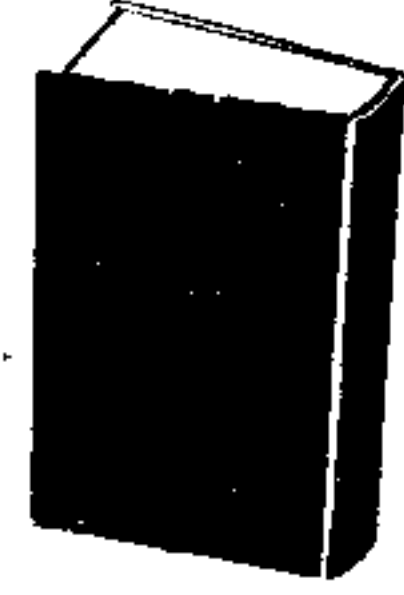
شاکل کو جیپ میں اپنی قریب والی سیٹ پر بٹھا کر دربان خود جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے جیپ کو سٹارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھایا۔ اصل عمارت گیٹ سے تقریباً ایک فرلانگ دُور تھی۔ عمارت کا سامنے کا حصہ جو دونوں اطراف میں دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ بالکل سپاٹ دیوار کی طرح تھا۔ اس میں کوئی کھڑکی، دروازہ حتیٰ کہ کوئی روشندان تک نظر نہ آ رہا تھا۔ عمارت کے عین درمیان میں ایک بڑا سا دروازہ تھا جس کے باہر پانچ افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

شاکل جیپ کی سیٹ پر بیٹھا اپنی ہی دھن میں بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ مسلسل جھوم رہا تھا۔ اس کی حالت سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اُسے

کسی بات کا کوئی ہوش نہ ہو۔ لیکن دل ہی دل میں وہ اپنی عقل پہ ناز کر رہا تھا کہ اس نے کس طرح ان سب کو بیوقوف بنایا ہے اور کتنی آسانی سے نہ صرف وہ ہیڈکوارٹر میں داخل ہو گیا ہے بلکہ تھوڑی دیر میں مادام کے پاس بھی پہنچ جائے گا اور پھر مادام اس کے قبضے میں ہو گی۔

جیپ اس دروازے کے قریب جا کر رک گئی اور ڈرائیور نیچے اتر کر گھوم کر شاکل کی طرف آیا جو ابھی تک سیٹ پر بیٹھا جھوم رہا تھا۔

"نیچے اترو" ــــ ڈرائیور نے شاکل کو بازو سے پکڑ کر نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

"یہ کسے لے آئے ہو" ــــ ؟ گیٹ پر موجود مسلح دربانوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر شاکل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گیٹ انچارج نے بھیجا ہے ــــ اسے چیکنگ روم میں پہنچانا ہے یہ مادام کا شکار ہے" ــــ ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ــــ واقعی اچھا شکار ہے" ــــ دربان نے تعریفی نظروں سے شاکل کے کسے ہوئے جسم پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے دوست! ــــ تم بھی ایک رات کے مزے لوٹ لو" ــــ دربان نے شاکل کو بازو سے پکڑ کر دروازے کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس آؤ ــــ آگ لگی ہوئی ہے ــــ مت جاؤ جانی ــــ آج کی رات تو ارمانوں بھری ہے" ــــ شاکل مسلسل بڑبڑائے چلا جا رہا تھا۔

دربان کے اشارے پر گیٹ کے باہر کھڑے ہوتے ایک مسلح آدمی نے تیزی سے گیٹ کے قریب لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر نصب بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے بڑے گیٹ کی ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی

سی کھڑکی خود بخود کھلتی چلی گئی۔ اور دربانوں کے انچارج جس نے شاکل
کا بازو پکڑ رکھا تھا ایک جھٹکا دے کر اُسے اس کھڑکی کے اندر دھکیل دیا۔
اور شاکل کے اندر داخل ہوتے ہی کھڑکی خود بخود بند ہو گئی۔

یہ ایک خاصی لمبی راہداری تھی جس کی دونوں اطراف کی دیواریں بالکل
سپاٹ تھیں۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا جب کہ چھت پر جگہ جگہ مختلف
رنگوں کی انتہائی خوبصورت روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔ راہداری کے آخری
حصے پر ایک اور دروازہ تھا جو اس وقت بند تھا۔

شاکل اُسی طرح لڑکھڑاتا اور بڑبڑاتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔
گو ارادی طور پر وہ بڑبڑاتے چلا جا رہا تھا مگر دل ہی دل میں وہ یہ سوچ رہا
تھا کہ مادام کیٹ نے بڑا محفوظ قلعہ بنا رکھا ہے مگر اسے بار بار اپنی اداکاری
پر ہنسی آ رہی تھی۔ جس کی وجہ سے یہ قلعہ اس نے بڑی آسانی سے عبور کر
لیا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ تھوڑی دیر بعد وہ مادام کے کمرے میں ہوگا۔ اور پھر
رات کی تنہائی میں نوجوان مادام جب اس کی مضبوط بانہوں کے حصار میں ہوگی
تو پھر اس قلعہ میں ایسا زلزلہ آئے گا کہ پورا قلعہ ملبے کا ڈھیر بن جائے گا۔
اس کے ساتھ ساتھ اُسے چیکنگ روم کا بھی خیال آ جاتا۔ مگر اسے معلوم تھا
کہ چیکنگ روم میں کیا ہوگا۔ ان چیکنگ مشینوں کو ڈاج دینا اس کے بائیں ہاتھ
کا کھیل تھا اس لئے اسے چیکنگ روم کی زیادہ پرواہ نہ تھی۔

اسی طرح منہ میں بڑبڑاتا، لڑکھڑاتا، جھومتا اور دل میں مادام اور قلعے
کی تباہی کے متعلق ارادے بناتا وہ راہداری کے اختتام تک بڑھا چلا
جا رہا تھا۔ راہداری کے دوسرے سرے پر موجود دروازہ آہستہ آہستہ نزدیک
آتا چلا جا رہا تھا۔ دروازے سے تقریباً دو میٹر پہلے ہی قالین ختم ہو گیا تھا

اور دو میٹر کا یہ حصہ ننگے فرش پر مشتمل تھا۔ جس کے چاروں کناروں پر ایک
سفید رنگ کی پٹی بنی ہوئی تھی۔ درمیانی حصے کا رنگ سیاہ تھا۔

شاکل اپنی ہی دُھن میں آگے ہی بڑھتا چلا گیا اور پھر قالین کے
اختتام پر جب اس نے اس ننگے فرش پر قدم رکھے، اچانک ایک زُوں کی
تیز آواز ابھری اور دوسرے لمحے شاکل کے قدموں تلے سے فرش غائب
ہو گیا اور شاکل کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی اور اس کا جسم
کسی بھاری پتھر کی طرح نیچے گرتا چلا گیا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ شاکل سنبھل ہی نہ سکا اور پھر ایک
زوردار دھماکے سے وہ ایک سخت سی سطح سے جا ٹکرایا۔ ٹکرانے کے بعد
ایک لمحے کے لئے اُسے یہی احساس ہوا کہ اس کے پورے جسم میں درد
کی لہریں سی اٹھی ہیں اور اس کے بعد اس کے دماغ پر اندھیروں نے یلغار
کر دی۔

ایک لمحے سے بھی کم عرصے تک اس نے اپنے طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے
کی کوشش کی مگر بے سود ـــــ اندھیرے پھیلتے ہی چلے گئے اور پھر اس
کا ذہن گہری تاریکی کے اتھاہ غار میں ڈوبتا چلا گیا۔

ٹیم کے تمام ممبران نے ایک ہی ہوٹل میں رہنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ کیونکہ اس سلسلے میں انہیں کوئی واضح ہدایات نہ ملی تھیں۔ چنانچہ ایئرپورٹ سے باہر نکل کر انہوں نے ٹیکسیاں انگیج کیں اور پھر صفدر کی رہنمائی میں انہوں نے ہوٹل ایڈن گیٹ میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا۔

صفدر چونکہ ایک بار پہلے بھی یہاں آچکا تھا اس لئے اسی نے ہوٹل ایڈن گیٹ کا مشورہ دیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ ہوٹل ہر لحاظ سے ان کے لئے مناسب تھا۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ دس منزلہ ہوٹل کی عمارت بے حد خوبصورت تھی۔ مین گیٹ کراس کر کے جب وہ کاؤنٹر پر پہنچے تو ہال میں موجود ہر فرد ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ ایک گروپ کی صورت میں اندر داخل ہوئے تھے۔

”تین ڈبل اور ایک سنگل روم“ ——— صفدر نے آگے بڑھ کر ریسپشنسٹ

سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بہتر جناب! — پاسپورٹ“ ——— کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سب نے اپنی اپنی جیبوں سے پاسپورٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ اور پھر نوجوان نے ایک بڑے سے رجسٹر میں تیزی سے ہر پاسپورٹ کے اندراجات کرنے شروع کر دیئے اور پھر کی بورڈ سے چار چابیاں اتار کر ان کے سامنے رکھتے ہوئے اس نے ایک باوردی آدمی کو اشارہ کیا۔

”آیئے جناب! — میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوں“ ——— اس باوردی نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں لیکر لفٹ کی طرف چل پڑا۔

انہیں چوتھی منزل پر کمرے الاٹ کئے گئے تھے۔ تین ڈبل روم ایک ہی قطار میں تھے جبکہ سنگل روم ان کے بالمقابل تھا۔ ظاہر ہے سنگل روم جولیا کے لئے تھا۔ چنانچہ گائیڈ کی رہنمائی میں وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جبکہ صفدر اور تنویر نے ایک ——— نعمانی اور شکیل نے دوسرا ——— اور چوہان اور صدیقی نے تیسرا کمرہ سنبھال لیا۔ صفدر نے جان بوجھ کر تنویر کو اپنے ساتھ رکھا تھا تاکہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو۔

گائیڈ کے جانے کے بعد وہ سب آہستہ آہستہ اپنے کمروں سے نکل کر صفدر کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

”ہاں تو مسٹر صفدر! — اب کیا پروگرام ہے ——— ؟ کیا آرام کیا جائے یا ——— ؟“ کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”فی الحال تو کوئی ہدایات نہیں ہیں ——— صرف اتنا کہا گیا تھا کہ ہمیں بے حد محتاط اور چوکنا رہنا ہو گا“ ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم اطمینان سے کمروں میں لیٹے رہیں اور عمران جانے اور اس کا کام" ——— تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یار تنویر! ——— سیکرٹ سروس نے ہم پر اتنی رقم اس لئے خرچ نہیں کی کہ ہم یوں اطمینان سے کمروں میں لیٹے رہیں ——— ہمیں اپنے طور پر بھی کچھ کرنا چاہیئے"۔ نعمانی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں فی الحال شہر کی سیر کرنی چاہیئے ——— تاکہ یہاں کی سڑکوں ——— مخصوص عمارتوں اور ٹیکسی اڈوں سے پوری طرح واقفیت ہو جائے ——— اس طرح سیر بھی ہو جائے گی ——— اور کام بھی" ——— جولیا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بات درست ہے ——— اس طرح ہم مشکوک ہونے سے بھی بچ جائیں گے ——— کیونکہ ہمارے پاسپورٹوں پر مقصد بھی سیر و تفریح لکھا ہوا ہے" ——— صفدر نے جولیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر اس پروگرام پر سب متفق ہو گئے۔

چنانچہ طے ہوا کہ نہا دھو کر اور کپڑے تبدیل کر کے وہ سب ہوٹل کے ہال میں پہنچ جائیں۔ وہاں ایک ایک کپ کافی پینے کے بعد شہر کی تفریح کو نکلا جائے۔ چنانچہ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

"چلو تنویر! ——— تم پہلے تیار ہو جاؤ ——— میں اتنی دیر میں عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا ہوں ——— تاکہ اسے اس پروگرام سے مطلع کر دوں" ——— صفدر نے ان سب کے جانے کے بعد تنویر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ غضب نہ کرنا ——— اسے ہماری تفریح کا پتہ چلا تو خوامخواہ کوئی نہ

کوئی رکاوٹ کھڑی کر دے گا" ——— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں تنویر! ——— یہ ضروری ہے ——— ہم یہاں صرف تفریح کرنے نہیں آئے" ——— صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تنویر کندھے جھٹکتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

تنویر ٹیم میں سے اگر کسی کا لحاظ کرتا تھا تو صرف صفدر اور کیپٹن شکیل کا۔ کیونکہ یہ دونوں بے حد سنجیدہ رہتے تھے۔ اور تنویر کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیتے تھے۔

صفدر نے جیب سے کی رنگ نکالا۔ یہ کی رنگ گیند کی طرح تھا اور اس پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ بظاہر یہ ایک عام سا کی رنگ نظر آتا تھا۔ مگر دراصل یہ ایک طاقتور رینج کا شارٹ ٹرانسمیٹر تھا۔ ایک ایسا ٹرانسمیٹر جس کی لہریں تقریباً ایک سو میل تک پہنچتی تھیں اس طرح اتنے چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایک سو میل کی حدود میں بآسانی بات چیت کی جا سکتی تھی۔

صفدر نے گولے کو گھمانا شروع کر دیا اور جب نقشے پر بنا ہوا ملک لگا تھا چین کور کے نیچے آیا تو صفدر نے گولے کو انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے تین بار مخصوص انداز میں دبایا۔ دوسرے لمحے گولے میں سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور پھر اچانک ٹوں ٹوں کی آوازیں خاموش ہو گئیں اور خاموش ہوتے ہی صفدر بول پڑا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" ——— صفدر نے آہستہ آواز میں کہا۔

"یس ——— پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ——— دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"پرنس! ——— ہم سب ہوٹل ایڈن گیٹ میں رہ رہے ہیں ——— چوتھی منزل

پھر روم نمبر تھرٹی سکس ۔ سیون اور ایٹ میں ہم سب جنٹس ____ اور روم
نمبر سکسٹی ون میں جولیا ____ اب سے تھوڑی دیر بعد ہم سب شہر کی سیر کو جانے
والے ہیں تاکہ یہاں کی سڑکوں اور عمارتوں سے واقف ہو سکیں۔ اوور" ____
صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ____ سیر کے ساتھ ساتھ ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ
اگر تمہارا تعاقب کیا جائے تو اُسے کسی اکیلی جگہ لے جا کر ہیڈ کوارٹر کے بارے
میں معلومات حاصل کر لینا۔ اوور" ____ عمران نے دوسری طرف سے طنزیہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ایسی امید تو نہیں ہے کہ وہ لوگ ہمیں یوں مشکوک سمجھ لیں گے ____ کیونکہ
ہم سیاحوں کے روپ میں آئے ہیں ____ اور یہاں سیاح تو بے شمار اور
روزانہ ہی آتے رہتے ہیں ____ پھر بھی آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا
اوور" ____ صفدر نے شائد دانستہ اس طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

" دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے صفدر! ____ ہر چیز ہر وقت ممکن ہو سکتی
ہے ____ بہرحال ہوشیار رہنا ____ میں جلد از جلد کھیل شروع کرنا چاہتا
ہوں کیونکہ دنیا کے معاشی حالات روز بروز بگڑتے چلے جا رہے ہیں اوور" ۔
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے اوور" ____ صفدر نے جواب دیا۔

" اوکے ____ اوور اینڈ آل" ____ دوسری طرف سے کہا گیا اور
صفدر نے گولے کو گھما کر کی رنگ کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

تنویر کے باہر آنے پر صفدر باتھ روم میں گیا اور پھر جب وہ باہر آیا تو تنویر
ہر لحاظ سے تفریح کے لئے تیار نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کمرے

کو لاک کر کے نیچے ہال میں پہنچ گئے۔

اس وقت ہال میں نعمانی اور چوہان موجود تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ سب
وہاں اکٹھے ہوتے گئے۔ سب سے آخر میں جولیا پہنچی اور پھر انہوں نے کافی
منگوائی اور اطمینان سے پینے میں مصروف ہو گئے۔

ابھی کافی کی پیالیاں خالی نہ ہوئی تھیں کہ اچانک قریبی میز سے ایک نوجوان
اٹھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

" آپ میں سے مسٹر صفدر کون ہیں" ____ ؟ نوجوان نے قدرے مؤدبانہ
لہجے میں پوچھا۔ اور وہ سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

" میرا نام صفدر ہے ____ فرمایئے" ____ صفدر نے حیرت بھرے
انداز میں نوجوان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اُسے اثبات میں اس لئے جواب
دینا پڑا کیونکہ یہاں وہ اصلی ناموں سے رہ رہے تھے۔

" مجھے کارل کہتے ہیں ____ مسٹر صفدر! ____ مجھے ہدایات ملی تھیں کہ
میں آپ لوگوں سے تعاون کروں ____ میں نے تمام ہوٹل چھان مارے۔
یہاں آ کر پتہ چلا کہ آپ یہاں ٹھہرے ہیں ____ اور ابھی ابھی ویٹر نے بتایا ہے
کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں جو پاکیشیا سے آئے ہیں" ____ نوجوان نے صفدر
کے کان کے پاس جھک کر آہستہ آواز میں کہا۔

" مگر ہدایات ____ " صفدر نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے
ہوئے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس ____ میں یہاں کی برانچ کا انچارج ہوں"۔
کارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر ان سب
کے چہرے کھل اٹھے۔ ان کے شائد تصور میں بھی نہ تھا کہ ان کے ملک سے اتنی

دور ایک غیر ملک میں بھی ان کی برانچ موجود ہے۔

" اوہ مسٹر کارل! ——— آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے ——— ہم یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں ——— ہمارے دوست نے آپ کو فون کر کے ہم پر واقعی احسان کیا ہے ——— اس طرح ہم آپ کی رہنمائی میں سیر و تفریح کا صحیح لطف اٹھائیں گے " ——— صفدر نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا وہ شاید ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو مخصوص تاثر دینا چاہتا تھا اور کارل کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہریں دوڑنے لگیں۔

" اگر آپ لوگ کافی سے فارغ ہو گئے ہیں تو میرے ساتھ آیئے ——— میں آپ کو یہاں کی بہترین تفریح گاہ میں لے چلتا ہوں " ——— کارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ویٹر نے بل لا کر صفدر کے سامنے رکھ دیا اور صفدر نے اس پر دستخط کر دیئے۔ تاکہ بل کی رقم ان کے اکاؤنٹ میں جمع ہو سکے اور پھر وہ لوگ کارل کے پیچھے چلتے ہوئے مین گیٹ سے باہر آ گئے۔

" میرا خیال ہے کہ پہلے آپ میرا ہیڈ کوارٹر دیکھ لیں تاکہ آپ کو کسی بھی وقت ضرورت پڑے تو بآسانی آپ وہاں تک پہنچ سکیں " ——— کارل نے باہر آ کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں! ——— اچھا خیال ہے ——— مگر کیا آپ اکیلے کام کرتے ہیں "؟ جولیا نے تائید کرتے ہوئے پوچھا۔

" ارے نہیں مس! ——— میرے پاس مکمل یونٹ ہے " ——— کارل نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ایک طرف کھڑی ہوئی مائیکرو منی بس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ——— " یہ میرے استعمال میں رہتی ہے ——— میرے خیال میں ہم بآسانی اس کے ذریعے جا سکتے ہیں "۔

" مگر مسٹر کارل! ——— ایسا نہ ہو کہ ہمارا یوں آپ کی منی بس میں جانا مشکوک ہو جائے " ——— صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" آپ قطعی بے فکر رہیں مسٹر صفدر! ——— میرے آدمی ہر وقت آس پاس موجود رہتے ہیں ——— اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو مجھے فوراً اطلاع مل جائے گی ——— اور پھر ہم حالات کے مطابق اپنے اقدام میں تبدیلی کر سکتے ہیں "۔ کارل نے مسکرا کر انہیں اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر کے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہی وہ سب منی ویگن میں سوار ہو گئے۔ کارل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر دوسرے ہی لمحے منی ویگن ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور تیزی سے موڑ کاٹ کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل کر مین روڈ پر آ گئی۔

" پاکیشیا سے آپ کو ہدایات کون دیتا ہے "؟ ——— صفدر نے کچھ لمحے کے سکوت کے بعد کارل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ سے قریبی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔

" پرنس آف ڈھمپ کی طرف سے ہدایات ملتی ہیں ——— وہی ہمیں کنٹرول کرتا ہے " ——— کارل نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کارل کی یہ بات سن کر سیکرٹ سروس کے سارے ممبرز ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ ان سب کے ذہنوں میں بیک وقت ایک ہی سوال گونجا تھا کہ کیا پرنس آف ڈھمپ یعنی علی عمران ہی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے کیونکہ اصولی طور پر غیر ملکی برانچ کو تو صرف سیکرٹ سروس کے سربراہ کو ہی ڈیل کرنا چاہیئے۔

"یہ برانچ کب سے قائم ہے" ۔۔۔ ؟ کیپٹن شکیل نے اس بار سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"گزشتہ پانچ سال سے ہم کام کر رہے ہیں" ۔۔۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی ملاقات کبھی پرنس آف ڈھمپ سے ہوئی ہے" ۔۔۔ ؟ جولیا نے سوال جڑ دیا۔

"نہیں مس! ۔۔۔ آج تک ملاقات نہیں ہوئی ۔۔۔ صرف ٹرانسمیٹر پر ہی بات چیت ہوتی رہی ہے" ۔۔۔ کارل نے جواب دیا۔

"آپ کے ذمہ یہاں کیا فرائض ہیں" ۔۔۔ ؟ صفدر نے پوچھا۔

"بڑے عجیب سے فرائض ہیں۔ ۔۔۔ ہمارا کام صرف یہاں کے جرائم پیشہ تنظیموں سے متعلق تازہ ترین کوائف جمع کر کے ہیڈ کوارٹر کو بھیجنا ہے ۔۔۔ اس مرتبہ پہلی بار ہمیں یہ ہدایات ملی ہیں کہ ہیڈ کوارٹر سے ایک ٹیم یہاں آ رہی ہے جس کی سربراہی مسٹر صفدر کر رہے ہیں ۔۔۔ ان سے مکمل تعاون کیا جائے"۔ کارل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے ۔۔۔ آپ یہاں کی جرائم پیشہ تنظیموں سے مکمل طور پر واقف ہیں" ۔۔۔ ؟ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ جرائم پیشہ تنظیموں پر ہماری برانچ کی بڑی گہری نظر رہتی ہے" ۔۔۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ بلیک کیٹ تنظیم کے متعلق جانتے ہیں" ۔۔۔ ؟ صفدر نے کچھ دیر کے سکوت کے بعد پوچھا۔

"بلیک کیٹ! ۔۔۔ جی ہاں ۔۔۔ اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ انتہائی

خطرناک بین الاقوامی تنظیم ہے ۔۔۔ اس کی سربراہ مادام کیٹ ہے" ۔۔۔ کارل نے جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ۔۔۔ ؟ صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ہیڈ کوارٹر کے متعلق پتہ چل جائے تو عمران سے پہلے ہی اس پر چھاپہ مار دیا جائے۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر بدلتا رہتا ہے ۔۔۔ وہ ایک ہفتے سے زیادہ ایک ہیڈ کوارٹر میں نہیں رہتے ۔۔۔ میرے آدمی ان کے نئے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں ۔۔۔ جلد ہی اطلاع مل جائے گی" ۔۔۔ کارل نے جواب دیا اور صفدر کا منہ لٹک گیا۔

اسی لمحے کارل نے ایک بڑی سی عمارت کے بند گیٹ کے سامنے منی ویگن موڑ کر روک لی۔ یہ خاصی بڑی عمارت تھی۔ اس کی دیواریں بھی اونچی تھیں اور ایک بہت بڑا لوہے کا پھاٹک نصب تھا۔ کارل نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر نکلا۔

"گیٹ کھولو" ۔۔۔ کارل نے تحکمانہ لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس پھاٹک میں غائب ہو گیا۔ دوسرے لمحے پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ اور کارل منی ویگن کو عمارت کے اندر لیتا چلا گیا۔ عمارت کا صحن کافی وسیع تھا اور سامنے بلڈنگ بھی کافی بڑی تھی۔

"بہت بڑی بلڈنگ میں ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے" ۔۔۔ ؟ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

" دراصل یہ بلڈنگ میری ذاتی ملکیت ہے ـــــ اس لئے میں نے یہاں ہیڈکوارٹر بنالیا ہے" ـــــ کارل نے سرسری سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر منی ویگن عمارت کے وسیع پورچ میں جاکر رک گئی۔ پورچ کے قریب سٹین گنوں سے مسلح تین افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر بڑے مودبانہ انداز میں ویگن کے دروازے کھول دیئے اور کارل سمیت وہ سب نیچے اتر آئے۔

اپنے ملک سے اتنی دور ایک غیر ملک میں سیکرٹ سروس کی اتنی شاندار برانچ کو دیکھ کر ان سب کے دلوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ ایک غیر معمولی مسرت کا احساس بھی اُبھر رہا تھا۔

" آیئے " ـــــ کارل نے عمارت کے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب عمارت کو دیکھتے ہوئے یوں آگے بڑھے۔ جیسے سیاحوں کا گروپ کسی عمارت کی سیر کرنے کے لئے گائیڈ کی رہنمائی میں چل رہا ہو۔

برآمدے سے ہو کر وہ ایک گیلری سے گزرے اور پھر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ کارل نے ان سب کے اندر آنے پر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کے قریب موجود سوئچ بورڈ پر نصب بہت سے بٹنوں میں سے ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ اور بٹن دیتے ہی پورا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا۔

" یہ سب کچھ میں نے اپنے ذاتی خرچ پر صرف اپنے شوق کی خاطر بنوایا ہوا ہے" ـــــ کارل نے ان سب کے چہروں پر حیرت کے ابھرتے ہوئے تاثرات دیکھ کر خود ہی کہا۔

چند لمحوں بعد لفٹ خود بخود رک گئی اور کارل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اب وہ ایک اور راہداری میں تھے جس کے آخر میں ایک لوہے کا مضبوط دروازہ نظر آ رہا تھا۔

" یہ میرا آپریشن روم ہے" ـــــ کارل نے لوہے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب قدم بڑھاتے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ کارل نے آگے بڑھ کر دروازے کی دہلیز کے کونے کے نیچے لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو دروازہ بلا آواز پیدا کئے خود بخود کھلتا چلا گیا۔

" چلیئے " ـــــ کارل نے بڑے مودبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر صفدر پہلے اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد کارل خود بھی اندر چلا گیا۔ اور اس کے پیچھے باقی ممبرز بھی اندر آ گئے۔ مگر وہ سب حیرت سے اس وسیع کمرے کو دیکھ رہے تھے۔ جس کی تمام دیواریں بالکل سپاٹ تھیں اور وہاں نہ کوئی میز تھی نہ کرسی۔

" یہ کیسا آپریشن روم ہے" ـــــ ؟ ان سب کے منہ سے بیک وقت یہی فقرہ نکلا۔

" یہی اس آپریشن روم کی خصوصیت ہے ـــــ بظاہر یہ دیواریں بالکل سپاٹ نظر آتی ہیں ـــــ مگر ان دیواروں کے اندر ہر چیز موجود ہے" ـــــ کارل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

" ارے اس کا مین آپریشن بٹن تو میں دبانا ہی بھول گیا" ـــــ کارل نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا وہ تیزی سے قدم بڑھا کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ دوسرے لمحے لوہے کا

مضبوط دروازہ انتہائی تیزی سے بند ہو گیا۔

" اوہ " ___ وہ سب چونک کر حیرت سے دروازے کو دیکھنے لگے۔

" ہا ___ ہا ___ ہا ___ دوستو! ___ یہ واقعی آپریشن روم ہے ___ اب اس کمرے میں آپ سب کا آپریشن ہوگا " ___ اچانک دیواروں سے کارل کی آواز سنائی دی۔ اور ان سب کے ذہنوں میں ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ ان پہ شاید پہلی بار انکشاف ہوا کہ ان کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور وہ بڑی سادہ لوحی سے دشمنوں کے جال میں آ پھنسے ہیں۔

" مگر وہ سیکرٹ سروس ___ اور پرنس آف ڈھمپ " ___ صفدر نے جیسے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

" آپ کا پرنس آف ڈھمپ بھی تھوڑی دیر بعد اپنے حبشی باڈی گارڈ کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا ___ بے فکر رہیں " ___ کارل کا جواب سنائی دیا۔

" مگر تم نے ہمیں ٹریپ کیسے کیا " ___ ؟ صفدر نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

" تم جس بلیک کیٹ کو پوچھ رہے تھے ___ میرا تعلق اسی تنظیم سے ہے ___ پرنس آف ڈھمپ کی نگرانی ہو رہی تھی ___ اور تمہاری بھی۔ لیکن تمہاری طرف سے ہم مشکوک تھے کہ تم واقعی سیاح ہو یا نہیں۔ کہ تم نے ایک حماقت کی اور ٹرانسمیٹر پہ پرنس آف ڈھمپ سے رابطہ قائم کیا اور اس گفتگو کی چیکنگ کے دوران تمام باتیں واضح ہو گئیں ___ اس سے قبل تمہاری گفتگو سے پتہ چل گیا کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے ___ چنانچہ میں نے تم سب کو یہاں لے آنے کے لئے یہی تجویز سوچی ___ اور تم

میری توقع کے عین مطابق بڑے اطمینان سے میرے ساتھ چلے آئے ___ راستے میں تمہاری پوچھ گچھ سے مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ تم ہماری تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آئے ہو ___ پرنس آف ڈھمپ اور اس کے باڈی گارڈ کو لینے کے لئے ہمارا سیکشن حرکت میں آ چکا ہے ___ انہیں بیہوش کر کے یہاں لایا جائے گا ___ اور پھر تم سب کو اکٹھا ہی مادام کیٹ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا ___ اور وہی تمہاری قسمت کا فیصلہ کرے گی ___ ویسے اتنا بتا دوں کہ مادام کیٹ کے پاس رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہے ___ اس لئے تم سب اپنی یقینی موت کے استقبال کے لئے تیار ہو جاؤ ___ گڈ بائی " ___ کارل نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی آواز بند ہوتے ہی کمرے کی جڑوں سے دودھیا رنگ کا دھواں نکل کر تیزی سے کمرے میں پھیلنا شروع ہو گیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ سب بارش کے قطروں کی طرح بیہوش ہو کر نیچے فرش پر ٹپکنے لگ گئے۔

مس بوچر ـــــ کاشاکی ـــــ اور مارگریٹ بڑے اعتماد بھرے انداز میں چلتی ہوئیں ہیڈکوارٹر کی اصل عمارت کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ یہ دروازہ بظاہر ایک عام سا دروازہ نظر آرہا تھا۔ مگر فیلنگ کے لائے ہوئے نقشہ کے مطابق اس دروازے سے آگے موجود راہداری میں ہی ایم۔ ایم تھراپی نصب تھی اور راہداری پار کرتے ہوتے اس جدید ترین چیکنگ نظام کے تحت گزرنے والے کی مکمل چیکنگ ہوجاتی تھی۔ دروازے کے باہر دو مسلح افراد موجود تھے۔ جیسے ہی وہ تینوں ان کے قریب پہنچیں ان دونوں نے تیز نظروں سے انہیں گھورا۔

"مسٹرز ـــــ کیا بات ہے ـــــ آج آپ چند منٹ لیٹ ہیں"۔
ایک آدمی نے بڑے مسکراتے ہوتے انداز میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ واقعی! ـــــ دراصل ہماری گھڑیاں آج سست ہوگئی ہیں"۔
سوسن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ دراصل یہ کوڈ ورڈز تھے اور فیلنگ اس کوڈ کے متعلق انہیں پہلے ہی بتا چکا تھا۔ اور کوڈ دہرانے کے ساتھ ہی

ان تینوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوتے کارڈ اس دربان کے ہاتھوں میں پکڑا دیئے۔

دربان نے ایک نظر ان کارڈوں پر ڈالی اور پھر دروازے کے قریب موجود ایک رخنے میں باری باری اس نے تینوں کارڈ ڈال دیئے۔ انہیں معلوم تھا ان کارڈوں کے ڈالتے ہی ایم۔ ایم تھراپی کام شروع کر دیتی ہے۔ کیونکہ کارڈ رخنے میں غائب ہوتے ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور پھر سب سے پہلے مس بوچر نے قدم اندر بڑھائے۔ اس نے اسی لمحے اپنے شعور کو مخصوص انداز میں صرف چند باتوں پر مرتکز کر لیا جس سے ایم۔ ایم تھراپی ان کی اصلیت کو نہ جان سکے۔ اس کے بعد کاشاکی ـــــ اور پھر آخر میں مارگریٹ اندر داخل ہوئی اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ان کے پیچھے خودبخود بند ہوتا چلا گیا۔

راہداری بظاہر عام سی نظر آرہی تھی اس کی چھت پر گول گول سوراخوں میں سے تیز روشنیاں پوری راہداری میں پھیلی ہوئی تھیں۔

وہ تینوں بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں ان کا انداز ایسا تھا جیسے روٹین میں وہاں سے گزر رہی ہوں۔ شعور میں مخصوص باتیں مرتکز کئے ہوتے وہ آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ان کے آگے بڑھتے ہی چھت پر نصب مختلف روشنیاں تیزی سے جلنے بجھنے لگیں مگر وہ تینوں ان روشنیوں کی طرف دھیان دیتے بغیر آگے بڑھتی چلی گئیں انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ راہداری سے گزرنے کی بجائے پل صراط پر سے گزر رہی ہوں۔ مگر اپنی مخصوص تربیت اور بے پناہ قوت ارادی کی وجہ سے انہوں نے نہ صرف اپنے ذہنوں کو کنٹرول کیا ہوا تھا بلکہ اپنے اعصاب

کو بھی انہوں نے کنٹرول میں رکھا ہوا تھا کیونکہ خوف یا جوش کی وجہ سے دل کی دھڑکن میں غیر معمولی تیزی بھی ایم۔ ایم تھراپی چیک کر لیتی تھی۔ بہرحال وہ راہداری میں سے گزرتی چلی گئیں۔

راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ اس دروازے کے اوپر ایک بلب نصب تھا۔ جیسے ہی وہ تینوں اس دروازے کے قریب پہنچیں دروازے پر نصب بلب یکدم جل اٹھا۔ اس کا رنگ سبز تھا۔ اور بلب کے جلتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور وہ تینوں دروازہ پار کر گئیں۔ اب آگے اندھے شیشے کا ایک کیبن سا تھا جس میں کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس اندھے شیشے کے کیبن میں داخل ہوتے ہی ہلکی سی سرر کی آواز نکلی اور پھر ایک سائیڈ میں سے ایک تختی سی باہر آ گئی اس پر سوسن کا کارڈ موجود تھا۔ کارڈ پر جہاں پہلے اندراجات موجود تھے اس سے آگے سبز سیاہی سے ایک اور تاریخ پڑ گئی تھی۔ مس بوچر نے پھرتی سے وہ کارڈ اٹھا لیا۔ تختی دیوار میں غائب ہو گئی اور دوسرے لمحے ایک بار پھر باہر آ گئی۔ اب اس پر ڈوربھی کا کارڈ موجود تھا۔ اُسے کاشاکی نے اٹھا لیا اور آخر میں ایلین براڈ کا کارڈ باہر آ گیا اور مارگریٹ نے وہ کارڈ اٹھا لیا۔ تیسری بار تختی غائب ہوتے ہی کیبن کی سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی اور وہ تیزی سے چلتی ہوئیں دوسری طرف آ گئیں۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں مختلف کمروں کے دروازے تھے جن پر تختیاں نصب تھیں۔

ان تینوں نے کیبن سے باہر نکلتے ہی اطمینان کی طویل سانسیں لیں وہ ایم۔ ایم تھراپی جیسے جدید ترین چیکنگ نظام کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ فیلنگ کے بتائے ہوئے نقشے کے مطابق وہ تیزی سے آگے بڑھتی

چلی گئیں اور پھر وہ ایک دروازے کے سامنے رک گئیں۔ اس دروازے پر میٹنگ ہال کی تختی نصب تھی۔ مگر فیلنگ نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ تختی صرف دھوکا دینے کے لئے لگائی گئی ہے۔ دراصل یہ اسلحہ خانہ تھا۔ مادام کیٹ نے واقعی ہر قدم پر احتیاط برتی تھی۔ اگر فیلنگ نے انہیں نہ بتایا ہوتا تو وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکتی تھیں کہ میٹنگ ہال کی بجائے یہ دروازہ اسلحہ خانے کا ہے۔

مس بوچر نے آہستگی سے دروازے کو دبایا تو دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔

"تم یہاں ٹھہر کر خیال رکھو ___ میں بم لے آتی ہوں" ___ مس بوچر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور پھر پھرتی سے کمرے کے اندر داخل ہو گئی جبکہ مارگریٹ اور کاشاکی راہداری میں ہی رہ گئیں۔ ان کی تیز نظریں اِدھر اُدھر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ایک ایک لمحہ انتہائی خطرناک تھا۔ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے کوئی یہاں آ سکتا تھا۔

مگر چند ہی لمحوں بعد مس بوچر باہر آ گئی۔ اس کے چہرے پر کامیابی کا تاثر واضح طور پر موجود تھا۔

"فیلنگ نے بالکل صحیح کام کیا ہے ___ ان پر میں نے بارہ بجے کا وقت فکس کر دیا ہے" ___ مس بوچر نے دو چھوٹے چھوٹے مگر انتہائی جدید ترین ٹائم بم مارگریٹ اور کاشاکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے انہیں اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا۔

"بس ___ اب انہیں ایسی جگہ چھپانا ہے کہ جہاں سے یہ چیک بھی نہ ہو سکیں اور ان کے پھٹنے پر پورا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو جائے" ___ مس بوچر

نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

راہداری کے اختتام پر ایک چھوٹی سی لفٹ کے ذریعے وہ تہہ خانوں میں اترتی چلی گئیں جہاں جعلی کرنسی کی طباعت کے لئے جدید ترین مشینری نصب تھی۔ وہ تینوں بہنیں جن کے گروپ میں یہ آئی تھیں۔ پرنٹنگ سیکشن سے متعلق تھیں اس لئے یہ تینوں پرنٹنگ ہال میں داخل ہو گئیں۔

مس بوچر کی ڈیوٹی فلم ڈویلپنگ سیکشن میں تھی جب کہ مارگریٹ پلیٹ میکنگ سیکشن سے متعلق تھی اور کاشاکی براہِ راست پرنٹنگ مشین کو آپریٹ کرتی تھی۔ یہ تینوں شعبے ایک بڑے ہال میں مشترکہ طور پر قائم تھے۔

جیسے ہی وہ تینوں پرنٹنگ ہال میں پہنچیں۔ ایک لمحے کے لئے ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ اس قدر کثرت سے وہاں جدید ترین مشینری نصب تھی کہ اس کا انہیں تصور تک نہ تھا اور وہاں تقریباً ہر ملک کی کرنسی دھڑا دھڑ چھاپی جا رہی تھی۔ جونی نے جو کہ اس پرنٹنگ سیل کا انچارج تھا ان تینوں کو پہلے ہی اس بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں کہ انھوں نے کون کونسی مشینری پر کام کرنا ہے اور کن کن سے چارج لینا ہے۔ اور پھر کیا کیا کرنا ہے۔

چنانچہ وہ ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھی اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ گئیں۔ ان جگہوں پر پہلی شفٹ میں کام کرنے والی تینوں عورتوں نے ان کی آمد پر ان سے ہاتھ ملایا۔ جاری کام کے متعلق ہدایات دیں اور پھر وہ سپروائزر روم کی طرف بڑھ گئیں تاکہ وہاں سے واپسی کا اجازت نامہ حاصل کر کے عمارت سے باہر چلی جائیں۔

مس بوچر نے فلم تیار کرنے والی دیوہیکل آٹومیٹک مشین کو آپریٹ کرنا

شروع کر دیا۔ وہ اس مشین پر اکیلی ہی کام کر رہی تھی۔ البتہ ساتھ والی مشینوں پر کام کرنے والی عورتیں اور ہال میں سرخ لباس پہن کر گھومنے والے سپروائزر ایک دوسرے کو کام کرنے کے ساتھ ساتھ دیکھ بھی رہے تھے۔

مس بوچر مشین آپریٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی جگہ کی تلاش میں تھی جہاں اس چھوٹے سے مگر انتہائی طاقتور ٹائم بم کو چھپایا جا سکے۔ یہ جگہ ایسی ہونی چاہیئے جہاں یہ بم رات بارہ بجے تک محفوظ بھی رہے اور مشین کی کارکردگی پر بھی اس کا کوئی اثر نہ پڑے تاکہ اسے کسی طرح بھی چیک نہ کیا جا سکے اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد مشین کے اندر ایک چھوٹی سی جگہ اسے نظر آ گئی جو ہر لحاظ سے محفوظ تھی۔ چنانچہ اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اب موقع تاڑنے کی کوشش شروع کر دی۔ جب وہ اس بم کو جیب سے مشین میں منتقل کر سکے۔ مگر اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ کوئی نہ کوئی ضرور ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

مگر آخر کار ایک لمحہ اسے ایسا مل گیا جب اس کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی اور ایسا اس وقت ہوا جب ایک مشین اچانک چلتے چلتے رک گئی اور ہر شخص اس طرف متوجہ ہو گیا۔ اسی لمحے مس بوچر نے انتہائی پھرتی سے بم مشین میں منتقل کر دیا۔ بم کو منتقل کرنے کے بعد اس نے اِدھر اُدھر دیکھ کر اچھی طرح اطمینان کر لیا کہ کسی نے اسے ایسا کرتے دیکھا نہیں ہے تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

تقریباً تین گھنٹے کے مسلسل کام کے بعد آدھے گھنٹے کا وقفہ ہوا اور کام روک دیا گیا اور سب کارکن ہال سے ملحقہ ایک بڑے کمرے میں چائے پینے کے لئے اکٹھے ہوئے تب مس بوچر نے مارگریٹ اور کاشاکی سے ان کی کارکردگی کے متعلق

اشاروں میں پوچھا اور اثبات میں جواب ملنے پر اس نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ مارگریٹ اور کاشا کی بھی بم مشینوں میں چھپانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اور اب صرف انہیں شفٹ ختم ہونے کا انتظار تھا۔ مگر ابھی شفٹ ختم ہونے میں تین گھنٹے پڑے تھے۔ اور اس دوران وہ یہاں کام کرنے پر مجبور تھیں۔

پھر چائے کے وقفے کے بعد شفٹ دوبارہ شروع ہو گئی۔ اور پھر وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا۔

ابھی ساڑھے گیارہ بجنے میں چند ہی منٹ رہتے تھے کہ اچانک ہال میں ایک لمبا تڑنگا شخص داخل ہوا۔ اس نے سرخ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے کاندھوں پر پیلے رنگ کے سٹار چمک رہے تھے۔ اسے دیکھ کر ہال میں موجود سب سپروائزر چوکنے ہو گئے اور مشینوں پر کام کرنے والی عورتیں اور مرد بھی انتہائی مستعدی سے کام کرنے لگے۔ آنے والے کے چہرے پر درشتگی کے بے پناہ آثار نظر آ رہے تھے۔ اس نے ہال کے دروازے پر کھڑے ہو کر تیز نظروں سے ایک ایک کا جائزہ لیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا مس بوچر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ مس بوچر کا دل اسے اس پراسرار انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر بری طرح دھڑک اٹھا۔ اور اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجانا شروع کر دیا۔

"مس سوسن! ۔۔۔ اپنا کارڈ دکھایئے" ۔۔۔ آنے والے نے انتہائی درشت لہجے میں مس بوچر سے مخاطب ہو کر کہا اور مس بوچر نے خاموشی سے جیب سے کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے بغور کارڈ دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"سپروائزر" ۔۔۔ آنے والے نے قریب ہی موجود ایک سپروائزر سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ سپروائزر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس سوسن ۔۔۔ مس ڈورتھی ۔۔۔ اور مس ایلن براڈ کو شفٹ ختم ہونے پر میرے پاس لے آنا ۔۔۔ میں نے ان سے ضروری باتیں کرنی ہیں ۔۔۔ اور ہاں! ۔۔۔ مس ڈورتھی اور مس ایلن براڈ کے کارڈ لے آؤ ۔۔۔ آنے والے نے جو یقیناً چیف سپروائزر تھا۔ نے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ سپروائزر نے جواب دیا اور پھر چند ہی لمحوں میں مارگریٹ اور کاشا کی سے کارڈ لے کر چیف سپروائزر کے حوالے کر دیئے اور چیف ان تینوں کے کارڈ لے کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مس بوچر کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر چکر کیا ہوا ہے ۔۔۔؟ اگر چیف ان کے بارے میں مشکوک ہوتا تو یقیناً انہیں اسی وقت گرفتار کر لیا جاتا۔

بہرحال تھوڑی ہی دیر بعد ان کی شفٹ ختم ہو گئی اور ان کی جگہ لینے کے لئے دوسری عورتیں آ گئیں اور پھر دو سپروائزروں نے ان تینوں کو اپنے ہمراہ چلنے کا اشارہ کیا۔

"یہ کیا چکر ہے ۔۔۔؟ چیف نے ہمیں کیوں بلایا ہے" ۔۔۔؟ مس بوچر نے ایک سپروائزر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"معلوم نہیں مس" ۔۔۔ سپروائزر نے سخت لہجے میں مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں خاموشی سے سپروائزروں کے ساتھ چلتی ہوئیں ہال سے نکل

کہ اس سے ملحق کمرے میں پہنچ گئیں۔ جہاں ایک میز کے پیچھے چیف سپروائزر بیٹھا تھا اور میز پہ اس نے ان تینوں کے کارڈ رکھے ہوئے تھے۔

" بیٹھ جائیں" ____ چیف سپروائزر نے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان تینوں سے کہا اور وہ تینوں خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ سپروائزر ان کی پشت پر کھڑے رہے۔

" مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ آپ تینوں اپنے بنگلے میں بیہوش پڑی ہوئی ہیں ____ ایک سپاہی نے گشت کے دوران بنگلے کی بیرونی بتی جلتی ہوئی دیکھی جو کہ خلاف معمول تھی ____ چنانچہ چیکنگ کے لئے وہ اندر گیا تو اس نے غسل خانے میں آپ تینوں کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا۔ اور پھر ہمیں اطلاع دی گئی ____ جب کہ آپ یہاں کام کر رہی ہیں ___ اور آپ چیکنگ کاریڈار سے بھی گزر کر آئی ہیں ____ اس کا مطلب ہے کہ آپ اصل ہیں ____ مگر پھر وہ تینوں کون ہیں ___؟ اور وہاں بندھی ہوئی کیوں پڑی تھیں" ____؟ چیف سپروائزر نے اپنے مخصوص درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" چیف! ___ ہم کیا بتا سکتی ہیں ____ ہم تو آپ کے سامنے موجود ہیں ___ ظاہر ہے کوئی چکر ہے ____ اور وہ تینوں ہمارے میک اَپ میں ہیں ___ اب اس بات کا پتہ چلانا آپ کا کام ہے کہ وہ کون ہیں ___؟ اور وہاں کیوں پڑی ہوئی تھیں" ___؟ مِس لوچیہ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے ____ مگر چونکہ یہ چکر انتہائی خطرناک معلوم ہوتا ہے ____ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان تینوں کو بھی چیکنگ

کاریڈار سے گزارا جائے ____ تاکہ حتمی فیصلہ کیا جا سکے کہ غلط کون ہے؟ کیونکہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ ہُو بہو آپ جیسی ہیں" ____ چیف سُپروائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ اس وقت کہاں ہیں" ____؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

" وہ ہسپتال میں ہیں ____ انہیں ہوش میں لایا جا رہا ہے ___ جیسے ہی وہ چلنے کے قابل ہوئیں انہیں یہاں لایا جائے گا ____ میرا خیال ہے آپ کو صرف آدھا پونا گھنٹہ مزید انتظار کرنا پڑے گا" ____ چیف سُپروائزر نے جواب دیا۔

" کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمیں آپ پہرے میں واپس بنگلے پر بھیج دیں اور انہیں چیک کر لیں ____ پھر جیسا بھی آپ فیصلہ کریں ___ ہم تیار ہیں۔ کیونکہ ہم مسلسل کام کر کے بُری طرح تھکی ہوئی ہیں ____ اس طرح ہم آرام کر لیں گی" ____ کاشاکی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان تینوں کے دل بُری طرح لرز رہے تھے۔ کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ٹھیک بارہ بجے وہ ہولناک تینوں بم پھٹ جائیں گے اور پھر ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اگر اس دوران اندر موجود رہیں تو ان کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے گا۔

" آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے مگر ____" چیف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور ان تینوں کے چہروں پر اُمید کے چراغ جل اُٹھے۔

" دیکھئے چیف! ____ ہم تینوں تو چیکنگ کاریڈار کراس کر چکی ہیں اور ظاہر ہے اب واپس جاتے وقت بھی کراس کریں گی ____ جب کہ ان

تینوں نے ابھی تک چیکنگ کاریڈار کراس نہیں کیا ____ اس لحاظ سے ہمیں ان پر فوقیت ہے ____ یقیناً وہ تینوں کوئی فراڈ ہیں ____ اس لئے آپ ہمارے آرام کا خیال کریں ____ ان سے جو چاہیں سلوک کرتے رہیں ____ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے" ____ کاشاکی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ____ آپ کی بات بجا ہے ____ آپ واقعی تھکی ہوئی ہیں ____ اور آپ چیکنگ کے مرحلے سے بھی گزر چکی ہیں ____ اس لئے آپ کو آرام کرنے کا حق ہے ____ لیکن ایک بات بتادوں کہ آپ اپنے بنگلے میں اس وقت تک ہماری قید میں رہیں گی ____ جب تک ہر بات کھل کر سامنے نہ آجائے" ____ چیف نے فیصلہ کن انداز میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ان تینوں کے کارڈ بھی اٹھا لئے۔

" بالکل چیف! ____ ہم ہر وقت ہر امتحان کے لئے تیار ہیں" ____ ان تینوں نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے دل زندگی بچ جانے کی خوشی میں بُری طرح لرز رہے تھے۔

بم پھٹنے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے اور انہیں یقین تھا کہ پندرہ منٹ بعد وہ اس عمارت سے کافی دُور جا چکی ہوں گی۔

" آیئے میرے ساتھ" ____ چیف نے کہا اور پھر وہ ان تینوں اور دوسرے سپروائزروں کے ہمراہ چلتا ہوا شیشے کے کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے چیکنگ کاریڈار شروع ہوتا تھا۔

مگر ابھی انہوں نے ایک راہداری ہی کراس کی تھی کہ اچانک ایک آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے سفید سکی چست لباس

پہنا ہوا تھا۔

" باس! ____ غضب ہوگیا ____ اسلحہ خانے سے تین مائیکرو ٹائم بم غائب ہوگئے ہیں ____ یہ بم انتہائی طاقتور ہیں" ____ اس آدمی نے چیف سے مخاطب ہوکر کہا۔ اس کے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

" تین مائیکرو ٹائم بم غائب ہیں ____ کیا مطلب ____ ؟ کیا کہہ رہے ہو ____ ؟ بم کہاں جا سکتے ہیں" ____ ؟ چیف بھی یہ خبر سُن کر بوکھلا گیا۔

" باس! ____ ابھی ابھی کمپیوٹر چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بم غائب ہیں ____ اور ظاہر ہے اسی شفٹ میں غائب ہوئے ہیں ____ کیونکہ ہر شفٹ کے اختتام پر اسلحے کی کمپیوٹر چیکنگ کی جاتی ہے" ____ آنے والے آدمی نے جس کا تعلق یقیناً اسلحہ خانے سے تھا جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ بم عمارت کے اندر ہی موجود ہیں ____ کیونکہ بم اگر باہر لے جائے جاتے تو چیکنگ کاریڈار میں فوراً پکڑے جاتے ____ مگر انہیں کس نے چرایا ہے" ____ ؟ چیف نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باس! ____ میں کسی بہت بڑے خطرے کی بُو سونگھ رہا ہوں ____ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کوئی خوفناک واردات ہونے والی ہے۔ یہ بم انتہائی طاقتور ہیں ____ ان میں سے اگر ایک بم بھی پھٹ جائے تو یہ عمارت روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں بکھر جائے گی ____ اور پھر یہ تو تین بم غائب ہیں" ____ اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ! ـــــ میں خود چیک کرتا ہوں" ـــــ چیف نے تیزی سے اسلحہ خانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید بوکھلاہٹ میں ان تینوں کو بھول چکا تھا۔

چنانچہ چیف کے اسلحہ خانے کی طرف دوڑتے ہی یہ تینوں تیزی سے شیشے کے کیبن کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ باقی سپروائزر بھی چیف کے پیچھے ہی چلے گئے۔ اس لئے وہ آزاد ہو گئی تھیں۔ اب ان کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ کیونکہ بم پھٹنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

پھر جیسے ہی وہ تینوں اندھے شیشے سے بنے ہوتے کیبن کے قریب پہنچیں۔ اچانک مس بوچر ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کا چہرہ خوف سے ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"کارڈ ـــــ ہمارے کارڈ تو چیف کے ہاتھ میں ہی رہ گئے" ـــــ مس بوچر نے خوف زدہ اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــــ باقی صرف آٹھ منٹ رہ گئے ہیں ـــــ اب کیا ہوگا؟" مارگریٹ کے لہجے میں موت کا خوف نمایاں ہو گیا تھا۔

"ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہئے" ـــــ کاشاکی نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے شیشے کے کیبن پر اس جگہ ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا جہاں آتے وقت دروازہ نمودار ہوا تھا۔ مگر شیشہ بالکل سپاٹ تھا۔ وہاں معمولی سا رخنہ بھی نہ تھا۔

"کچھ کرو ـــــ خدا کے لئے کچھ کرو ـــــ اب تو صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں" ـــــ مس بوچر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، ایک ہلکی سی سرر

کی آواز سنائی دی اور کیبن کا دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور دوسرے لمحے دروازے پر سوسن نظر آئی مگر اس سے پہلے کہ وہ قدم باہر نکالتی، سامنے کھڑی ہوئی کاشاکی اسے دھکیلتی ہوئی اندر گھستی چلی گئی۔ اور کاشاکی کے پیچھے مس بوچر اور مارگریٹ بھی اندر گھستی چلی گئیں۔ اب کیبن میں وہ دو دو کی مقدار میں موجود تھیں۔

آنے والیوں کی نظروں میں بے پناہ حیرت تھی مگر ان تینوں کو اپنی پڑی ہوئی تھی۔ چونکہ راہداری کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے وہ ایک لمحہ توقف کئے بغیر راہداری میں داخل ہوئیں اور پھر دوڑتی چلی گئیں۔ وہ جلد از جلد راہداری پار کر کے عمارت سے باہر نکل جانا چاہتی تھیں۔

اس وقت ان تینوں کے ذہنوں سے موت کے علاوہ اور ہر چیز نکل گئی تھی۔ نہ ہی انہیں شعور کا احساس تھا اور نہ ہی لاشعور کا ـــــ بس ایک ہی بات ان کے ذہنوں میں تھی کہ جلد از جلد وہاں سے نکل جائیں۔

ابھی انہوں نے آدھی راہداری بھی پار نہ کی تھی کہ راہداری میں سائرن کی تیز آوازیں گونج اٹھیں۔ یہ تینوں سائرن کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے دوڑتی چلی گئیں۔

مگر ابھی وہ بیرونی دروازے سے تھوڑی ہی دور پہنچی تھیں، کہ اچانک سرر کی تیز آواز گونجی اور پھر شیشے کی دو دیواریں چھت سے نیچے اتر کر ان تینوں کے آگے اور پیچھے فرش میں غائب ہو گئیں اور وہ تینوں چونکہ پوری رفتار سے دوڑ رہی تھیں۔ اس لئے اچانک سامنے آنے والی شیشے کی دیوار سے بری طرح ٹکرا کر ایک دوسرے کے اوپر فرش پر گر پڑیں بیرونی دروازہ جو دراصل زندگی کا دروازہ تھا، صرف دو گز کے فاصلے پر تھا۔ مگر یہ شیشے کی دیوار ان کے اور ان کی زندگیوں کے درمیان حد بن گئی تھی۔

نیچے گرتے ہی وہ تینوں تیزی سے اٹھیں اور اسی لمحے مارگریٹ کی نظر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑی۔ بارہ بجنے میں صرف چند سیکنڈ ہی باقی رہ گئے تھے۔ اور سیکنڈ کی سوئی تیزی سے بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

اور پھر مارگریٹ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی ــــــ مگر پھر اس کی چیخ تین خوفناک دھماکوں کی گونج میں دب گئی۔ تینوں مائیکرو ڈائم بم پھٹ گئے تھے۔ اور ان تینوں کو ایک لمحے کے لئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے ان کے جسموں کے اندر ہی وہ ہولناک بم پھٹ پڑے ہوں اور پوری راہداری ان تینوں کے جسموں سمیت ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھرتی چلی گئی۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں موجود کرسیوں پر دنیا بھر کے چیدہ چیدہ اخباروں کے رپورٹر بھرے ہوئے تھے۔ بے شمار کیمرہ مین جدید ترین قسموں کے کیمرے گلے میں لٹکائے ہال میں ادھر اُدھر گھومتے پھر رہے تھے ورلڈ چینل ٹیلیویژن کے کارندوں نے پورے ہال میں لائٹوں اور بڑے بڑے کیمروں کا جال بچھا رکھا تھا۔

سامنے سٹیج پر تین اونچی نشست کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جو خالی تھیں اور ان سب کو ان کرسیوں پر بیٹھنے والوں کا بے چینی سے انتظار تھا۔

دراصل چند لمحوں بعد صدر ایکریمیا عالمی پریس کانفرنس سے خطاب کرنے والے تھے۔ ایکریمیا جس خوفناک معاشی بحران سے گزرا تھا اور گزر رہا تھا اس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس بحران کے دوران صدر ایکریمیا کی عالمی پریس کانفرنس کی طلبی نے پوری دنیا کو بے چین کر دیا تھا۔ پوری دنیا میں اس کانفرنس کے بارے میں چہ میگوئیاں جاری تھیں۔ عجیب و غریب قسم کے تبصرے ہو رہے تھے اور جیسے جیسے صدر کے آنے کا وقت قریب آتا جا رہا تھا، تبصروں اور

چہ میگوئیوں میں گرمی آتی جا رہی تھی۔

اور پھر ہال میں یکدم سکوت چھا گیا۔ کیونکہ سٹیج کے پیچھے موجود دروازہ کھلا اور صدر ایکریمیا ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دو مرکزی وزیر تھے۔ صدر ایکریمیا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ مگر اس مسکراہٹ نے ان کی سنجیدگی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

صدر ایکریمیا درمیانی کرسی پر بیٹھ گئے اور ان کے ساتھ آنے والے دو مرکزی وزیروں نے اطراف کی کرسیاں سنبھال لیں اور اس کے ساتھ ہی ہال میں فلش لائٹوں کی چمک نے طوفان برپا کر دیا۔ ورلڈ چینل ٹیلی ویژن والوں نے بھی اپنی روشنیاں جلا دیں۔

"دوستو! ــــ مجھے معلوم ہے کہ اس پریس کانفرنس کے بارے میں پوری دنیا میں تبصرے ہو رہے ہیں ــــ اس سے قبل کی پریس کانفرنس میں ہم نے آنے والے خطرے سے پوری دنیا کو آگاہ کیا تھا ــــ تاکہ پوری دنیا مل کر اس خطرے کا سدباب کر سکے ــــ لیکن اب اسے قسمت کی ستم ظریفی ہی کہنا چاہیئے کہ وہ خطرہ پوری دنیا کو چھوڑ کر اپنے پورے زور سے صرف ایکریمیا پر ہی ٹوٹ پڑا ــــ ایکریمیا جس خوفناک معاشی بحران سے گزرا ہے ــــ اور کسی حد تک اب بھی گزر رہا ہے ــــ اس سے آپ سب اچھی طرح واقف ہیں ــــ آج کی پریس کانفرنس بلانے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم دنیا کو بتا سکیں کہ اس بحران سے ہم کیسے گزرے ہیں ــــ سب سے پہلے تو میں ایکریمیا کے عوام کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس قیامت پر قابو پا لیا ہے ــــ اور اس بحران کا اصل زور ٹوٹ گیا ہے اب صرف اس کے باقیماندہ نتائج باقی ہیں جو آہستہ آہستہ دور ہو جائیں گے۔

یہ درست ہے کہ اس بحران کی زد میں آ کر معاشی طور پر ایکریمیا کو اتنا زبردست دھچکا لگا ہے کہ وہ سو سال پیچھے چلا گیا ہے ــــ مگر مجھے اپنے عوام پر مکمل اعتماد ہے کہ ہم سب مل کر اور محنت کر کے دوبارہ اس منزل پر پہنچ جائیں گے ــــ جہاں سے ہمیں پیچھے دھکیلا گیا ہے ــــ ایکریمیا میں جعلی کرنسی کا سیلاب پھیلا دیا گیا تھا ــــ اور ساتھ ہی یہ کہ ایکریمیا کے سونے کے محفوظ ذخائر بھی چوری کر لئے گئے ــــ اور پھر ستم پر ستم یہ کہ سونا صاف کرنے والے کارخانے بھی تباہ و برباد کر دیئے گئے ــــ دراصل مجرموں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر کر مارنا چاہا ــــ مگر یہ ان کی بدقسمتی اور ہماری خوش قسمتی تھی کہ ایکریمیا کے پاس ہنگامی حالات سے نپٹنے کے لئے اتنے ہی سونے کے محفوظ ذخائر مزید موجود تھے ــــ جن کے متعلق چند اعلیٰ ترین حکام کے علاوہ اور کسی کو علم نہ تھا ــــ اس سونے کے سکے ڈھال کر اور عوام سے سونا اکٹھا کر کے ہم نے سکوں کی صورت میں نئی کرنسی چلائی ــــ اور اس طرح ہم نے سکوں کی مدد سے کاغذی قیامت کا زور توڑ دیا ــــ بے شمار مجرم مارے جا چکے ہیں ــــ بیشمار گرفتار ہو گئے ہیں ــــ اور باقیماندہ مجرموں کی پوری سرگرمی سے تلاش جاری ہے ــــ ایکریمیا سمیت دنیا کی تین سپر پاوروں نے مجرموں کے قلع قمع کے لئے اپنے ٹاپ کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم تیار کی تھی ــــ لیکن اس ٹیم کی کارکردگی کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاعات نہیں مل سکیں ــــ اور نہ ہی ان کی ناکامی کی خبر آئی ہے۔ نجانے وہ ٹیم کن مراحل سے گزر چکی ہے ــــ یا گزر رہی ہے ــــ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ مجرموں کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے جس سے وہاں کی حکومت بھی لاعلم ہے ــــ بہرحال کوششیں جاری ہیں اور امید ہے کہ

مجرموں کے سرغنوں کو جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا ـــــ اس قیامت خیز معاشی بحران کے بعد پوری دنیا کے ماہرین معاشیات دن رات اسی سوچ بچار میں ہیں کہ کوئی ایسا نیا معاشی سسٹم اپنایا جائے جسے آئندہ کوئی مجرم نہ توڑ سکے۔ مگر فی الحال کوئی ٹھوس لائحہ عمل سامنے نہ آسکا ہے ـــــ دراصل یہ معاشی سسٹم صدیوں سے درجہ بدرجہ تجربات کی بھٹی میں پک کر اب کندن بن چکا ہے ـــــ اس کے مقابلے میں کوئی ایسا سسٹم ابھی تک کسی کے ذہن میں نہیں آرہا۔ جو اس سے محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے معاش کو بخوبی کنٹرول بھی کر سکے ـــــ اور ایسا جلد ہونا ممکن بھی نہیں ہے ـــ اس کے لئے طویل عرصے کی سوچ بچار اور تجربات چاہئیں ـــــ اور فی الحال یہی فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے بعد پرانا معاشی سسٹم ہی یعنی سونے کے اعتماد پر کرنسی نوٹوں کا استعمال ہی بحال کر دیا جائے اور نئے سسٹم کے متعلق سوچ بچار جاری رکھی جائے۔

جہاں تک مجرموں کی گرفتاری اور ان کے قلع قمع کا تعلق ہے ـــــ میں یہاں اپنی ایک کوتاہی کا برملا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپنے زعم میں چھوٹے ملکوں کی سیکرٹ سروسز کو ناکارہ سمجھ لیا تھا ـــــ اگر ہم شروع میں انہیں ساتھ ملا لیتے تو شائد ایکریمیا اس بحران کی زد میں آنے سے بچ جاتا اور مجرم جلد ہی گرفتار کر لئے جاتے ـــــ بہرحال بروقت ہمیں اپنی اس کوتاہی کا احساس ہو گیا ہے ـــــ اور اب ہم نے دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے ہر ممکن ذرائع مجرموں کی گرفتاری کے لئے استعمال کریں ـــــ اور مجھے یہ بتانے میں مسرت کا احساس ہو رہا ہے کہ ایشیا کے ایک ملک کی سیکرٹ سروس اس سلسلے میں بہت آگے جا چکی ہے۔ اور

ان کے سابقہ کارناموں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مجرم ان کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے ـــــ میں یہاں اس وقت اس ملک کا نام نہیں لینا چاہتا ـــــ کیونکہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ مجرم ہوشیار ہو جائیں اور اس ٹیم کو مزید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے ـــــ البتہ یہ میرا وعدہ ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے بعد پوری دنیا کے عوام برملا انہیں خراج تحسین پیش کریں گے ـــــ اب آپ کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو پوچھ لیں" ـــ صدر نے تقریر کا اختتام کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ـــــ ایکریمیا نے تو ہنگامی محفوظ ذخیروں کی وجہ سے اس خوفناک بحران پر قابو پا لیا ہے ـــــ مگر چھوٹے ممالک جن کے پاس ایسے ذخائر نہ ہوں گے ـــــ وہ اس صورت حال سے کیسے نپٹیں گے" ـــــ؟ ایک صحافی نے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا کی حالت دیکھ کر دنیا کے ہر ملک نے یقیناً اپنے بچاؤ کے انتظامات کر لئے ہوں گے ـــــ اور میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ مجرموں نے کسی اور ملک میں واردات نہیں کی" ـــــ صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب صدر! ـ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ نقلی سونے کے سکے ایکریمیا میں پھیلا دیتے جائیں ـ یا ـــ اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ حکومت نے جن سکوں کو سونے کا بنا کر پیش کیا ہے وہ درحقیقت سونے کے نہیں ہیں اگر ایسا ہو جائے تو پھر آپ اس سلسلے میں کیا اقدامات کریں گے" ـــــ؟ ایک بوڑھے صحافی نے اٹھ کر سوال کیا۔ اور اس کا سوال اتنا اہم اور خطرناک تھا کہ پورا ہال یہ سوال سُن کر چونک پڑا۔ اور صدر مملکت سمیت مرکزی وزراء نے بے چینی سے پہلو بدلنے شروع کر دیئے۔ صدر مملکت کے چہرے پر پسینہ آگیا۔ کیونکہ

کسی نے اس پہلو کی طرف تو سوچا ہی نہ تھا۔

صدر مملکت چند لمحے خاموش رہے۔ پھر انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا —— "محترم! —— آپ نے خواہ مخواہ افسانوی بات کر دی ہے —— حکومت ایکریمیا کی موجودہ کرنسی خالص ترین سونے پر مشتمل ہے —— اور قیمت کے لحاظ سے ان کا وزن رکھا گیا ہے —— عوام اسے اپنے طور پر بھی چیک کر سکتے ہیں —— اس لئے آپ کا یہ خیال غلط ہے —— مجرم اس پہلو سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے" —— صدر مملکت نے جواب دیا۔

"مگر جناب صدر! —— آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خالص ترین سونا بے حد نرم ہوتا ہے —— جب کہ یہ سکے سخت ہیں —— اس لئے ان کا خالص ترین ہونا مشکوک ہو جاتا ہے" —— ؟ ایک اور نے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی بات درست ہے —— دراصل نرم سکے چونکہ مارکیٹ میں چل نہیں سکتے —— اس لئے ایک خاص حد تک ان میں ملاوٹ کی جاتی ہے تاکہ ان کی شکل قائم رہے —— جہاں تک میرا مطلب خالص ترین سے تھا وہ اپنی جگہ درست ہے —— سکے کا وزن خالص ترین سونا اور ملاوٹ کی شرح کو ملا کر رکھا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جتنی قیمت اس سکے کی رکھی گئی ہے۔ وہ اس سکے میں موجود خالص ترین سونے کی ہے —— ملاوٹ کی رقم اس میں شامل نہیں کی گئی" —— صدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! —— کیا ایسا ممکن ہے کہ تھری سپر پاورز کی ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم مجرموں کے خلاف کوئی کامیابی حاصل کرنے میں ناکام رہے اور

ایک چھوٹے سے غیر ترقی یافتہ ملک کی ٹیم اتنی بڑی اور خوفناک تنظیم کے خلاف کامیابی حاصل کر سکے" —— ؟ ایک سفید فام صحافی نے بڑے طنزیہ انداز میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"غیر ترقی یافتہ ممالک دراصل سائنسی ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ممالک سے پیچھے ہوتے ہیں —— اس لئے ہم انہیں غیر ترقی یافتہ —— یا —— بہتر لفظوں میں ترقی پذیر ممالک کہتے ہیں —— جہاں تک ذہنی یا جسمانی صلاحیتوں کا تعلق ہے —— وہ صرف ترقی یافتہ ممالک کی میراث نہیں ہے —— کسی ترقی پذیر ملک کا باشندہ اتنی ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہو سکتا ہے کہ پورے ترقی یافتہ ممالک کے عوام مل کر بھی اس صلاحیتوں کا مقابلہ نہ کر سکیں —— اس لئے آپ کا یہ سوال بنیادی طور پر غلط ہے —— جس ملک کا ذکر میں نے کیا ہے —— اور جس کا نام میں ابھی بتانا نہیں چاہتا —— اس ملک کی سیکرٹ سروس نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جن کی رپورٹیں دیکھنے کے بعد اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ ذہانت اور صلاحیت میں وہ ہم سب سے بہت آگے ہیں" —— صدر نے انتہائی کھلے الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! —— ہم مجرموں کی گرفتاری کی کب تک توقع رکھیں" —— ؟ ایک اور سوال کیا گیا۔

"آثار تو یہ بتاتے ہیں کہ ایسا جلد ہی ہوگا —— بہرحال جب بھی ایسا ہوا آپ کو علم ہو جائے گا" —— صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب صدر! —— پوری دنیا میں سے صرف ایکریمیا میں ہی یہ معاشی بحران کا پیدا ہونا کیا اس شبے کو تقویت نہیں دیتا کہ مجرموں کی پشت پناہی کوئی

ایسا ملک کر رہا ہے ـــــ جو ایکریمیا کو ہر لحاظ سے ڈاؤن کرنا چاہتا ہو" ـــــ؟ ایک صحافی نے پوچھا۔

" آپ کا خیال غلط ہے ـــــ ہم نے اس سلسلے میں مکمل تحقیقات کی ہے ـــــ مجرموں کے بے شمار ارکان گرفتار ہوئے ہیں ـــ جن سے تفصیلی کوائف حاصل کئے گئے ہیں ـــــ اور ان میں اس قسم کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے کہ مجرموں کی پشت پناہی کوئی ملک کر رہا ہو" ـــــ صدر مملکت نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوتے اور پھر ہاتھ ہلا کر سلام کرتے ہوئے وہ واپس مڑے اور اسی دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے جس سے وہ اندر داخل ہوتے تھے۔ اور اس طرح یہ عالمی پریس کانفرنس اختتام پذیر ہو گئی۔

انتہائی جدید ترین انداز میں سجے ہوئے کمرے میں مادام بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہی تھی۔ کونے کی میز پر رکھے ہوئے رنگین ٹیلی ویژن سیٹ پر اس وقت صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس جاری تھی جو ورلڈ ٹیلی ویژن چینل پر دنیا کے کونے کونے میں ٹیلی کاسٹ کی جا رہی تھی۔

مادام کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں غصے کے چراغ جل اٹھے تھے۔ ایسے عالم میں وہ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے جسم پر انتہائی باریک سا گون تھا جس میں سے اس کا بجلیوں بھرا شباب چمک رہا تھا۔

" آخر یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ ہر محاذ پر ہماری پسپائی ہو رہی ہے"۔ مادام نے دانت بھینچ کر اپنے ایک ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی مٹھی مکے کی صورت میں مارتے ہوئے کہا۔

اور پھر پریس کانفرنس ختم ہو گئی اور مادام نے آگے بڑھ کر ٹیلی ویژن آف

کر دیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

" مادام سپیکنگ "۔۔۔ مادام نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مادام! ۔۔۔ جس شرابی کو گیٹ انچارج نے بھیجا تھا ۔۔۔ وہ آدمی مشکوک ثابت ہوا ہے اور اب بلیو روم میں بیہوش پڑا ہے "۔ ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی مگر سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

" اوہ ۔۔۔ یو نٹ آپ! ۔۔۔ اسے گولی مار دو ۔۔۔ اس کی بوٹیاں اڑا دو ۔۔۔ ریشہ ریشہ علیحدہ کر دو "۔۔۔ مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ایک زور دار جھٹکے سے رسیور کریڈل پر دے مارا اور ایک بار پھر بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔

وہ دراصل بار بار اس ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں سوچ رہی تھی جس کا حوالہ ایکریمیا کے صدر نے اپنی پریس کانفرنس میں دیا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ آخر یہ سیکرٹ سروس کیسے لوگوں پر مشتمل ہے جو ایک غیر ترقی یافتہ ملک سے تعلق رکھتے ہیں ۔۔۔ مگر ایکریمیا کا صدر برملا ان کی بیحد تعریف کر رہا تھا

ابھی وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھی کہ اچانک ایک بار پھر ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "۔۔۔ مادام کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

" مادام! ۔۔۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہیڈکوارٹر کی پشت کے دریا میں سے دو افراد گٹر کے ذریعے ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے

تھے ۔۔۔ مگر جیسے ہی وہ گٹر سے باہر آئے ۔۔۔ انہیں مادام نمبر ٹو نے چیک کر لیا اور اب وہ اسی بلیو روم میں قید ہیں جہاں وہ شرابی موجود ہے "۔ اسی نسوانی آواز نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ! ۔۔۔ کہیں ان کا تعلق اسی سیکرٹ سروس سے تو نہیں جس کا حوالہ ایکریمین صدر نے دیا ہے ۔۔۔ فوراً معلوم کرو کہ ان کا تعلق کون سی قومیت سے ہے ۔۔۔ کیا یہ ایشیائی باشندے ہیں ۔۔۔ ؟ مجھے اطلاع دو "۔۔۔ مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر مادام! ۔۔۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام نے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے کمرے میں ہلکی سی سیٹی بج اٹھی اور مادام انتہائی تیزی سے کمرے کے کنارے پر لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کے ہینڈل کو پکڑ کر مخصوص انداز میں دو بار اوپر اور تین بار نیچے کیا۔ اس کے ساتھ ہی الماری کے سپاٹ پٹ سکرین کی طرح روشن ہوتے چلے گئے۔ سکرین پر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر موجود تھی جس کی آنکھیں سرخ تھیں اور پھر کمرے میں میاؤں میاؤں کی آوازیں ابھریں۔ اس آواز کے ابھرتے ہی مادام اس الماری کے سامنے رکوع کے بل جھکتی چلی گئی۔

" پرنسز مادام حاضر ہے میڈم "۔۔۔ مادام کا لہجہ اس بار بے حد مؤدبانہ تھا۔

" مادام! ۔۔۔ کیا تم نے ایکریمین صدر کی پریس کانفرنس سنی ہے "۔؟ دوسری طرف سے ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

" یس میڈم "۔۔۔ مادام نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا میں ہمارا آپریشن بُری طرح ناکام رہا ہے ـــــ حکومت نے سونے کے ہنگامی ذخائر کو کام میں لاکر حالات کو بروقت سنبھال لیا ہے ـــــ بے شمار کارکن مارے گئے ہیں ـــــ میں نے چیف ورکرز کو واپسی کے لئے کہہ دیا ہے ـــــ اور میں خود بھی واپس آرہی ہوں" ـــــ میڈم کیٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میڈم ! ـــــ اس سے تنظیم کا بے پناہ نقصان ہوا ہے" ـــــ مادام نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہاں ! ـــــ نقصان تو ہوا ہے ـــــ لیکن میں نے حکم دیدیا ہے کہ سونے کے محفوظ ذخائر کو جو ایکریمیا میں سے چوری کئے گئے ہیں، ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے ـــــ یہ اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ اگر پورا پہنچ گیا تو ہمارے تمام مالی نقصانات پورے ہو جائیں گے" ـــــ میڈم کیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ ویری گڈ میڈم ! ـــــ لیکن مالی نقصان تو پورا ہو جائے گا ـــــ مگر ـــــ" مادام نے ڈرتے ڈرتے کہا مگر پھر بھی اُسے فقرہ مکمل کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

"میں تمہاری بات سمجھ گئی ہوں ـــــ ہمارا تمام منصوبہ ختم ہو گیا ہے ـــــ حالات یکدم پلٹ گئے ہیں ـــــ اب دنیا کے تمام ممالک ہوشیار ہو گئے ہیں ـــــ لیکن اس کے باوجود میں مایوس نہیں ہوں ـــــ مجھے یقین ہے کہ ہمارے اس اقدام کے دنیا بھر پر انتہائی دُور رس اثرات مرتب ہوں گے اور ہوسکتا ہے ہمیں پھر کہیں داؤ لگانے کا موقع مل جائے" ـــــ میڈم نے مادام کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم ! ـــــ آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں ـــــ لیکن صدر ایکریمیا نے جس ایشیائی ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں اپنی عالمی پریس کانفرنس میں بڑے چیلنج بھرے انداز میں ذکر کیا ہے ـــــ اس سلسلے میں آپ کی کیا ہدایات ہیں" ـــــ ؟ مادام نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں کال بھی اسی سلسلے میں کیا ہے ـــــ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف میدان میں کود پڑی ہے ـــــ انہوں نے مقامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا ہے ـــــ اور وہاں سے انہیں ہمارے متعلق کوئی خاص کلیو مل گیا ہے ـــــ چونکہ یہاں ہیڈ کوارٹر میں نظم و نسق کی تمام ذمہ داری تم پر ہے ـــــ اور جب تک سونے کا تمام ذخیرہ ہیڈ کوارٹر منتقل نہ ہو جائے ـــــ میں ایکریمیا سے واپس نہیں آسکتی ـــــ اس لئے اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم انہیں سنبھالو" ـــــ میڈم نے اس بار قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"مگر میڈم ! ـــــ کیا ایک غیر ترقی یافتہ ملک کی سیکرٹ سروس اتنی تیز ہوسکتی ہے کہ وہ ہم سے براہ راست ٹکرانے کی جرأت کر سکے" ـــــ ؟ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"میری معلومات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی علی عمران جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلواتا ہے انتہائی خطرناک شخص ہے ـــــ اس کا ریکارڈ بہت اچھا ہے ـــــ اس کے مقابلے میں آج تک بڑی سی بڑی تنظیم کامیاب نہیں ہو سکی ـــــ تمہیں اس کی طرف سے خاص طور پر ہوشیار رہنا ہوگا" ـــــ میڈم نے جواب دیا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ـــــ مادام نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کیوں ـــ تم یہ نام سُنکر چونکی کیوں ہو" ـــ ؟ میڈم نے بھی جواب میں چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ میڈم! ـــ پھر تو خوشخبری سُن لیجیے ـــ اُسے نہ صرف ٹریس کر لیا گیا ہے ـــ بلکہ اس کی پوری ٹیم کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے ـــ وہ اس وقت نمبر نائن کے ہیڈکوارٹر میں قید ہیں" ـــ مادام نے بڑے فخریہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو ـــ ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ـــ ؟ وہ شخص اتنی آسانی سے قابو میں آنے والا نہیں ہے" ـــ میڈم کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے یقینی کا عنصر نمایاں تھا۔

"میڈم! ـــ میں صحیح کہہ رہی ہوں ـــ یہ شخص ایک شہزادے کے رُوپ میں اپنے حبشی باڈی گارڈ کے ساتھ ہوٹل سیون سٹار میں پہنچا ـــ وہاں اس نے اپنا نام علی عمران پرنس آف ڈھمپ بتایا ـــ ڈکسن وہاں موجود تھا ـــ آپ کو تو علم ہے کہ ڈکسن کتنا ذہین اور تیز طرار ہے۔ وہ فوراً ہی مشکوک ہو گیا ـــ چنانچہ اس نے انہیں سپیشل روم میں ٹھہرایا ـــ اور پھر مجھے فون پر اطلاع دی کہ یہ شخص مشکوک ہے ـــ جس پر میں نے نمبر نائن کو ہدایات دے دیں کہ انہیں نہ صرف چیک کیا جائے ـــ بلکہ رات کو انہیں اغوا کر کے اپنے ہیڈکوارٹر میں لا کر پوچھ گچھ کی جائے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے نمبر نائن نے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل ایڈن گیٹ سے پرنس کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا گیا ـــ اور پھر اس کال کے ذریعے علم ہوا کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ـــ چنانچہ نمبر نائن ان سب کو چکر دے کر ہیڈکوارٹر لے آیا ہے" ـــ مادام نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ ویری گڈ شو ـــ ان سب کو ایک لمحہ توقف کیے بغیر قتل کرا دو ـــ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ـــ انہیں قتل کرا کر ان کی لاشیں بازاروں میں ڈال دو ـــ ان کے گلے میں کارڈ ڈال دو کہ یہ اس سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں جس کی تعریف صدر ایکریمیا نے اپنی عالمی پریس کانفرنس میں کی تھی" ـــ میڈم نے مسرت بھرے لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انسانوں کے قتل کا حکم دینے کی بجائے پاگل کتوں کو گولی مار دینے کا حکم دے رہی ہو۔

"ٹھیک ہے میڈم ـــ یہ بہتر رہے گا" ـــ مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور وہ تھری پاورز کی ٹیم کا پتہ چلا ـــ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ وہ کئی بار تمہارے ہاتھ آ کر نکل گئی ہے" ـــ ؟ میڈم نے پوچھا۔

"ہاں میڈم! ـــ یہ ٹیم تین عورتوں اور تین مردوں پر مشتمل ہے ـــ انتہائی تیز طرار ٹیم ہے ـــ خاص طور پر وہ عورتیں تو بیحد تیز ہیں ـــ سیکشن نمبر نائن ان کے پیچھے لگا ہوا ہے ـــ جلد ہی انہیں ٹریس کر لیا جائے گا۔" مادام نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کے بعد مجھے مکمل رپورٹ دینا ـــ اور تھری پاورز ٹیم کو بھی سرگرمی سے تلاش کرو تاکہ جب میں واپس آؤں تو میدان صاف ہو ـــ اور میں اطمینان سے مستقبل کے لیے کوئی نیا پلان سوچ سکوں ـــ گڈ بائی" ـــ میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی الماری کے پٹ صاف ہو گئے اور مادام نے ہینڈل کو ایڈجسٹ کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو رہا تھا کیونکہ

میڈم کی طرف سے اس اطلاع پر کہ جس ٹیم کی تعریفیں عالمی پریس کانفرنس میں صدر ایکریمیا نے کی ہے وہ اتنی آسانی سے ہتھے چڑھ گئی ہے۔ وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے رسیور سیٹ کی طرف بڑھی تاکہ نمبر نائن سے رابطہ قائم کر کے اسے ان لوگوں کے فوری قتل کی ہدایات دے سکے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتی، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"لیس — مادام سپیکنگ" —— مادام کا لہجہ بیحد کرخت تھا۔

مادام! —— غضب ہو گیا ہے —— میں پزننگ ہیڈکوارٹر سے نمبر ٹو بول رہا ہوں —— تمام ہیڈکوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے —— میں خود شدید زخمی ہوں —— بڑی مشکل سے ایک ٹیلیفون بوتھ تک پہنچا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک گھبرائی اور بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ رہے ہو تم —— ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے" —— ؟ مادام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے اس بری طرح بگڑ گیا جیسے وہ خوبصورت عورت کی بجائے کوئی خونی چڑیل ہو۔

میں صحیح کہہ رہا ہوں مادام! —— ہمارے اسلحہ خانے سے تین مائیکرو ٹائم بم چرا کر پزننگ سیکشن میں رکھ دیئے گئے —— اور وہ بم ٹھیک بارہ بجے یکلخت پھٹ گئے —— پورے ہیڈکوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے —— وہاں موجود تمام ورکرز جو اپنے اپنے کوارٹروں میں تھے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں —— میں اس وقت اپنے دفتر میں تھا چونکہ دفتر ہیڈکوارٹر سے کچھ دور ہے اس لئے میں بری طرح زخمی ہونے کے باوجود بچ گیا ہوں —— اب وہاں پولیس اور فوج نے پہرہ لگا دیا ہے اور وہ آگ بجھا

رہے ہیں —— شفٹ کے تمام ورکرز بھی ختم ہو گئے ہیں" —— نمبر ٹو نے سسکتے ہوئے لہجے میں تفصیلات بتاتے کہا۔

"مگر ایسا کیسے ہوا —— ؟ ایسا ناممکن ہے —— کوئی مشکوک آدمی تو ہیڈکوارٹر کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا" —— مادام نے یقین نہ آنیوالے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دراصل مادام! —— ساڑھے گیارہ بجے ہمیں اطلاع ملی کہ پزننگ سیکشن میں کام کرنے والی تین عورتیں جو سگی بہنیں ہیں، اپنے بنگلے کے غسل خانے میں بیہوش اور بندھی ہوئی پڑی ہیں —— چنانچہ میں نے انہیں فوراً ہی ہیڈکوارٹر ہسپتال میں بھیج دیا اور چیف سپروائزر سے پوچھا کہ یہ عورتیں جب ہیڈکوارٹر شفٹ میں نہ پہنچی تھیں تو مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی گئی —— ؟ چیف سپروائزر نے بتایا کہ وہ تینوں عورتیں تو باقاعدہ شفٹ میں کام کر رہی ہیں اور چونکہ وہ ایم۔ایم تھراپی سے گزر کر پہنچی تھیں —— اس لئے ظاہر ہے کہ وہ مشکوک نہ ہو سکتی تھیں —— جس پر میں نے اسے ہدایات کیں کہ انہیں وہاں روکا جائے —— معاملہ چونکہ بے حد سیریس ہو گیا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ بیہوش عورتوں کو ہوش میں لا کر ایم۔ایم تھراپی سے گزارا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی یہ عورتیں مشکوک ہیں —— چنانچہ شفٹ میں کام کرنے والی تینوں عورتوں کو وہاں روک لیا گیا اور بارہ بجنے میں سے چند منٹ پہلے بیہوش ہونے والی تینوں عورتوں کو ایم۔ایم تھراپی سے گزارا گیا —— میں دفتر میں بیٹھا انہیں چیک کر رہا تھا —— یہ تینوں عورتیں بھی غیر مشکوک ثابت ہوئیں اور ایم۔ایم تھراپی نے انہیں صحیح قرار دے دیا —— جب یہ شیشے والے کیبن میں پہنچیں تو مجھے اطلاع ملی کہ تین انتہائی طاقتور اور خوفناک ٹائم بم

اسلحہ خانے سے غائب پائے گئے ہیں ـــــ ابھی میں اس سلسلے میں بات کر رہی تھا کہ میں نے سکرین پر دیکھا کہ شیشے کے کیبن میں تین عورتیں زبردستی داخل ہو گئی ہیں ـــــ یہ تینوں وہ عورتیں تھیں جو شفٹ میں کام کر رہی تھیں ـــــ اس طرح کیبن میں چھ عورتیں اکٹھی ہو گئیں جو انتہائی حد تک ایک دوسری سے مشابہ تھیں ـــــ ان تین عورتوں نے چیکنگ کاریڈار میں بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا ـــــ ایم۔ ایم تھرالی چونکہ آن تھی اس لئے اس بار اس نے ریڈ سگنل دے دیا اور پھر آٹو میٹک سیچ کے ذریعے بیرونی دروازے کے قریب ہی وہ محصور کر لی گئیں ـــــ مگر اسی لمحے تینوں بم جو کہیں پرنٹنگ سیکشن میں ان عورتوں نے چھپاتے تھے یکدم پھٹ گئے ـــــ اور پھر ہر چیز تباہ ہو گئی۔" نمبر ٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" ہوں ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ ان تینوں عورتوں نے اندر داخل ہوتے وقت ایم۔ ایم تھرالی کو بھی ڈاج دے دیا ـــــ اور نہ صرف یہ بلکہ اسلحہ خانے سے بم حاصل کر کے انہوں نے مشینوں میں چھپا دیتے ـــــ اگر وہ تین بیہوش عورتیں شفٹ ختم ہونے سے پہلے ٹریس نہ ہو جاتیں تو یہ عورتیں اطمینان سے شفٹ ختم کر کے نکل جاتیں اور ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جاتا ـــــ بہرحال یہ تینوں بھی اپنے انجام کو پہنچ گئیں ـــــ یہ یقیناً تھری پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس ہوں گی ـــــ ان کے علاوہ اتنا بڑا نقصان تنظیم کو اور کوئی نہیں پہنچا سکتا" ـــــ مادام نے یہ باتیں بڑبڑانے کے سے انداز میں کہیں۔

" آپ کی بات درست ہے مادام ! ـــــ مگر یہ نقصان تنظیم کے لئے ناقابل تلافی ہیں" ـــــ نمبر ٹو نے روہانسے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس ملبے میں کوئی ایسی چیز تو نہیں جو مین ہیڈ کوارٹر کا کلیو دے سکے" ـــــ ؟

مادام نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" نہیں مادام ! ـــــ ایسی کوئی چیز نہیں ـــــ پولیس ساری عمر سر پٹکتی رہے تو کچھ نہیں کر سکتی" ـــــ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

" پولیس کی مجھے پرواہ نہیں ہے ـــــ یہاں کی پولیس اور سیکرٹ سروس کا ہر آدمی ہمارا خریدا ہوا ہے ـــــ او کے" ـــــ مادام نے کہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ ان لیڈی سیکرٹ ایجنٹوں نے واقعی تنظیم کو بے پناہ نقصان پہنچایا تھا۔

پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر کی مشینیں اور وہاں موجود کاغذ کے علاوہ وہاں تنظیم کے اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ وہ سب تباہ ہو گیا۔

مادام اب سوچ رہی تھی کہ میڈم کیٹ کو اس نقصان کی کیسے اطلاع دے وہ تو تمام کی کھال کھنچوا لے گی۔ مگر اتنی بڑی بات چھپائی بھی نہیں جا سکتی۔ اور پھر اسی لمحے اسے تھری پاورز کے تین مرد سیکرٹ ایجنٹوں کا خیال آ گیا۔ وہ بھی نکل جانے کے بعد ٹریس ہو رہے تھے۔

ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور مادام کا دل بری طرح دھڑک اٹھا۔ مگر رسیور تو اس نے اٹھانا ہی تھا۔

" یس ـــــ مادام سپیکنگ" ـــــ مادام کے لہجے میں ہلکے سے خوف کا تاثر تھا جیسے وہ کوئی اور بری خبر سننے کے لئے اپنے ذہن کو تیار کر رہی ہو۔

" مادام ! ـــــ ہیڈ کوارٹر میں سامنے سے داخل ہونے والا شرابی اور گٹر سے داخل ہونے والے دونوں افراد غیر ملکی ثابت ہوتے ہیں ـــــ بیہوشی کے عالم میں ان کا مائنڈ چیک کیا گیا تو معلوم ہوا ہے کہ شرابی کا نام شاکل ہے

اس کا تعلق روسیاہ سے ہے ۔۔۔۔ یہ روسیاہ سیکرٹ سروس کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہے ۔۔۔۔ دوسرے آدمی کا تعلق شوگران سے ہے یہ وہاں کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ چوشان ہے ۔۔۔۔ اور تیسرے آدمی کا نام بلیک ہے ۔۔۔۔ اس کا تعلق ایکریمیا سے ہے یہ بھی وہاں کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہے ۔۔۔۔ یہ تھری پاورز تنظیم جس میں تین عورتیں بھی تھیں ۔۔۔۔ جن کا نام مس بوچر ۔۔۔۔ کاشاکی ۔۔۔۔ اور مارگریٹ تھا ۔۔۔۔ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آئے تھے ۔۔۔۔ یہ دو گروپوں کی صورت میں کام کر رہے تھے ۔۔۔۔ انہوں نے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا ۔۔۔۔ اور پھر اپنے اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے لئے آئے ۔۔۔۔ شاکل مصنوعی طور پر شرابی بن کر براہِ راست مین گیٹ سے داخل ہوا۔ مگر ذہنی چیکنگ میں ٹریس ہو گیا ۔۔۔۔ جبکہ وہ دونوں دریا کی طرف سے گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوئے ۔۔۔۔ شاکل کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ آپ کی خلوت میں پہنچ کر آپ کو قابو کر کے ہیڈ کوارٹر کا نظام سنبھال لیتا ۔۔۔۔ اور باقی دونوں کا منصوبہ یہ تھا کہ اندر داخل ہو کر جس طرح بھی ممکن ہو سکتا، ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیتے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے تجزیے کی مکمل تفصیلات بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"ہوں! ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ تینوں تھری پاورز سیکرٹ ایجنٹس ہیں ۔۔۔۔ اس وقت ان کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔۔؟ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں مزید بیہوش کرنے کے لئے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں ۔۔۔۔ اور اب وہ بلیو روم میں موجود ہیں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ تم مرڈر سیکشن کے دس افراد کو بلیو روم میں بھجوا دو

میں خود وہاں آ رہی ہوں ۔۔۔۔ میں ان تینوں سے ایسا انتقام لوں گی کہ ان کے جسموں کا ریشہ ریشہ قیامت تک تڑپتا رہے گا" ۔۔۔۔ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ایک جھٹکے سے پھینک دیا۔ اسے تسلی ہو گئی تھی کہ تھری پاورز تو اب اس کے ہاتھوں انجام تک پہنچ ہی گئی۔ پھر اس کا ذہن علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف گیا تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"مادام سپیکنگ" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی مادام نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نمبر نائن سپیکنگ مادام" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ انتہائی مودبانہ تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں کی کیا صورت حال ہے" ۔۔۔۔؟ مادام نے پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔۔ اس کے ساتھیوں کو تو میں چکر دیکر لے آیا ہوں ۔۔۔۔ وہ سب بیہوش پڑے ہیں ۔۔۔۔ جبکہ پرنس آف ڈھمپ اور اس کا حبشی باڈی گارڈ بھی جلد ہی میرے پاس پہنچ جائیں گے ۔۔۔۔ میں اس سلسلے میں ہدایات لینے کے لئے آپ سے رابطہ قائم کرنے ہی والا تھا" ۔۔۔۔ نمبر نائن نے جواب دیا۔

"یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں ۔۔۔۔ ان کی مکمل نگرانی کرو ۔۔۔۔ میں کسی بھی وقت تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور پھر میں اپنے سامنے ان کی بوٹیاں بوٹیاں علیحدہ کروں گی" ۔۔۔۔ مادام نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ تھری پاورز کے خاتمے کے لئے بلیو روم کی طرف جا رہی تھی۔

کمرہ بہترین انداز میں سجا ہوا تھا۔ یہ ایک مکمل سوٹ تھا۔ جوزف کے لئے سائیڈ میں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کا دروازہ کمرے کی طرف سے تو بند ہو سکتا تھا مگر دوسری طرف سے نہیں۔

جیسے ہی عمران اور جوزف کمرے میں داخل ہوئے۔ عمران نے جوزف کی طرف منہ کر کے منہ پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید قسم کا کائیکر نکال لیا۔

"واہ واہ! ـــ کیا خوبصورت کمرہ ہے ـــ یہ لوگ شہزادوں کی صحیح قدر کرتے ہیں ـــ جی چاہتا ہے کہ پورا ہوٹل خرید کر اس کے مالکوں کو دوبارہ انعام میں دے دوں ـــ یہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسی پرنس سے واسطہ پڑا ہے" ـــ عمران کائیکر کے ساتھ کمرے کی دیواروں کو چیک کرتے کے ساتھ ساتھ مسلسل باتیں بھی کئے چلا جا رہا تھا تاکہ اگر وہاں ٹرانسمیٹر فٹ ہو تو دوسری طرف سے سننے والے ان کی مکمل خاموشی سے چونکا نہ ہو جائیں۔

"باس! ـــ میرے لئے کیا حکم ہے ـــ کیا میں بولوں یا چپ رہوں" ـــ جوزف نے جواب تک خاموش کھڑا تھا۔ عمران کو بولتے دیکھ کر نہ رہ سکا۔

"تمہارے پاس ریوالور کا لائسنس ہے" ـــ عمران نے بڑے تحکمانہ انداز میں پوچھا۔

"یس باس" ـــ جوزف نے اکڑتے ہوئے جواب دیا۔

"پاسپورٹ ہے" ـــ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"یس باس" ـــ جوزف نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویزا ہے" ـــ عمران نے پوچھا۔ عمران ان سوالات کے ساتھ ساتھ کائیکر سے بدستور چیکنگ میں بھی مصروف رہا۔

"یس باس" ـــ جوزف نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے جواب دیا۔ اسے شاید ان سوالات کی کوئی تک سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"باتیں کرنے کا لائسنس ہے" ـــ عمران نے اچانک پوچھا۔

"نن ـــ نو باس" ـــ جوزف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر بغیر لائسنس کے تم کیسے بول سکتے ہو ـــ شٹ اپ" ـــ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــ جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اتنی دیر میں عمران چیکنگ سے فارغ ہو چکا تھا۔ کائیکر نے کہیں بھی ٹرانسمیٹر کی موجودگی کی ٹون نہ دی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کمرہ بالکل محفوظ ہے۔

اس کائیکر نے تمہیں بولنے کا لائسنس دے دیا ہے ـــ اس لئے اب

بولو ۔۔۔ کیا چاہتے ہو" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے ایک آرام کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے پوچھا۔

"باس ! ۔۔۔ کوٹہ ختم ہوگیا ہے" ۔۔۔۔۔۔ جوزف نے ایسے انداز میں کہا جیسے شراب کے کوٹے کی بجائے زندگی کا کوٹہ ختم ہوگیا ہو۔

"دیکھو جوزف ! ۔۔۔ تم شراب چھوڑ نہیں سکتے" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"شراب چھوڑ دوں ! ۔۔۔ یہ ناممکن ہے باس ! ۔۔۔ شراب تو میری زندگی ہے ۔۔۔ میری روح ہے ۔۔۔ آپ جوزف سے اس کی زندگی اس کی روح چھیننا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔۔۔ جوزف نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اگر تم شراب کو نہیں چھوڑ سکتے ۔۔۔ تو شراب کو کہو کہ وہ تمہیں چھوڑ دے" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ شراب منگوا کر اس سے کہہ دیں ۔۔۔ شاید آپ کی بات مان جائے" ۔۔۔۔۔۔ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"چلو تمہارے اس خوبصورت جواب پر تمہیں معافی ۔۔۔ ورنہ آج میرا موڈ بن گیا تھا کہ تم سے شراب چھڑا دوں" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر جوزف کے لئے شراب کی بوتل اور اپنے لئے کافی کا آرڈر دے دیا۔

"جب تک کافی آئے ۔۔۔ میں نہا لوں" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ غسل خانے میں گھس گیا۔

غسل کرنے اور کپڑے بدلنے کے بعد جب عمران دوبارہ کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ جوزف وہسکی کی بوتل منہ سے لگائے غٹاغٹ شراب پینے میں مصروف تھا اور بیڈ سائیڈ ٹیبل پر کافی موجود تھی۔

"کتنی بوتلیں پی ڈالیں" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تو پہلی ہے باس" ۔۔۔۔۔۔ جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے پہلی بوتل کی بات کرتے ہوئے اُسے بڑی ندامت ہو رہی ہو۔

"اچھا ۔۔۔ پھر یہ پہلی ہی آج کے لئے آخری بھی ہوگی" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر کافی بنانے میں مصروف ہوگیا۔

"بب ۔۔۔ باس ! ۔۔۔ یہ ظلم ہے ۔۔۔ ساری رات پڑی ہے" ۔۔۔۔۔۔ جوزف نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"پڑی رہے ۔۔۔ تم نہ اٹھانا اسے" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف ہوگیا۔

پھر اس سے پہلے کہ جوزف کچھ کہتا۔ عمران کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی نے عمران کی کلائی پر ضربیں لگانی شروع کر دیں اور عمران نے چونک کر پیالی رکھی اور گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبا کر کھینچ لیا۔ ونڈ بٹن کے کھینچتے ہی گھڑی کا بارہ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" ۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"پرنس ! ۔۔۔ ہم سب ہوٹل ایڈن گیٹ میں رہ رہے ہیں ۔۔۔ چوتھی منزل پر ۔۔۔ روم نمبر تھرٹی سکس ۔۔۔ سیون ۔۔۔ اور ایٹ میں ہم سب جینٹس

اور نمبر سکسٹی وَن میں جو لیا ——— اب سے تھوڑی دیر بعد ہم سب شہر کی سیر کو جانے والے ہیں ——— تاکہ یہاں کی سڑکوں اور عمارتوں سے واقف ہو سکیں۔ اوور" ——— صفدر نے مکمل معلومات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی بات سُن کر عمران کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات چھلک گئے۔

"ٹھیک ہے! ——— سیر کے ساتھ ساتھ ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر تمہارا تعاقب کیا جائے تو اُسے کسی اکیلی جگہ لے جا کر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا۔ اوور" ——— عمران کے لہجے میں بے پناہ طنز تھی۔

"ایسی اُمید تو نہیں کہ وہ لوگ ہمیں یوں مشکوک سمجھ لیں گے ——— کیونکہ ہم سیاحوں کے رُوپ میں آئے ہیں ——— اور یہاں سیاح تو بے شمار اور روزانہ ہی آتے رہتے ہیں ——— پھر بھی آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا۔ اوور" ——— صفدر نے عام سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید جان بوجھ کر عمران کے طنز کو نظر انداز کر گیا تھا ——— یا پھر دوسری صورت میں اُس نے اسے محسوس نہ کیا تھا۔

"دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے صفدر! ——— ہر چیز ہر وقت ممکن ہو سکتی ہے ——— بہرحال ہوشیار رہنا ——— میں جلد از جلد کھیل شروع کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا کے معاشی حالات روز بروز بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اوور" ——— عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"ٹھیک ہے ——— اوور" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور ونڈ بٹن کو واپس دبا دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کاؤنٹر مین کو شہر کا تفصیلی نقشہ بھیجنے کے لئے کہا۔ اُسے دراصل میڈم کیٹ کی ذیلی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے ایسا کلیو ملا تھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ گولڈن برج نامی کوئی عمارت ہی میڈم کیٹ کا اصل ہیڈ کوارٹر ہے اور وہ اس عمارت کا پورا محل وقوع دیکھنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر نے بڑا سا ایک نقشہ لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا نوٹ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ ویٹر ادب سے سلام کر کے واپس مڑا اور باہر نکل گیا۔

عمران نے نقشہ کھولا اور پھر سب سے پہلے اپنے ہوٹل کا محل وقوع چیک کیا اور پھر اس نے گولڈن برج نامی عمارت نقشے میں تلاش کرنا شروع کر دی تھوڑی دیر بعد وہ اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔

یہ عمارت دریا کے ساتھ واقع تھی۔ اس کی پشت دریا کی طرف تھی اور دونوں سائیڈوں میں خالی پلاٹ تھے۔ پھر عمران ہوٹل سے گولڈن برج تک کے راستوں کو چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر جب اس نے تمام راستے اچھی طرح ذہن نشین کر لئے تو مطمئن ہو کر اس نے نقشہ لپیٹ لیا۔

"اب سوتے ہیں جوزف! ——— صبح کام شروع کرنا ہے ——— اور پھر شاید سونا بھی نصیب ہو یا نہیں ——— اس لئے بہتر ہے کہ کام سے پہلے مکمل آرام کر لیا جائے" ——— عمران نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ سو جائیں باس! ——— مجھے ابھی نیند نہیں آ رہی" ——— جوزف نے جواب دیا اور عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے آنکھیں بند کر لیں۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے جان بوجھ کر ہلکے ہلکے خراٹے لینے شروع کر

دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ جوزف کی ایک بوتل میں تسلی نہیں ہو سکی اس لئے وہ اس کے سونے کے انتظار میں ہے تاکہ دوسری بوتل منگوا سکے۔

اور پھر وہی ہوا۔ جوزف نے آہستگی سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور وہسکی کی بوتل کا آرڈر دے کر رسیور رکھ دیا۔

عمران دھیرے سے مسکرایا مگر اس نے آنکھیں نہیں کھولیں کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک جوزف کی طلب پوری نہ ہو گی وہ اسی طرح بے چین رہے گا۔

اور پھر چند لمحوں بعد عمران واقعی نیند کی گہری وادیوں میں ڈوبتا چلا گیا مگر اُسے اچانک نیند میں ہی ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھائی میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں یہی آیا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ مگر اس کی چھٹی حس نے اُسے جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا۔ اور اس کی آنکھیں خود بخود کھلتی چلی گئیں۔ اور دوسرے لمحے اس نے سانس روک لی۔ کیونکہ پورے کمرے میں دودھیا رنگ کی گیس تیرتی پھر رہی تھی۔ ابھی اس کی مقدار خاصی کم تھی اور آہستہ آہستہ وہ بڑھتی چلی جا رہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ انہیں بیہوش کیا جا رہا ہے۔ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ اس کی آمد کا راز میڈم کیٹ پر کھل چکا ہے اور میڈم کیٹ اُسے اغوا کرنا چاہتی ہے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اطمینان سے اغوا ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح وہ آسانی سے میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائے گا اور وہاں پہنچ کر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

اس لئے وہ سانس روکے اطمینان سے پڑا رہا۔ گیس سے اب کمرہ بھر چکا تھا اور پھر آہستہ آہستہ گیس کم ہوتی چلی جا رہی تھی۔ شاید اس کے نکلنے کے لئے

کوئی راستہ کھول دیا گیا تھا۔

چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے کی شمالی دیوار درمیان سے دونوں اطراف میں ہٹتی چلی گئی اور اس خلا میں سے چار افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر سرخ رنگ کے نقاب اور جسموں پر بھی سرخ رنگ کا چُست لباس موجود تھا۔ وہ چاروں خاصے قوی ہیکل اور جسیم تھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کی نبض دیکھی مگر سانس روک لینے کی وجہ سے وہ عمران کی مصنوعی بیہوشی کو چیک نہ کر سکا۔ دوسرا ساتھ والے کمرے میں موجود جوزف کی طرف بڑھ گیا۔

" دونوں بیہوش ہیں "۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دونوں نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔۔ انہیں اٹھا کر نیچے لے چلو "۔۔۔۔۔ ایک طرف کھڑے ہوئے نقاب پوش نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس دستے کا انچارج تھا۔ اور اس کی ہدایت پر ایک آدمی نے آگے بڑھ کر عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا جب کہ دوسرے نے جوزف کو اٹھانا چاہا۔ مگر جوزف خاصا جسیم تھا اس لئے وہ اکیلا اُسے نہ اٹھا سکا تو دوسرے نے آگے بڑھ کر اس کی مدد کی اور پھر ان دونوں نے مل کر جوزف کو اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ اس خلا میں داخل ہو گئے۔ یہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ عمران نے ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کمرے میں چاروں طرف ٹی۔ وی سکرینوں کی طرح مشینیں نصب تھیں اور ان پر مختلف کمروں کے سین نظر آ رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر مشین کے ساتھ فلمیں بن بن کر باہر نکل رہی تھیں۔ کمرے میں دس بارہ آدمی سرخ لباس پہنے ان مشینوں کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہاں سے

نہ صرف ہر کمرے کی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ ان کی فلمیں بھی بنائی جا رہی ہیں تاکہ بعد میں انہیں بلیک میل کیا جا سکے ۔

سرخ نقاب پوش انہیں اٹھائے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل آئے اور پھر ایک طویل راہداری سے گزر کر وہ جیسے ہی ایک دروازے سے باہر آئے وہاں ایک بند سٹیشن ویگن موجود تھی ۔ ایک نقاب پوش نے آگے بڑھ کر سٹیشن ویگن کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر ان دونوں کو اندر فرش پر ایک دوسرے کے ساتھ لٹا دیا گیا ۔ دو نقاب پوش ان کے ساتھ سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی ۔

خاصے بڑے کمرے کے فرش پر شاکل ۔ بلیک اور چوہستان بیہوش پڑے ہوئے تھے اور دس برین گنوں سے مسلح افراد کمرے کی دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے ۔ یہ بلیو روم تھا جہاں دشمنوں کو ایذائیں دی جاتی تھیں اس کمرے کا فرش ایک بٹن دبانے سے درمیان سے کھل جاتا تھا اور نیچے ایک نہر تھی جو سیدھی دریا میں جا گرتی تھی ۔ اس کمرے میں جو ہلاک ہوتا اس کی لاش اس نہر کے ذریعے دریا تک پہنچا دی جاتی اور پھر وہ بہتی ہوئی آگے نکل جاتی تھی ۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور مادام اندر داخل ہوئی ۔ وہ اس وقت ایک انتہائی باریک لباس پہنے ہوئے تھی جس سے اس کا انگ انگ نمایاں ہو رہا تھا مگر کمرے میں موجود تمام مسلح افراد اس کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر نہ دیکھ رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مادام کی تیوری پر آنے والا بل انسانی جان کی قیمت وصول کرتا تھا ۔ اور اس بل کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا ۔

" ہوں ۔۔۔ تو یہ ہیں تھری سپر پاورز کے سپر سیکرٹ ایجنٹس " ۔۔۔ مادام

نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس مادام" ـــــ دروازے کے قریب کھڑے ہوئے ایک مسلح شخص نے جو شاید اس دستے کا انچارج تھا بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ ـــــ میں انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں" ـــــ مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ـــــ اس نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور پھر اس کا ڈھکن کھول کر اس نے سب سے پہلے شاکل کی ناک سے شیشی لگائی اور چند لمحوں بعد اس کی ناک سے ہٹا کر اس نے شیشی چوشان کی ناک سے لگا دی۔ یہی کام اس نے بلیک کے ساتھ کیا اور پھر ڈھکن بند کر کے اس نے شیشی واپس الماری میں رکھ کر مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ابھی ہوش میں آ جائیں گے مادام" ـــــ مسلح شخص نے کہا۔

مادام خاموش کھڑی رہی اور پھر چند لمحوں بعد ہی ان تینوں کے جسموں میں حرکت ہونی شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ان تینوں نے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو چند لمحے وہ بے خیالی کے عالم میں پڑے رہے۔ مگر جیسے ہی ان کے شعور نے کام کرنا شروع کر دیا وہ اچھل کر اٹھ بیٹھے۔ ان کی تیز نظریں بڑی حیرت سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر جب ان کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں تو وہ حیرت سے اچھل پڑے۔ کیونکہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ اس طرح اکٹھے ہو جائیں گے۔

"تم تینوں سپر پاورز کے سپر سیکرٹ ایجنٹ ہو ـــــ اور تم یہ سمجھ کر یہاں آئے تھے کہ ہمیں تباہ کر سکو گے ـــــ مگر اب دیکھو کہ تم کس حال میں ہمارے

سامنے پڑے ہوئے ہو" ـــــ مادام نے بڑے طنزیہ لہجے میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری زندگی ـــــ میری روح" ـــــ شاکل نے دوبارہ اپنا رول ادا کرنا شروع کر دیا۔

"شٹ اپ! ـــــ تمہاری یہ بیوقوفانہ اداکاری مزید نہیں چل سکتی ـــــ مجھے تمہارا شجرہ نصب معلوم ہے ـــــ اسے بتاؤ کہ یہ کون ہے" ـــــ مادام نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے ساتھ کھڑے مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ حکومت روسیاہ کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شاکل ہے" ـــــ ساتھ کھڑے ہوئے شخص نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ان دونوں کو بھی بتا دو کہ یہ کون ہیں" ـــــ مادام نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ حکومت شوگران کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ چوشان ہے ـــــ اور یہ ایکریمیا کا مسٹر بلیک ہے" ـــــ ساتھ والے شخص نے باقی دونوں کا بھی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"انہیں تفصیل سے بتاؤ کہ یہ یہاں کیا کرنے آئے تھے ـــــ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ وہ ایسے لوگوں سے ٹکرانے آئے تھے جو ناقابل تسخیر ہیں" ـــــ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"روسیاہ۔ شوگران اور ایکریمیا کی حکومتوں نے ہماری تنظیم کے خاتمے کے لئے اپنے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم منتخب کی تھی ـــــ جس میں روسیاہ کی طرف سے شاکل اور ایک لیڈی سیکرٹ ایجنٹ مس بوچہ ـــــ شوگران کی طرف سے یہ چوشان اور ایک لیڈی سیکرٹ ایجنٹ کاشاکی ـــــ اور ایکریمیا

کی طرف سے یہ مسٹر بلیک اور لیڈی سیکرٹ ایجنٹ مارگریٹ شامل تھی ۔ عورتوں اور مردوں نے علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنالیں اور ہمارے خلاف کام شروع کر دیا"۔ اس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

" مختصر بات کرو ــــ زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے"ــــ مادام نے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

" یس مادام ! ــــ مختصراً یہ کہ وہ تینوں عورتیں پرنٹنگ سیل کو تباہ کرتی ہوئی خود بھی ہلاک ہو گئیں ــــ اور یہ تینوں ہمارے ہتھے چڑھ گئے ــ ان میں سے شاکل شرابی بن کر اندر داخل ہوا ــــ اور چیکنگ کاریڈار میں سے گزرتے ہوئے پکڑا گیا ــــ باقی دو دریا کی طرف سے گٹر میں سے داخل ہوئے اور پکڑے گئے "ــــ اس نے بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

" سُن لیا تم نے ــــ بڑے "سیکرٹ ایجنٹ" بنے پھرتے تھے ــــ جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہ آئے ــــ وہ اپنے آپ کو سب سے بلند سمجھتا ہے" ــــ مادام نے طنزیہ انداز میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم ہی مادام کیٹ ہو" ــــ ؟ شاکل نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" ہاں ! ــــ اور یہ تمہاری آخری خوش قسمتی ہے کہ تم زندہ آنکھوں سے میرا دیدار کر رہے ہو ــــ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ــــ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات سنتے ہی چاروں طرف موجود مسلح افراد نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی برین گنیں سیدھی کر لیں۔ وہ تینوں بھی مسلح افراد کا یہ انداز دیکھ کر اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

" سنو مادام ! ــــ اب بھی وقت ہے کہ تم ہماری پناہ میں آجاؤ۔ تاکہ تمہاری اس شیطانی تنظیم کے خاتمے کے ساتھ تمہاری ہڈیاں بھی ہمارے ہاتھوں علیحدہ نہ ہوں" ــــ شاکل نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔ اور مادام اُسے حیرت سے دیکھنے لگی اور اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ شاید موت کو سامنے دیکھ کر اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی اور پھر اس نے ایک قدم پیچھے کی طرف ہٹایا۔

" میں جھک کر تمہیں درخواست کرتا ہوں کہ ہماری بات مان جاؤ" ــــ اچانک چوشان نے اپنے قدموں پر ہی جھکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام اس کے اس اچانک رکوع کے بل جھکنے پر حیرت کا اظہار کرتی، چوشان ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا بوٹ پوری قوت سے چھت کے درمیان میں لٹکنے والے اکلوتے بلب پر جا پڑا اور ایک ہلکے سے دھماکے سے کمرے میں یکدم گہرا اندھیرا چھا گیا۔

" خبردار ! ــــ گولیاں نہ چلانا ــــ تمہاری مادام ہمارے قبضے میں ہے"۔ اچانک شاکل کی دھاڑ کمرے میں گونجی اور اس کے ساتھ ہی مادام کی چیخ بلند ہوئی۔

" ایمرجنسی لائٹ آن کرو" ــــ ایک آدمی نے چیخ کر کہا۔

مگر اسی لمحے برین گن کے قہقہے اور مختلف انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ کسی نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔

" روکو ! ــــ اس فائرنگ کو روکو" ــــ اچانک مادام کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

مگر فائرنگ کہاں رکتی تھی۔ اب تو کمرہ مختلف اطراف سے بلند ہونے والے برین گنوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا اور ایک بار پھر کمرے میں انسانی چیخیں گونج

اٹھیں۔ اسی لمحے ایک ہلکی سی چٹ کی آواز ابھری اور کمرہ تیز روشنی میں نہا گیا۔

سارے کمرے میں انسانی جسموں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اور ہر طرف خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں جوشان پشت کے بل فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں گولیوں کے سینکڑوں سوراخ ہو چکے تھے۔ اس کی کھلی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

دوسرے کونے میں بلیک دیوار کے ساتھ گٹھڑی بنا پڑا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ابھی تک برین گن پکڑی ہوئی تھی مگر اس کے سر کا صرف ایک چوتھائی حصہ جسم کے ساتھ باقی رہ گیا تھا باقی تین چوتھائی اِدھر اُدھر فرش پر بکھرا ہوا تھا۔ مادام کے آٹھ آدمی بھی گولیوں کا شکار ہو کر اِدھر اُدھر بکھرے پڑے تھے۔

دروازے کے ساتھ والے کونے میں شاکل دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا جب کہ مادام اس کے بازوؤں میں لپٹی ہوئی اس کے سامنے تھی۔ اور مادام کے سامنے ایک مسلح شخص یوں کھڑا تھا جیسے اُسے ڈھانپنے کی ناکام کوشش کر رہا ہو۔ البتہ مادام کا ایک آدمی ہاتھ میں برین گن پکڑے بالکل صحیح سلامت دروازے کے دوسرے کونے میں سمٹا کھڑا تھا۔

جیسے ہی کمرہ روشن ہوا۔ وہ سب بیک وقت حرکت میں آئے۔ شاکل نے پوری قوت سے مادام اور اس کے سامنے کھڑے ہوئے آدمی کو دوسرے آدمی پر دھکیلا اور پھر اس نے قریب ہی ایک لاش کے قریب پڑی ہوئی برین گن کی طرف چھلانگ لگا دی۔ برین گن جھپٹ کر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا۔ اچانک برین گن کا قہقہہ ایک بار پھر کمرے میں گونج اٹھا اور شاکل کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ گولیوں کی بوچھاڑ اس کے ہاتھوں پر پڑی تھی جن سے اس نے برین گن سنبھال رکھی تھی اور پھر برین گن نہ صرف اس کے ہاتھوں سے نکل گئی

بلکہ شاکل کے ہاتھ کئی انگلیوں سے بھی محروم ہو گئے۔ ہاتھوں پر پڑنے والی گولیوں نے انگلیاں یوں اڑا دی تھیں جیسے وہ سرے سے موجود ہی نہ ہوں مگر دوسرے لمحے شاکل کسی گیند کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور سامنے موجود برین گن بردار آدمی سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔ اس کی دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح اس آدمی کی گردن میں پڑیں اور اس کے ساتھ ہی شاکل ہوا میں قلابازی کھا گیا اور اس آدمی کی دردناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا جس کی گردن شاکل کی ٹانگوں میں پھنسی ہوئی تھی شاکل نے اتنی تیزی سے قلابازی کھائی تھی کہ وہ آدمی اتنی تیزی سے اس کے ساتھ نہ گھوم سکا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ ایک ہی چیخ مار سکا۔ اس کے بعد اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

شاکل نے نیچے گرتے گرتے دروازے کی طرف بھاگتی ہوئی مادام کی ٹانگوں کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور پھر اس کی ایک ٹانگ اس کے ہاتھوں میں آ گئی اور اس نے جیسے ہی قلابازی کھائی مادام بھی اس کے ساتھ ہی قلابازی کھا کر اس کے قریب ہی فرش پر آ گری۔ شاکل نے دونوں ٹانگیں سمیٹیں اور پھرتی سے مادام کو پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کی۔

مگر اسی لمحے مادام کا ایک دوسرا آدمی ایک برین گن جھپٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر جیسے ہی شاکل نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس آدمی نے پوری قوت سے برین گن کا دستہ شاکل کے سر پر مار دیا۔ مگر شاکل آخری لمحے میں تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور برین گن کا دستہ اس کے سر پر پڑنے کی بجائے اس کے دائیں کندھے پر پڑا اور شاکل کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اس کے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور دایاں بازو بیکار ہو گیا تھا۔

چونکہ اسی ہاتھ سے اس نے مادام کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی اس لئے کندھے پر ضرب پڑتے ہی اس کی ہاتھ کی گرفت مادام کی پنڈلی پر سے ختم ہو گئی اور مادام اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

مادام کے آدمی نے تیزی سے برین گن کو واپس اٹھایا۔ وہ شاید شاکل کے سر پر دوسرا وار کرنا چاہتا تھا کہ شاکل نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر اس کا پورا جسم سمٹ کر توپ کے گولے کی طرح اس آدمی کے سینے سے ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر پچھلی دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

شاکل کی خوفناک ٹکر نے اس آدمی کے سینے کی ہڈیاں توڑ ڈالی تھیں۔
ادھر شاکل کا دایاں ہاتھ بیکار ہو چکا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ زخمی تھے اس لئے نیچے گرنے کے بعد ان دونوں نے بیک وقت اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اسی کوشش میں ایک بار پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

ادھر مادام جیسے ہی شاکل کی گرفت سے آزاد ہو کر سیدھی ہوئی اس نے انتہائی تیزی سے ایک طرف پڑی ہوئی ایک برین گن اٹھالی اور اس نے اس کا رُخ ان دونوں کی طرف کیا۔

وہ دونوں اس وقت دوبارہ ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے کہ مادام نے برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی بوچھاڑ نے ان دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ——— ان دونوں کے جسم ایک لمحے کے لئے تڑپے پھر فرش پر پھیلتے چلے گئے۔ مادام نے اس وقت تک برین گن کے ٹریگر سے

ہاتھ نہ ہٹایا جب تک برین گن کا پورا میگزین نہ ختم ہو گیا اور بلا مبالغہ سینکڑوں گولیاں ان دونوں کے جسموں میں ترازو ہو چکی تھیں اور ان دونوں کے جسم یوں چھلنی ہو گئے تھے جیسے انسانی جسم نہ ہوں بلکہ شہد کی مکھیوں کے چھتے ہوں۔

"ہوں! ——— بڑے آئے تھے سُپر سیکرٹ ایجنٹ بن کر" ———
مادام نے بڑے حقارت آمیز انداز میں ایک طرف تھوکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی ——— شاکل، بلیک اور چوشان کے ساتھ ساتھ مادام کے دس افراد کی لاشیں وہیں کمرے میں ہی پڑی رہ گئیں۔

صفدر کی جیسے ہی آنکھ کھلی وہ اچھل کر بیٹھ گیا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسی کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا ہے جہاں انہیں بیہوش کیا گیا تھا۔

"ہوش میں آ گئے صفدر صاحب! ــــ سیر ہو گئی شہر کی" ــــ اچانک عمران کی آواز صفدر کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ سچ مچ حیرت کے مارے گرتے گرتے بچا۔

صفدر نے مڑ کر دیکھا تو عمران بڑے اطمینان سے کمرے کے ایک کونے میں دیوار سے پشت لگائے آلتی پالتی مارے یوں بیٹھا تھا جیسے بدھ مذہب کا کوئی پیرو راہنما مخصوص عبادت میں مصروف ہو۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"عمران صاحب! ــــ آپ" ــــ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ــــ میں نے سوچا کہ تم اکیلے ہی سیر کیوں کرو ــــ مجھے بھی حق ہے سیر کرنے کا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمارے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے" ــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل سے ہوٹل سے نکل کر یہاں تک پہنچنے کی سب کہانی سنا دی۔

"سنو صفدر! ــــ ان فرش پر پڑی ہوئی چھپکلیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ آگے بڑھنے کے لئے کوئی اقدام کیا جا سکے ــــ دراصل ہم سب ہی سے بنیادی غلطی ہوئی ہے ــــ ہم اتنی خوفناک اور بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کرنے کے لئے اس ملک میں ایسے وارد ہوئے ہیں ــــ جیسے کوئی شخص مچھلیوں کا شکار کھیلنے کے لئے دریا پر جاتا ہے ــــ اور اب ہمیں اس غلطی کا ازالہ کرنا ہے" ــــ عمران کا لہجہ اتنا سنجیدہ تھا کہ صفدر کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ وہ عمران کے اس مخصوص موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ عمران پر یہ موڈ کبھی کبھی ہی طاری ہوتا تھا۔ اور صفدر جانتا تھا کہ جب عمران پر ایسا موڈ طاری ہو تو پھر ہر طرف خون ہی خون بکھر جائے گا۔ نجانے کتنے لوگ اس کے اس خونی موڈ کی بھینٹ چڑھیں گے۔

صفدر نے انتہائی پھرتی سے فرش پر بکھرے ہوئے سیکرٹ سروس کے افراد کو ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف سمیت سب لوگ ہوش میں آ چکے تھے۔

"باس! ــــ میں کہاں ہوں" ــــ جوزف نے ہوش میں آتے ہی پوچھا۔

"جہاں لوگ وہسکی کی ڈبل بوتلیں پینے کے بعد پہنچ جاتے ہیں" ــــ عمران

نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ اتنا سپاٹ تھا کہ جوزف
کو دوسرے سوال کی ہمت ہی نہ پڑی۔
عمران بڑے بڑے قدم اٹھاتا کمرے کے اکلوتے دروازے کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ لوہے کا بنا ہوا تھا اور ظاہر ہے باہر سے بند تھا۔ اس
میں تالے کا کوئی سوراخ تک نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران دروازے کے قریب آ کر
رک گیا اور پھر اس نے غور سے دروازے کو چاروں طرف سے دیکھنا شروع
کر دیا۔

"یہ دروازہ نہیں کھل سکتا ـــــ خواہ مخواہ ہم پر رعب ڈالنے کی ضرورت
نہیں ہے" ـــــ اچانک کمرے میں تنویر کی طنزیہ آواز سنائی دی۔ اور
عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک زوردار تھپڑ کی آواز
سے گونج اٹھا۔ عمران کا ہاتھ پوری قوت سے تنویر کے چہرے پر پڑا تھا اور
لحیم شحیم جسم رکھنے کے باوجود تنویر کسی گیند کی طرح تھپڑ کھا کر اڑتا ہوا کمرے
کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے چہرے پر عمران کی انگلیوں کے پورے نشانات
ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

"اب اگر تم نے بکواس کی تو پوری بتیسی باہر نکال دوں گا" ـــــ عمران
نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھوکے بھیڑیئے جیسی غراہٹ تھی۔
کمرے میں موجود سب لوگ سہم کر رہ گئے۔ تنویر بھی گال پر ہاتھ رکھے
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے نفرت کا جوالا مکھی پھوٹ رہا تھا۔
مگر عمران کا لہجہ ایسا تھا کہ اسے بھی حلق سے کوئی آواز نکالنے کی ہمت نہ ہوئی
اور عمران ایک بار پھر مڑ کر بڑے اطمینان سے دروازے کا جائزہ لینے میں
مصروف ہو گیا۔ اور پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دروازے کی دہلیز کی سائیڈ میں

ایک چھوٹے سے سوراخ میں انگلی ڈالنے لگا۔ یہ سوراخ دروازے کے فریم کے
ساتھ ہی دیوار میں موجود تھا۔ سوراخ اتنا چھوٹا تھا کہ عمران کی چھوٹی انگلی کی
صرف پہلی پور ہی اس کے اندر جا سکی۔
عمران نے تیزی سے اپنا بوٹ اتارا اور پھر اس کی ایڑی کو مخصوص
انداز میں فرش پر مارا۔ دوسرے لمحے جوتے کی ایڑی خود بخود علیحدہ ہوتی چلی
گئی اور عمران نے ایڑی والی جگہ پر جوتے سے چمٹی ہوئیں تانبے کی کئی چھوٹی
چھوٹی پتیوں میں سے ایک پتی کو ناخن سے اکھیڑا اور پھر پتی کو احتیاط سے
ایک طرف فرش پر رکھ کر اس نے ایڑی کو اٹھا کر دوبارہ مخصوص انداز
میں جوتے میں فٹ کر دیا اور جوتا دوبارہ پہن لیا۔ اب اس نے اس چھوٹی
سی پتی کو اٹھا لیا۔ یہ پتی آدھا انچ چوڑی ایک انچ لمبی تھی اور بالکل چپٹی تھی
عمران نے پتی کا ایک سرا اس سوراخ میں ڈالا اور جب آدھی پتی سوراخ میں
داخل ہو گئی تو اس نے باقی آدھی پتی کو جھٹکا دے کر اوپر کی طرف موڑ دیا۔
اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"سب لوگ دیواروں سے سمٹ جاؤ ـــــ ابھی یہ دروازہ اکھڑ جائے
گا ـــــ پھر جس حد تک ممکن ہو سکے کمرے سے نکل کر ہتھیاروں پر قبضہ
کرنے کی کوشش کرنا" ـــــ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا مگر
ابھی اس کا فقرہ پوری طرح مکمل نہ ہوا تھا کہ ایک زوردار دھماکے میں اس
کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔
یہ دھماکہ دروازے پر ہوا تھا اور پھر دھماکے کے ساتھ ہی کمرہ گرد و غبار
میں ڈوبتا چلا گیا۔
چند لمحوں بعد جب گرد و غبار ہٹا تو پورا دروازہ ہی غائب ہو چکا تھا اور

دروازے کے قریب ہی اینٹوں کے ڈھیر اور لوہے کے ٹکڑے بکھرے
پڑے تھے اور دروازے کی دوسری طرف موجود گیلری صاف نظر آ رہی
تھی۔ اور پھر سب سے پہلے عمران اٹھ کر دروازہ کی طرف بھاگا اور پھر اس
کے پیچھے باقی لوگ بھی بھاگتے چلے گئے۔

راہداری میں دوڑتے ہوئے وہ اس چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے
جس کا دروازہ راہداری میں کھلتا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے
کمرہ خود بخود کسی لفٹ کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اور عمران نے ہونٹوں پر انگلی
رکھ کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب کمرے کی دیواروں سے
چمٹ کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ وہ عمران کا اشارہ سمجھ گئے تھے کہ یہ لفٹ اوپر
سے کسی نے منگوائی ہے۔ ظاہر ہے کوئی اس دھماکے کی وجہ جاننے کے
لئے نیچے آنا چاہتا ہو گا۔

ایک لمحے بعد لفٹ خود بخود رک گئی اور پھر اس کا دروازہ کھل گیا اور
دو نقاب پوش بڑے مطمئن انداز میں اندر داخل ہوئے۔ وہ دونوں برین گنوں
سے مسلح تھے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، عمران اور صفدر بیک وقت ان دونوں
پر ٹوٹ پڑے اور ایک لمحے میں وہ دونوں ان کے بازوؤں کے شکنجے میں کسے
گئے۔ عمران نے نقاب پوش کی گردن کے گرد حمائل بازو کو ایک زبردست
جھٹکا دیا اور ہلکی سی چیخ کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کا چہرہ ایک لمحے کے لئے
بگڑتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور عمران نے
دھکا دے کر اسے نیچے پھینک دیا۔

صفدر البتہ دوسرے کو بازوؤں میں کسے کھڑا تھا۔ اس کا بازو اتنی مضبوطی

سے اس آدمی کی گردن میں کسا ہوا تھا کہ اس آدمی کی آواز نکلتی تو ایک طرف
وہ سانس بھی بڑی مشکل سے لے رہا تھا۔

"مار کر پھینک دو اسے" ـــــ عمران نے انتہائی سفاک لہجے میں صفدر
سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر پہلے آدمی کے کندھے سے لٹکی ہوئی برین گن سنبھال
کر وہ کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔

یہ گیلری باہر برآمدے تک چلی گئی تھی۔ گیلری میں تو کوئی شخص موجود نہ
تھا البتہ برآمدے میں مسلح افراد کے چلنے پھرنے کی آوازیں آ رہی تھیں عمران
اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران دیوار کے ساتھ لگے لگے برآمدے کی
طرف بڑھنے لگے۔ صفدر بھی ان کے ساتھ آ ملا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی
برین گن تھی۔

وہ سب بڑی آہستگی سے قدم بڑھا رہے تھے کہ اچانک صفدر تیزی سے
مڑا۔ اسے اپنے پیچھے آہٹ کا احساس ہوا تھا اور پھر دوسرے لمحے عمران سمیت
تمام ممبران بری طرح اچھل پڑے جب صفدر کی برین گن سے نکلنے والی گولیوں
کی آواز سے گیلری گونج اٹھی۔ صفدر نے ایک دروازے کی آڑ سے نکلنے والے
دو افراد کو گولی ماردی تھی جو برین گنیں اٹھائے ان پر فائر کھولنے ہی والے
تھے۔ اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی برین گن کا ٹریگر دبا دیا
اور دو افراد گیلری کے سامنے کے رخ میں اس کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔
وہ شاید اس اچانک فائرنگ کا پتہ کرنے گیلری کے دروازے پر نمودار ہوئے
تھے۔

اب صورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی تھی۔ صفدر اور عمران کے علاوہ
باقی سب نہتے تھے اور کھلی جگہ پر تھے۔ جبکہ بلڈنگ میں نجانے کتنے مسلح افراد

موجود تھے۔ گیلری میں مختلف کمروں کے دروازے تھے۔

"ان کمروں میں گھس جاؤ ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر جولیا سمیت سب افراد تیزی سے کمروں کے دروازوں پر زور آزمائی میں مصروف ہو گئے۔

جوزف کی ایک ہی ٹکر نے ایک دروازے کے پٹ یوں کھول دیئے جیسے اس نے بند ہونے کا صرف تکلف ہی کر رکھا ہو۔ دوسرا دروازہ کیپٹن نے کھول لیا اور پھر عمران اور صفدر کے علاوہ باقی سب افراد ان کمروں میں غائب ہو گئے عمران گیلری کی دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا مسلسل فائرنگ کر رہا تھا لیکن اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی مسلسل اس صورت حال سے بچ نکلنے کی تدابیر کرنے میں مصروف تھی۔ کیونکہ میگزین کسی وقت بھی ختم ہو سکتا تھا اور اس کے بعد وہ بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح مار ڈالے جاتے۔

فائرنگ کے ساتھ ساتھ وہ دونوں تیزی سے گیلری کے کناروں کی طرف کھسکتے جا رہے تھے۔ صفدر اب مقابل کی دیوار کے ساتھ چمٹا ہوا چل رہا تھا وہ بیک وقت دونوں اطراف میں نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ گیلری کے کنارے پر پہنچ کر عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں آنکھیں جھپکا کر آئی کوڈ میں اسے وہیں رک کر فائرنگ کرنے کا پیغام دیا اور جیسے ہی صفدر نے سر ہلا کر اس کی تجویز سے اتفاق کیا۔ عمران نے فائرنگ روکی اور پھر توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح وہ بھاگتا ہوا برآمدے کے ستون کی آڑ میں جا کھڑا ہوا۔ جب کہ اس دوران صفدر نے مسلسل فائرنگ جاری رکھی۔

عمران جیسے ہی ستون کی آڑ میں پہنچا ستون پر گولیوں کی بارش ہو گئی مگر عمران صرف ایک لمحے پہلے ستون کی آڑ میں پہنچ چکا تھا اب عمران نے

برآمدے میں موجود مسلح افراد کا جائزہ لے لیا تھا۔

برآمدے میں اس وقت پانچ مسلح افراد موجود تھے اور پھر عمران کی برین گن نے مسلسل قہقہے برسانے شروع کر دیئے۔

عمران پر بھی گولیوں کی بارش ہوئی۔ مگر عمران ایسے اینگل پر تھا کہ دونوں اطراف میں سے کسی طرف کی گولی بھی اس کے جسم کو نہ چھو سکتی تھی اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے اندر عمران نے برآمدے میں موجود پانچوں افراد کو لاشوں میں تبدیل کر دیا۔

"صفدر! ـــــ باہر آجاؤ ـــــ اور دوسرے لوگوں کو بھی بلا لو" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر برآمدے میں آنے سے پہلے کمروں میں گھسا اور پھر صفدر کے ساتھ باقی سب افراد بھی برآمدے میں آ گئے۔

کیپٹن شکیل اور صدیقی نے ان دو افراد کی برین گنیں اٹھائی تھیں جنہیں گیلری کے پشتی حصے پر گولی ماری تھی اور باقی برین گنیں باقی افراد نے سنبھال لیں۔ اب وہ سب مسلح ہو چکے تھے۔

"میرے خیال میں ان لوگوں کے علاوہ عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوائے صفدر اور تنویر کے باقی سب لوگ باہر نکل کر عمارت کی نگرانی کرو صفدر اور تنویر عمارت کے کمروں کی اچھی طرح تلاشی لیں گے ـــــ کوئی بھی کام کی چیز مل جائے تو اسے اٹھا لینا ـــــ میں یہاں اندر آنے والوں کی خبر لوں گا ـــــ اور باہر سے نگرانی کرنے والے جیسے ہی کسی کو آتے محسوس کریں ـــــ وہ کار کے ہارنوں کے پہنچنے کا مخصوص کوڈ دیں گے ـــــ تاکہ

ہم لوگ ہوشیار ہو جائیں" ــــــ عمران نے سب کو باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور سب ممبروں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے اور پھر صفدر اور تنویر کے علاوہ باقی تمام ممبران جن میں جوزف بھی شامل تھا تیزی سے عمارت سے باہر کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

عمران نے ایک دیوار کے ساتھ موجود قدِ آدم باڑ کو چھپنے کے لئے منتخب کیا اور پھر وہ برین گن لئے اس باڑ کے پیچھے بیٹھ گیا ــــ جبکہ صفدر اور تنویر عمارت کے اندر واپس گھستے چلے گئے۔

مادام باتھ روم سے نکل کر جیسے ہی اپنے مخصوص کمرے میں پہنچی۔ اُسے کمرے میں بلی کی مخصوص میاؤں میاؤں کی آواز سنائی دی اور مادام انتہائی تیزی سے دوڑتی ہوئی اس الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی جس میں سے بلی کی آواز ابھر رہی تھی اس نے الماری کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں اوپر نیچے کیا تو الماری کے پٹ سکرین کی طرح روشن ہو گئے اور گہرے سیاہ رنگ کی بلی کا ہیولہ اس پر ابھر آیا جس کی تیز سرخ آنکھیں مادام کو گھور رہی تھیں۔

" مادام سپیکنگ میڈم " ــــــ مادام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میڈم کیٹ فرام دس اینڈ ــــ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے " ــــــ میڈم کیٹ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" یس میڈم ــــ آپ کو ملنے والی اطلاع درست ہے ــــ پورا پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے " ــــــ مادام نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس اطلاع کی تصدیق کرتے وقت اس کا رواں رواں

کانپ رہا تھا۔ مگر ظاہر ہے اطلاع کی تصدیق تو اُسے کرنی ہی تھی۔

" کیا کہہ رہی ہو مادام ـــــ ؟ کیا میں نے ہیڈ کوارٹر تمہارے حوالے اسی لئے کیا تھا کہ تم ہر چیز تباہ کروا کر رکھ دو" ـــــ ؟ میڈم کیٹ اس بُری طرح چیخی کہ مادام جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اُسے کسی نے کوڑا مار دیا ہو۔

" مم ـــ میڈم! ـــ وہ سُپر پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس نے کباڑا کر دیا ہے ـــــ ہم سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وہ ایم۔ ایم تھراپی کو بھی ڈاج دینے میں کامیاب ہو جائیں گی ـــــ وہ تینوں خود تو مرگئی ہیں ـــــ لیکن انہوں نے ہمیں بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے" ـــــ مادام نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ایم۔ ایم تھراپی کو کون ڈاج دے سکتا ہے ـــــ ؟ ایسا ناممکن ہے"۔ تفصیل بتاؤ" ـــــ میڈم نے چیختے ہوئے پوچھا۔ اور مادام نے نمبر ٹو سے ملی ہوئی رپورٹ حرف بحرف دوہرا دی۔

" ہوں! ـــ اس کا مطلب ہے کہ یہ سیکرٹ ایجنٹس واقعی انتہائی خوفناک اور حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک تھیں ـــــ ورنہ ایسا ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ـــــ چلو وہ تینوں تو ختم ہو گئیں ـــــ مگر ان کی جینئس ٹیم کا کیا ہوا ـــــ ؟ کہیں وہ مین ہیڈ کوارٹر ہی نہ تباہ کر دیں" ـــــ اس بار میڈم کے لہجے میں جھلاہٹ اور غصے کے اثرات قدرے کم تھے۔

" میڈم! ـــ میں چند لمحے پہلے ان تینوں کا خاتمہ کر کے آرہی ہوں" مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بلیو رُوم میں ہونے والی تمام کارروائی تفصیل سے سنا دی۔

" ویری گڈ! ـــ یہ ایک اچھا کام ہوا ہے ـــــ اب ہمارے مقابلے میں پرنس آف ڈھمپ کی ٹیم باقی رہ گئی ہے ـــــ تم نے بتایا تھا کہ وہ بھی گرفتار ہو چکے ہیں" ـــــ میڈم نے اس بار کافی نرم لہجے میں کہا۔

" یس میڈم! ـــــ میری نمبر ٹو سے بلیو روم جانے سے پہلے بات ہوئی تھی ـــ وہ سب سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں ـــ اور میرا خیال ہے کہ اب انہیں بھی بلیو روم میں منگوا کر ان کا خاتمہ کر دوں" ـــ مادام نے جواب دیا۔

" نہیں! ـ وہ لوگ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں ـــ انہیں یہاں مت بلواؤ ـ بلکہ تم خود سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر چلی جاؤ اور اپنے سامنے ان لوگوں کی بوٹیاں اڑا دو ـــ اور سنو! ـــ میں کل ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں ـــ میرے آنے تک ان کی لاشیں محفوظ رکھنا ـــ میں خود ان کی موت کی تسلی کرنا چاہتی ہوں ـــ اور ان سُپر پاورز سیکرٹ ایجنٹس کی لاشیں بھی ابھی مت پھینکوانا ـــ میں خود چیک کروں گی"۔ میڈم نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے میڈم! ـ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی" ـــ مادام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوور اینڈ آل ـــ میڈم نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی الماری کی سکرین تاریک ہو گئی۔

مادام نے ہینڈل کو دوبارہ ایڈجسٹ کیا اور پھر مڑ کر وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

" یس مادام! ـــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیوروم سے غیر ملکی ایجنٹوں کی تین لاشیں اٹھا کر کولڈ روم میں ڈلوا دو۔ اور باقی اپنے آدمیوں کی دس لاشیں دریا میں پھینکوا دو" ۔۔۔۔ مادام نے ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر مادام" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام نے کریڈل پر انگلی سے دباؤ ڈال کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نمبر نائن سپیکنگ" ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"مادام سپیکنگ ۔۔۔ کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ ؟ مادام نے پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ اور اس کا حبشی باڈی گارڈ اغوا ہو کر یہاں پہنچ گئے ہیں" ۔۔۔۔ نمبر نائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں کہاں رکھا ہے تم نے" ۔۔۔ ؟ مادام نے پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔ وہ تہہ خانوں میں بنے ہوئے سٹرانگ روم میں بیہوش پڑے ہوئے ہیں ۔۔۔ میں نے بیہوش کرنے والی گیس وہاں چھوڑ کر انہیں بیہوش کر دیا تھا ۔۔۔۔ وہ کم از کم دو گھنٹے مزید ہوش میں نہ آ سکیں گے۔ پرنس آف ڈھمپ اور حبشی باڈی گارڈ کو سیکشن کے آدمیوں نے ہوٹل کے سپیشل روم میں ہی بیہوش کر دیا تھا ۔۔۔۔ وہ بیہوشی کے عالم میں ہی یہاں لائے گئے ہیں" ۔۔۔۔ نمبر نائن نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اس وقت تمہارے ہیڈ کوارٹر میں کتنے آدمی ہیں" ۔۔۔۔ ؟ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"میرے علاوہ آٹھ مسلح افراد موجود ہیں ۔۔۔ بیہوش آدمیوں کو تو ہیڈ کوارٹر

پہنچانے کے لئے دو آدمی ہی کافی ہیں" ۔۔۔۔ نمبر نائن نے جواب دیا وہ سمجھا تھا کہ شاید مادام اس لئے آدمیوں کی تعداد پوچھ رہی ہے کہ آسانی سے ان بیہوش افراد کو ہیڈ کوارٹر پہنچایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

"نہیں! ۔۔۔ انہیں ہیڈ کوارٹر لے آنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ میں خود وہیں آ رہی ہوں" ۔۔۔۔ مادام نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ میں گیٹ پر آپ کی آمد کے متعلق ہدایات دے دیتا ہوں ۔۔۔ گیٹ آپ کو کھلا ملے گا" ۔۔۔ نمبر نائن نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ مادام خود سیکنڈ ہیڈ کوارٹر میں آ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے! ۔۔۔ میں تھوڑی دیر میں پہنچ جاؤں گی" ۔۔۔۔ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام! ۔۔۔ ارے یہ دھماکہ ۔۔۔۔" دوسری طرف سے نمبر نائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاید نمبر نائن نے رسیور رکھ دیا تھا۔

"یہ کیسا دھماکہ تھا ۔۔۔ ؟ جس سے نمبر نائن بوکھلا گیا ہے ۔۔۔ بہرحال میں خود جا کر معلوم کرتی ہوں ۔۔۔ شاید کسی نے نکلنے کی کوشش کی ہو گی اور نمبر نائن کے آدمیوں نے اسے اڑا دیا ہو گا" ۔۔۔۔ مادام نے دل ہی دل میں سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی غسل خانے کی طرف بڑھتی چلی گئی تاکہ لباس تبدیل کر کے سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر جا سکے۔

عمران کو جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک عمارت کے باہر سے یوں آواز سنائی دی جیسے کسی تیز رفتار کار کے ٹائر یکدم بریک لگ جانے کی وجہ سے چیخ اٹھے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ایک کار کی ہیڈ لائٹس تیزی سے مڑیں اور پھر وہ کھلے ہوئے پھاٹک سے اندر داخل ہوگئیں۔ پھاٹک اتفاق سے سیکرٹ سروس کے عمران نے جاتے ہوئے بند نہ کیا تھا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سیدھی پورچ میں آئی اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی تیزی سے باہر نکل آئی۔ اس نے بدن پر انتہائی چست لباس پہنا ہوا تھا۔ لڑکی بے حد خوبصورت اور تیز طرار معلوم ہو رہی تھی۔ پورچ میں لگے ہوئے بلبوں کی روشنی میں اس کے چہرے پر انتہائی سختی کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وہ حیرت بھری نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کی نظریں برآمدے میں پڑی ہوئی پانچ لاشوں پر پڑیں اور وہ یوں اچھلی جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔ اور اسی لمحے عمران کو بھی احساس ہوا کہ برآمدے میں لاشیں چھوڑ کر اس سے

بہت بڑی حماقت ہوئی ہے۔ وہ انتہائی تیزی سے باڑ کے پیچھے سے نکلا اور پھر اس نے اِدھر اُدھر دیکھنے کی بجائے اندھا دھند انداز میں پھاٹک کی طرف دوڑ لگا دی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ لڑکی لاشوں کو دیکھ کر انتہائی تیزی سے کار میں بیٹھ کر عمارت سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گی۔ اور اس کا اندازہ بالکل درست ثابت ہوا جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا اُسے اپنے پیچھے کار کی تیز لائٹس آتی محسوس ہوئیں عمران نے بڑی پھرتی سے پھاٹک کا ایک دروازہ بند کیا اور پھر وہ دوسرے دروازے کی طرف بھاگا۔ اسی لمحے کار اس کے انتہائی قریب پہنچ گئی۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ عمران نے پوری قوت سے پھاٹک کے در کو دھکیل دیا اور پھر کار کے اگلے حصے کے پھاٹک تک پہنچنے سے ایک لمحہ پہلے پھاٹک کا دوسرا در بند ہوگیا۔ کار کے ٹائروں کے چیخنے کی آواز سنائی دی مگر کار ایک تو خاصی رفتار سے آ رہی تھی دوسرا وہ پھاٹک کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی اس لئے بریک لگنے کے باوجود کار ایک زبردست دھماکے سے پھاٹک سے ٹکرا گئی اور پھاٹک سے ٹکرا کر جیسے ہی وہ پیچھے ہٹی، کار کا دروازہ کھلا اور اس لڑکی نے باہر چھلانگ لگا دی۔

"خبردار! ــــ اگر کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گا" ــــ عمران نے جو اسی انتظار میں کھڑا تھا انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور لڑکی یوں رک گئی جیسے چابی بھرے کھلونے کی چابی ختم ہوگئی ہو۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ گھومتی چلی گئی۔

"کون ہو تم ــــ؟ اور یہاں کیا کر رہے ہو" ــــ؟ لڑکی نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ تو تم بتاؤ گی جانِ من کہ تم کون ہو" ــــ۔ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مم ___ میرا نام گارشیا ہے ___ اور میں جیری سے ملنے آئی تھی ___ مگر برآمدے میں لاشیں پڑی ہیں" ___ لڑکی نے اس بار قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے کی درشتگی یکدم نرمی میں بدل گئی تھی۔

اسی لمحے عمران نے صفدر اور تنویر کو بھی برآمدے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید کار کے پھاٹک سے ٹکرا جانے کی آواز سن کر باہر آئے تھے۔ لڑکی کی چونکہ ان دونوں کی طرف پشت تھی اس لئے وہ انہیں آتے نہ دیکھ سکی تھی۔

"واہ ___ واہ ___ گارشیا ___ کتنا خوبصورت نام ہے۔ ___ اور جتنا تمہارا نام خوبصورت ہے ___ اتنی ہی بھدی اداکاری بھی کر رہی ہو" ___ عمران نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مم ___ مم ___ مجھ پر یقین کرو" ___ لڑکی نے پہلے سے زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑتی چلی گئی۔

مگر دوسرے لمحے عمران کے دونوں ہاتھوں کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور نہ صرف برین گن اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی بلکہ وہ اپنی ہی جھونک میں تین چار قدم آگے دوڑتا چلا گیا۔

لڑکی نے دراصل بجلی کی سی تیزی سے عمران کے ہاتھوں سے برین گن جھپٹ لی تھی۔ اور پھر جیسے ہی عمران رک کر سیدھا ہوا۔ لڑکی نے برین گن سیدھی کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ عمران کے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہ تھا۔

ادھر صفدر اور تنویر کے ہاتھوں میں برین گنیں تھیں مگر وہ بھی لڑکی کی بے پناہ پھرتی کے سامنے ششدر رہ گئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اس پوزیشن میں فائر بھی نہ کر سکتے تھے کیونکہ عمران درمیان میں تھا اور لڑکی تک گولیاں پہنچنے سے پہلے عمران کے جسم میں سوراخ ہو جانے یقینی تھے۔

لڑکی نے جیسے ہی ٹریگر دبایا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے فضا میں چھلانگ لگا کر گولیوں سے بچنے کی کوشش کی مگر گولیوں سے بچنے کی نوبت ہی نہ آئی کیونکہ ٹریگر دبنے کے بعد گولیاں چلنے کی آواز آنے کی بجائے ٹرچ کی آواز ہی سنائی دی تھی۔ عمران کی برین گن میں میگزین پہلے ہی ختم ہو چکا تھا اور اس کے متعلق عمران کو بھی علم نہ تھا کہ وہ جو برین گن اٹھائے ہوئے ہے وہ سوائے لاٹھی کے اور کسی کام نہ آ سکتی تھی۔

جیسے ہی لڑکی کو احساس ہوا کہ برین گن بیکار ہے اس نے برین گن پوری قوت سے عمران کی طرف اچھالی اور دوسرے لمحے کسی چھلاوے کی طرح اچھل کر قریب کھڑی کار پر جا گری اور پلک جھپکنے میں وہ کار کی چھت سے پھسل کر دوسری طرف جا پڑی۔

صفدر اور تنویر تیزی سے لڑکی کی طرف بھاگے۔ کار کی دوسری طرف ہونے کی وجہ سے وہ اس پر فائرنگ نہ کر سکتے تھے۔

ادھر عمران تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ لڑکی کار کی آڑ میں سے باہر نکل جانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ مگر لان میں موجود گھپ اندھیرے کی وجہ سے لڑکی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اور صفدر اور تنویر دونوں کار کی دوسری طرف سے ہو کر عمران کے قریب پہنچ گئے۔ مگر لڑکی تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

"وہ لان میں کہیں چھپ گئی ہے ___ اسے ڈھونڈو" ___ عمران نے چیخ کر کہا اور صفدر اور تنویر دونوں تیزی سے لان کے اس طرف دوڑے جدھر قد آدم باڑ تھی۔

عمارت کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ عمران کو یقین تھا کہ لڑکی انہیں پھلانگ

کر باہر نہیں جا سکتی تھی اس لئے وہ اطمینان سے ہاتھ میں خالی برین گن پکڑے پھاٹک کے پاس کھڑا رہ گیا۔ اسے سب سے زیادہ خطرہ لڑکی کے پھاٹک کی طرف سے نکل جانے کا تھا۔ اسی لئے وہ خود اس جگہ سے نہ ہٹا۔

چند لمحوں بعد اچانک عمران کو تنویر کی کراہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تنویر کے گرنے کی آواز سنائی دی اور پھر فضا برین گن کے قہقہوں سے گونج اٹھی مگر ان قہقہوں میں کوئی انسانی چیخ شامل نہ تھی۔

چند لمحے تک فضا پر بھیانک سکوت طاری رہا اور پھر اچانک فضا میں ایک دردناک نسوانی چیخ سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی عورت انتہائی تکلیف دہ انداز میں چیخی تھی۔ اور یہ آواز سن کر عمران انتہائی پھرتی سے اس طرف بھاگتا چلا گیا جدھر سے اسے یہ آواز سنائی دی تھی کیونکہ آواز بتا رہی تھی کہ اس لڑکی کو چھاپ لیا گیا ہے۔

آواز چونکہ لان کے شمالی کونے کی طرف سے آئی تھی اس لئے عمران تیزی سے ادھر بھاگتا چلا گیا۔ مگر ابھی وہ شمالی کونے تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اسے پھاٹک کے کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں خفت اور ندامت سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس نے لڑکی کو پھاٹک کھول کر باہر جاتے اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔

اسی لمحے صفدر اور تنویر بھی بھاگتے ہوئے عمران کے قریب پہنچ گئے

"وہ نکل گئی" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر پھاٹک کی طرف بھاگنے لگا۔

پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا، کھلے ہوئے پھاٹک سے لڑکی جیسے اڑتی ہوئی واپس آئی اور عمران کے قدموں میں آگری۔ پھاٹک پر جوزف کی

شکل دکھائی دی تھی۔

"مسی چوروں کی طرح نکلی جا رہی تھی باس" ۔۔۔۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"کھڑی ہو جاؤ لڑکی! ۔۔۔۔ اس وقت تم دو برین گنوں کے نشانے پر ہو" ۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور لڑکی خاموشی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بہت خوب! ۔۔۔ لطف آ گیا" ۔۔۔۔ عمران نے اس کی پھرتی کی داد دیتے ہوئے کہا۔

لڑکی خاموش کھڑی بڑی معصومیت سے پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"تم کراہ کر گرے کیسے تھے" ۔۔۔۔ عمران نے تنویر سے پوچھا۔

"میرا پیر ایک جھاڑی میں اچانک اٹک گیا اور میں گر گیا ۔۔۔ مجھے گرتا دیکھ کر صفدر نے فائرنگ کر دی" ۔۔۔۔ تنویر نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اور تمہاری چیخ تو میں نے شمالی کونے میں سنی تھی ۔۔۔ پھر تم اتنی جلدی پھاٹک تک کیسے پہنچ گئیں" ۔۔۔۔ عمران نے اس بار لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں کار کے نیچے چھپ گئی تھی ۔۔۔ اور مجھے اس طرح چیخنے کی پوری ٹریننگ ہے کہ آواز دور سے آتی سنائی دے" ۔۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اتنے مطمئن انداز میں بات کر رہی تھی جیسے دشمنوں کی بجائے دوستوں کی محفل میں کھڑی ہو۔

"تنویر! ۔۔۔ اسے اندر لے چلو ۔۔۔ میں اس فن میں اس کا شاگرد بننا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ آج میری ایک بات مان لیں" ۔۔۔۔ تنویر نے

اچانک کہا۔

"کیا"۔۔۔۔۔؟ عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آج مجھے اس کا شاگرد بننے دیں۔۔۔۔۔ میں اس کی ساری اُستادی اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔ تنویر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے بس کا روگ نہیں تنویر"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم لوگ میرے متعلق اس طرح باتیں کر رہے ہو۔۔۔ جیسے میں کوئی انسان کی بجائے پلاسٹک کی گڑیا ہوں۔۔۔۔۔ یہ نامرد بھلا میرا مقابلہ کیا کر سکے گا جو ایک جھاڑی سے اٹک کر کراہنے پر مجبور ہو گیا تھا"۔۔۔۔۔ لڑکی نے چیلنج کے سے انداز میں تنویر کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

اور تنویر کی کھوپڑی لڑکی کی بات سنتے ہی بھک سے اڑ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اور عمران مداخلت کرتے، تنویر نے پوری قوت سے ایک بازو گھما دیا۔ وہ شاید لڑکی کو تھپڑ مارنا چاہتا تھا اور شاید لڑکی کا داؤ بھی یہی تھا کہ تنویر کو اشتعال میں لا کر حرکت میں لے آئے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

تنویر کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما تھا لیکن اس سے پہلے کہ تنویر کا تھپڑ لڑکی کے گال پر پڑتا، لڑکی نے انتہائی پھرتی سے اس کا ہاتھ تھاما اور پھر ایک جھٹکے سے تنویر کسی لٹو کی طرح گھومتا چلا گیا اور پھر جب تنویر سیدھا ہوا تو لڑکی تنویر کی پشت سے اس طرح چمٹی ہوئی تھی جیسے امر بیل کسی درخت سے چمٹ جاتی ہے۔

صفدر نے تیزی سے گھوم کر لڑکی کی پشت پر برین گن کا بٹ مارنا چاہا مگر

لڑکی نے اسی لمحے پوری قوت سے تنویر جیسے لحیم شحیم آدمی کو صفدر پر دھکیل دیا اور تنویر اور صفدر دونوں ٹکرا کر نیچے جا گرے اور لڑکی نے اچھل کر ایک بار پھر پھاٹک کی طرف چھلانگ لگا دی۔ مگر عمران پہلے سے ہی شاید ایسے موقع کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے ٹانگ آگے بڑھا دی اور لڑکی منہ کے بل فرش پر جا گری۔

اسی لمحے قریب کھڑے جوزف نے بڑی پھرتی سے لڑکی کی گردن پکڑی اور پھر اسے یوں اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا جیسے وہ گوشت پوست کی لڑکی کی بجائے کوئی مُردہ چھپکلی ہو۔

"مسی!۔۔۔ باس کی اجازت کے بغیر تم باہر نہیں جا سکتی"۔۔۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے لڑکی کے دونوں ہاتھ فضا میں ایک لمحے کے لئے پھیلے اور پھر جوزف کے منہ سے نہ صرف کراہ نکل گئی بلکہ اس نے بے اختیار لڑکی کے گلے سے ہاتھ ہٹا لئے۔ لڑکی کی کھڑی ہتھیلیاں پوری قوت سے جوزف کی دونوں اطراف کی پسلیوں پر پڑی تھیں۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گا"۔۔۔۔۔ تنویر کی دھاڑ سنائی دی۔

مگر اس سے پہلے کہ تنویر لڑکی تک پہنچتا۔ عمران کا ہاتھ فضا میں گھوما اور ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے لان گونج اٹھا۔ لڑکی کسی گیند کی طرح اچھل کر پھاٹک سے ٹکرائی اور پھر نیچے گر پڑی۔ عمران نے شاید تھپڑ مارنے میں پوری قوت استعمال کر دی تھی کیونکہ اس بار لڑکی زمین پر گر کر نہ اٹھ سکی اور اس کے ہاتھ پیر پھیلتے چلے گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

"جوزف!۔۔۔ اسے اٹھا کر اندر لے آؤ۔۔۔ یا تو یہ خود میڈم کیٹ ہے

یا پھر اس تنظیم کا اہم ترین مہرہ ہے" ۔۔۔ عمران نے جوزف سے مخاطب
ہو کر کہا اور جوزف نے آگے بڑھ کر بیہوش لڑکی کو اٹھا کر کندھے پر لاد لیا۔

"بڑی پھرتیلی لڑکی ہے ۔ خدا کی پناہ! ۔۔ بجلی ہے بجلی" ۔۔ صفدر
نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔ بڑی بڑی تیز طرار لڑکیاں میں نے دیکھی ہیں ۔۔ مگر یہ تو چھلاوہ
ہے" ۔۔۔ عمران نے کھلے دل سے لڑکی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ تنویر
برا سا منہ بنا کر خاموش رہا۔ شائد لڑکی کے ہاتھوں ڈاج کھا کر وہ سب کے سامنے
چور سا بن گیا تھا۔

جوزف ۔ لڑکی کو اٹھا کر عمران کے اشارے پر عمارت کے ایک کمرے میں
لے آیا۔

"اسے کرسی پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دو" ۔۔۔ عمران نے جوزف سے کہا
اور اسی لمحے صفدر کی نگاہ ایک الماری پر پڑ چکی تھی جس کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا
اور اس میں پڑا ہوا رسی کا گچھا صاف نظر آرہا تھا۔ جب تک جوزف نے بیہوش
لڑکی کو کرسی پر لٹایا۔ صفدر نے الماری سے رسی نکالی اور پھر اس نے لڑکی کو اس
رسی کی مدد سے اس طرح باندھا کہ اب لڑکی سوائے سر ہلانے کے جسم کے کسی اور
حصے کو حرکت نہ دے سکتی تھی۔ لڑکی کا ایک گال عمران کا تھپڑ کھا کر پھٹ گیا تھا
اور اس کی دونوں باچھوں سے خون رس رہا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا
اور صفدر نے لڑکی کو ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

چھوٹے سے کمرے میں ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے چار قوی ہیکل
نوجوان تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ ان کے پیروں میں ٹامی گنیں پڑی ہوئی تھیں
ان سب نے اپنے گلوں میں سرخ رنگ کے بڑے بڑے رومال باندھے ہوتے
تھے جن پر سیاہ رنگ کی بلی کی تصویریں جگہ جگہ بنی ہوئی تھیں۔ یہ میڈم کیٹ کی
تنظیم کے ایک سیکشن مرڈر سیکشن سے تعلق رکھتے تھے اور یہی رومال انکی مخصوص
نشانی تھی۔ اس سیکشن سے تعلق رکھنے والا ہر شخص شہزادوں کی طرح زندگی گزارتا
تھا۔ اس پورے سیکشن میں ہیڈ کوارٹر میں ڈیوٹی دیتے والے دس ممبر تھے جن میں
سے چار افراد کی ڈیوٹی مستقل مین ہیڈ کوارٹر کے اندر اور باقی چھ افراد کی ڈیوٹی
شہر میں تھی۔

مرڈر سیکشن کا ہر ممبر بہترین نشانہ باز ۔۔۔ اعلی درجے کا لڑاکا ۔۔۔
سفاک فطرت ۔۔۔ اور انتہائی چست و چالاک تھا۔ جب بھی مادام کو کسی آدمی کو
قتل کرانے کی ضرورت پیش آتی۔ وہ مرڈر سیکشن کے انچارج جے۔ ایم۔ ون کہلاتا تھا

اس کا نام و پتہ بھیج دیتی اور پھر وہ آدمی چاہے کتنی بڑی شخصیت کا مالک کیوں
نہ ہوتا ۔ چاہے وہ سات حفاظتی حصاروں کے اندر ہی کیوں نہ رہتا ہو ۔ مرڈر
سیکشن کے آدمی اسے ہر قیمت پر قتل کر دیتے تھے ۔ پورے شہر میں ان لوگوں کی
اتنی دہشت تھی کہ کسی کے گلے میں بلی کی تصویروں والا سرخ رومال نظر آجاتا تو
لوگ اس سے اس طرح خوف کھاتے جیسے انہوں نے مجسم موت کو اپنے
سامنے دیکھ لیا ہو ۔

ان کے کمرے کے ساتھ ہی مرڈر سیکشن کے انچارج ایم ون کا دفتر تھا ۔
یہ ادھیڑ عمر کا شخص تھا مگر قاتلانہ حملوں کے منصوبے بنانے میں اس کا دماغ اتنا
زرخیز تھا کہ آج تک اس کا بنایا ہوا منصوبہ کبھی ناکام نہ ہوا تھا ۔

اس وقت بھی ایم ون اپنے سامنے ایک فائل رکھے اس کے مطالعے میں
غرق تھا ۔ یہ فائل ایک شکار سے متعلق تھی جسے ابھی حال میں ہی اس سیکشن نے
موت کے گھاٹ اتارا تھا اور سیکشن کے قاتل نے قواعد کے مطابق اس قتل کی
تمام تفصیلات کوڈ ورڈز میں لکھ کر فائل سیکشن کو بھجوادی تھی تاکہ وہ ریکارڈ کے
طور پر سیکشن کی لائبریری میں محفوظ ہو سکے ۔

ایم ون فائل کے صفحے پلٹنے میں مصروف تھا کہ قریب پڑے ہوئے فون
کی گھنٹی بج اٹھی ۔ ایم ون نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور
اٹھا لیا ۔

" ایم ون سپیکنگ " ـــــ ایم ون نے کرخت آواز میں کہا ۔

" سیکرٹری ٹو مادام سپیکنگ " ـــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی
آواز ابھری ۔

" یس مس " ـــــ اس بار ایم ون کے لہجے میں نرمی کی آمیزش تھی ۔

" ایم ون ! ـــــ مادام سیکشن نائن کے ہیڈکوارٹر گئی ہیں تاکہ وہاں موجود
خطرناک ترین غیر ملکی جاسوسوں کو اپنے سامنے ٹھکانے لگا سکیں ـــــ انہیں
گئے ہوئے دس منٹ ہو چکے ہیں ـــــ میں نے انہیں وہاں ایک ضروری
پیغام پہنچانے کے لئے کال کی ہے ـــــ مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں
مل رہا ـــــ پھر میں نے ٹیلیفون کرنے کی کوشش کی ـــــ مگر کسی نے
رسیور نہیں اٹھایا ـــــ مجھے بے حد فکر ہو رہی ہے ـــــ پہلے تو ایسا
کبھی نہیں ہوا " ـــــ سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ! کیا مادام وہاں اکیلی گئی ہیں " ـــــ ؟ ایم ون نے پریشان
لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ! ـــ بالکل اکیلی گئی ہیں ـــ اسی لئے تو مجھے فکر لگ رہی ہے ۔
کیونکہ میڈم کیٹ نے مادام کو آگاہ کیا تھا کہ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ـــ ان
کا تعلق پاکیشیا سے ہے ـــ کوئی پرنس آف ڈھمپ علی عمران اور اس کے
ساتھی ہیں " ـــــ سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" علی عمران ! ـــ پاکیشیا سے ! ـــ کیا کہہ رہی ہیں آپ " ـــــ ؟
ایم ون نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ! ـــ میڈم کیٹ نے یہی نام لیا تھا ـــ کیوں کیا ہوا " ـــ ؟
سیکرٹری نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا ۔

" اوہ ! ـــ اگر واقعی یہ وہی آدمی ہے تو پھر ہر چیز ہو سکتی ہے ـــ میں
اسے اچھی طرح جانتا ہوں ـــ یہ دنیا کا چالاک ترین شخص ہے ـــ مگر یہ
لوگ سیکشن نائن کے ہتھے کیسے چڑھ گئے " ـــــ ؟ ایم ون نے پوچھا ۔

" اس کی تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے ـ ـ بہرحال میرا آپ کو فون

کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ مادام کا پتہ کریں ـــــ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہوں" ـــــ سیکرٹری نے جواب دیا۔

"او کے! ـــــ میں ابھی پتہ کرتا ہوں ـــــ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی" ـــــ ایم۔ ون نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ساتھ والے چھوٹے کمرے میں گھنٹی کی تیز آواز گونج اٹھی۔ اور مرڈر سیکشن کے چاروں ممبرز جو تاش کھیلنے میں منہمک تھے، بری طرح چونک پڑے۔ پھر انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے تاش کے پتے پھینکے اور جھک کر پیروں میں پڑی ہوئی ٹامی گنیں اٹھائیں اور بھاگتے ہوئے ایم۔ ون کے کمرے میں پہنچ گئے۔

"فوراً سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر پہنچو ـــــ مادام وہاں گئی ہے۔ اور وہاں سے کوئی رابطہ قائم نہیں ہو رہا ـــــ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہاں پاکیشیا کا خطرناک ترین جاسوس علی عمران اور اس کے ساتھی قید ہیں ـــــ جن کے خاتمے کے لئے مادام وہاں گئی ہے ـــــ رابطہ نہ ہونے سے مجھے شک پڑتا ہے کہ وہاں حالات بدل گئے ہوں گے ـــــ علی عمران اور اس کے ساتھی دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں ـــــ اس لئے تم وہاں جاؤ اور حالات دیکھو ـــــ جیسی بھی پوزیشن ہو ـــــ ویسے ہی اقدام کرنا" ـــــ ایم۔ ون نے انہیں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اگر غیر ملکی جاسوس وہاں موجود ہوں تو انہیں قتل کرنے کی اجازت تو ہے" ـــــ ایک نوجوان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"بالکل اجازت ہے ـــــ مادام بھی تو وہاں اسی مقصد کے لئے گئی

ہے" ـــــ ایم ون نے جواب دیا۔

"او کے باس! ـــــ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کتنے خطرناک جاسوس ہیں"۔ اسی نوجوان نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"سنو! ـــــ ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا اور مجھے وہاں کی صورت حال کی اطلاع دینا ـــــ ہو سکتا ہے کہ مجھے سیکشن کے اور ممبر بھی کال کرنے پڑیں" ـــــ ایم۔ ون نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں باس! ـــــ پچاس ساٹھ آدمیوں کے لئے تو ہم چار ہی کافی ہیں ـــــ اس سے زیادہ ہوئے تو پھر دیکھا جائے گا" ـــــ ایک نوجوان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑے اور کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے تیز تیز قدم پورچ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جہاں ان کی مخصوص سپورٹس کاریں موجود تھیں۔

"میرے خیال میں ایک ہی کار میں چلا جائے ـــــ خواہ مخواہ کی بھیڑ بھاڑ اچھی نہیں ہوتی" ـــــ ان میں سے ایک نے پارکنگ میں پہنچتے ہوئے کہا۔ اور باقیوں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ اور پھر وہ سب ایک ہی کار میں سوار ہو گئے اور کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر تیزی سے عمارت میں بنی ہوئی طویل سڑک پر دوڑتی ہوئی ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے مرڈر سیکشن کے لئے مخصوص گیٹ کراس کرتی ہوئی مین روڈ پر آ گئی۔

سیکشن نائن کا ہیڈ کوارٹر الگن روڈ پر تھا اس لئے وہ خاصی تیز رفتاری سے کار دوڑاتے ہوئے مختلف سڑکوں سے ہوتے ہوئے الگن روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ رات کے وقت چونکہ ان سڑکوں پر آنا زیادہ رش نہ تھا اس لئے ان کی کار بغیر کسی روک ٹوک کے انتہائی تیز رفتاری سے اپنی

منزلِ مقصود کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

انگن روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچتے ہی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کار ہیڈ کوارٹر سے کچھ فاصلے پر روک لینا ـــــ نجانے وہاں حالات کیا ہوں ـــــ ہم یوں ہی اگر اندھا دھند وہاں پہنچ گئے تو مصیبت میں پھنس جائیں گے" ـــــ اس کا لہجہ قدرے تحکمانہ تھا شاید وہ اس گروپ کا انچارج تھا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چند لمحوں بعد کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر ایک گھنے درخت کے نیچے اس نے کار روک دی اور وہ چاروں ٹامی گنیں سنبھالے نیچے اتر آئے۔ ہیڈ کوارٹر کی عمارت کچھ دُور ہی واقع تھی۔ وہ کار سے اتر کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

عمارت کا گیٹ بند تھا اور اندر کی روشنیاں جل رہی تھیں۔

"بظاہر تو حالات پُرسکون نظر آ رہے ہیں" ـــــ ایک نے کہا۔

"ہاں! ـــ ایسا ہے ـــــ نمبر الیون اور میں پہلے اندر جائیں گے ـــ تھرٹین اور ناین باہر رہیں گے ـــــ اگر ہم نے کلیرنس کا سگنل دے دیا تو پھر وہ اطمینان سے اندر آ جائیں ـــــ ورنہ ہم ریڈ سگنل دے دیں گے۔ اور پھر حالات کے مطابق اقدام کیا جاتے" ـــــ انچارج نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

چنانچہ انچارج اور ایک اور نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جب کہ باقی دو ہیڈ کوارٹر سے پہلے ہی اندھیرے کونوں میں سمٹتے چلے گئے۔

انچارج اور نمبر الیون بڑے محتاط انداز میں پھاٹک کی طرف بڑھے چلے

جا رہے تھے۔ ان کی سانپ کی سی آنکھیں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں مگر ہر طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سڑک پر اِکا دُکا کاریں گزر جاتی تھیں۔

پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے پاس پہنچے، اچانک کہیں قریب سے ہی انہیں کار کے زوردار بریکوں کی آواز سنائی دی اور وہ بُری طرح اچھل پڑے اور انہوں نے تیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ مگر قریب کہیں بھی کار نہیں رُکی تھی۔ پھر انہوں نے یہی سوچ کر کندھے ہلا دیئے کہ شاید کسی قریبی سڑک پر ایسا ہوا ہوگا۔

پھاٹک کے دونوں پٹ باقاعدہ طور پر بند نہ تھے۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان کچھ رخنہ موجود تھا۔ اتنا رخنہ کہ ایک آدمی آسانی سے اندر گھس سکتا تھا۔ انچارج نے منہ اندر ڈال کر عمارت کے اندر کا جائزہ لیا۔ دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ پھاٹک سے کچھ دور مادام کی کار موجود تھی۔ مگر اس کی حالت سے صاف نظر آ رہا تھا کہ اس کا بُری طرح ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ ویسے تمام عمارت خالی پڑی تھی۔ وہاں کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ البتہ بلب باقاعدگی سے جل رہے تھے۔

"آؤ! ـــ میرا خیال ہے کہ کچھ گڑبڑ ہے" ـــــ انچارج نے اندر داخل ہوتے ہوئے نمبر الیون سے کہا اور پھر نمبر الیون بھی اندر داخل ہوا۔ وہ اندر داخل ہوتے ہی انتہائی تیزی سے دائیں طرف دیوار کے ساتھ لگی ہوئی قدِ آدم باڑھ کے پیچھے چھپ گئے۔ چند لمحے وہ وہاں چھپے ہوئے ماحول کا جائزہ لیتے رہے۔ مگر جب انہوں نے کہیں بھی کوئی ردِعمل نہ دیکھا تو وہ اس باڑھ کے پیچھے آہستگی سے چلتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پورچ کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے اور پھر جیسے ہی ان کی نظریں برآمدے میں پڑی ہوئی سیکشن ناین کے پانچ آدمیوں کی لاشوں پر پڑیں وہ بُری طرح چونک اٹھے۔

"یہاں زبردست جنگ ہوئی ہے ــــــ ہر طرف گولیوں کے خول بکھرے پڑے ہیں" ــــــ نمبر الیون نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ! ــــــ معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے ــــــ تم یہاں رکو ــــــ میں اندر دیکھتا ہوں ــــــ ویسے مجھے امید تو نہیں کہ وہ جاسوس اتنی جنگ کے باوجود اس عمارت میں ہوں گے لیکن پھر بھی" ــــــ انچارج نے کہا اور پھر وہ آہستگی سے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ ہر ممکن احتیاط سے کام لے رہا تھا۔

برآمدے سے ہوتا ہوا وہ گیلری میں داخل ہوا تو اُسے قریبی کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ جیسے اندر کچھ لوگ موجود ہوں۔ وہ آہستگی سے دروازے کی طرف کھسکتا چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ بند تھا مگر اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی ابھی وہ پوری طرح اندر کا جائزہ بھی نہ لے سکا تھا کہ اچانک اس کی کمر پر زوردار ضرب لگی اور وہ پوری قوت سے دروازے سے ٹکرایا۔ دروازہ شاید اندر سے کھلا ہوا تھا اس لئے دروازے سے ٹکراتے ہی وہ توپ کے گولے کی طرح اڑتا ہوا کمرے کے اندر جا گرا۔ اور ٹھیک اسی لمحے ٹامی گن کی خوفناک آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے جوزف کی بھیانک چیخ سے گیلری گونج اٹھی۔

صفدر مادام کو ہوش میں لے آنے کی کوششوں میں مصروف تھا کہ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جوزف ! ــــــ تم باہر جا کر پہرہ دو ــــــ اور سنو ! ــــــ اگر کسی نمبر کی طرف سے کار کے بریکوں کا مخصوص کوڈ سنائی دے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی نہ کوئی اس لڑکی کا پتہ کرنے ضرور آئے گا" ــــــ عمران نے کہا۔

"تم بے فکر رہو باس ! ــــــ میں جنگلی مکڑے کی طرح پوری طرح چوکنا ہو کر پہرہ دوں گا ــــــ اور آدمی تو آدمی ــــــ مکھی بھی تم تک نہ پہنچ سکے گی" ــــــ جوزف نے جواب دیا اور پھر وہ مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ باہر سے ہی بند کر لیا تھا۔

اب کمرے میں عمران، صفدر اور تنویر باقی رہ گئے تھے۔ صفدر کی کوششیں جلد ہی رنگ لے آئیں اور وہ لڑکی ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے

اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی۔ مگر ظاہر ہے صفدر نے اسے اس طرح
باندھا تھا کہ اس کے لئے سوائے سر ہلانے کے اور حرکت ناممکن ہو کر رہ گئی تھی۔

"ہاں تو محترمہ! ___ اب جلدی سے اپنا حدود اربعہ تفصیل سے بتا دو"۔؟
عمران نے آگے بڑھتے ہوئے لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔
عمران کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ صفدر اور تنویر دونوں اس کا یہ روپ
دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

"بتایا تو ہے کہ میرا نام کارشیا ہے ___ اور میں جیری سے ملنے آئی تھی"۔
لڑکی نے بڑے جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران جو اس لڑکی کی آنکھوں میں مسلسل دیکھ رہا تھا ایک طویل سانس
لے کر رہ گیا۔ وہ لڑکی کی ٹائپ کو سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی تشدد کے سامنے نہیں جھکے گی
اور اتنی چالاک و عیار ہے کہ کسی قسم کا بہلاوا بھی کام نہیں دے سکتا۔ اس لئے
وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے لڑکی جلد از جلد اصل راز اگل دے کیونکہ
عمران کی چھٹی حس بار بار اُسے خبردار کر رہی تھی کہ اس عمارت میں زیادہ دیر تک
ٹھہرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر وہ مجبور تھا کیونکہ شہر میں اس کی نظر میں
ایسی کوئی عمارت نہ تھی، جہاں وہ اس لڑکی کو لے جاتا۔

اور پھر اسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک دلچسپ سی ترکیب آگئی۔ اُسے
یقین تھا کہ یہ لڑکی اس ترکیب سے سب کچھ بتا دے گی۔ گو ترکیب انتہائی
مضحکہ خیز تھی لیکن عمران عورتوں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے
اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ خوبصورت ہے ___ اتنی
خوبصورت لڑکی ہر آدمی کے لئے خطرہ بن سکتی ہے ___ اس لئے میرا خیال

ہے کہ پہلے اسے بوڑھا کر دیا جائے ___ پھر اس سے بات کی جائے"۔
عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کس طرح ___ ؟ میں سمجھا نہیں"___ صفدر نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"دیکھو! ___ اگر ہم نے اس کے دانت توڑ دیئے تو یہ نئے لگوا لے گی۔
ناک کاٹ دی تو پلاسٹک سرجری سے دوسری ناک لگ جائے گی ___ آنکھیں
نکالنا بہت بڑا ظلم ہے ___ اور میں اتنا بڑا ظلم نہیں کر سکتا ___ البتہ اسے
بوڑھا کرنے کی ایک ترکیب ایسی ہے کہ جس کا کوئی مداوا نہیں ___ یہ
اس عمر میں بھی ساٹھ سال کی بوڑھی لگے گی ___ اور کوئی آدمی اس کی طرف
ایک نظر بھی اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کرے گا"___ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"مگر کس طرح"___ ؟ اس بار تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔ اس
کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ بیس سال کی لڑکی کو ساٹھ سال کی بڑھیا آخر
کیسے بنایا جا سکتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وہ پھر ٹھیک نہ ہو سکے۔

"سیدھی سی بات ہے کہ اس پر چالیس سال مزید گزار دیئے جائیں ___ اس
کی زیادہ سے زیادہ عمر بیس سال ہو گی ___ چالیس سال گزر جائیں گے
تو یہ ساٹھ سال کی ہو جائے گی ___ اور پھر چاہے یہ کچھ بھی کرے، دوبارہ
بیس سال کی نہیں ہو سکتی"___ عمران نے یوں جواب دیا جیسے کوئی شعبدہ گر
شعبدہ دکھانے سے پہلے حاضرین کو انتہائی تجسس تک لے جاتا ہے۔

"کیا بیوقوفوں جیسی باتیں کر رہے ہو ___ ؟ کیا ہم چالیس سال تک
اس کے سر پر کھڑے وقت گزرنے کا انتظار کرتے رہیں گے"___ ؟ تنویر نے

جھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں دوستو! ـــــ یہ چالیس سال دس منٹوں میں گزر جائیں گے ـــــ دیکھو میں تمہیں سمجھاتا ہوں ـــــ انسانی جسم میں بڑھاپا اس طرح آتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم میں موجود رگیں سست ہوتی چلی جاتی ہیں ـــــ اور خلیوں کی حرکت آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جاتی ہے ـــــ یہ عمل چونکہ انتہائی آہستگی سے ہوتا ہے اس لئے محسوس نہیں ہوتا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آدمی بوڑھا ہوتا چلا جاتا ہے ـــــ میرے پاس ایک ایسی دوا ہے جو اس عمل کو انتہائی تیز کر دیتی ہے اور جو کام ایک سال میں ہوتا ہے وہ ایک سیکنڈ میں ہو جاتا ہے ـــــ اس طرح اس دوائی کی ایک خوراک دس منٹ میں اس لڑکی کو چالیس چالیس سال آگے دھکیل دے گی اور پھر یہ لاکھ پلاسٹک سرجریاں کرائے لیکن جوانی واپس حاصل نہ ہو سکے گی" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جس میں دو چھوٹی چھوٹی گولیاں پڑی ہوئی تھیں۔

"مگر اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا" ـــــ ؟ صفدر نے پوچھا۔

"فائدہ نہ ہو تو نقصان بھی کیا ہوگا ـــــ ہم زیادہ دیر تو اس عمارت میں ٹھہر نہیں سکتے ـــــ اور میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی غیر اہم اور عام سی لڑکی ہے جیسی بدمعاشوں کی محبوبائیں ہوتی ہیں ـــــ بس اسے ذرا سزا دینا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکن کھول کر اس میں سے ایک گولی نکال کر ہتھیلی پر رکھ لی۔

مادام جو گہری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی اس کی سنجیدگی دیکھ کر دل ہی دل میں لرزنے لگی۔ اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ ایسی کوئی دوا ہو سکتی ہے

مگر وہ جانتی تھی کہ ایسی دوا کا ہونا ناممکنات میں سے بھی نہیں۔ اگر واقعی اس گولی میں ایسی تاثیر ہوئی تو وہ یکدم ستّر سال کی بڑھیا ہو جائے گی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس کی عمر بیس نہیں تیس سال ہے۔ وہ اسی تذبذب میں تھی کہ اس بات کو سچ سمجھے یا نہیں۔

"اس کا منہ کھولو صفدر! ـــــ میں یہ گولی اس کے حلق میں اتار دوں۔ پھر دیکھنا کیا تماشہ ہوتا ہے" ـــــ عمران نے گولی انگلیوں میں پکڑتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے مادام کا منہ کھولنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"ٹھہرو! ـــــ رُک جاؤ ـــــ تم ایسا نہیں کر سکتے ـــــ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھے نفسیاتی ڈاج دے رہے ہو" ـــــ مادام نے بیک وقت متضاد باتیں کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ اس کی ترکیب کارگر رہی ہے۔ لڑکی کے دل میں اندیشے جاگ اٹھے ہیں اور یہی وہ چاہتا تھا۔

"ابھی پتہ چل جائے گا محترمہ! ـــــ صرف دس منٹ رُک جاؤ ـــــ جلد صفدر جلدی کرو ـــــ خوامخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور صفدر نے ایک بار پھر ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"ٹھہرو! ـــــ خدا کے لئے رُک جاؤ ـــــ تم جو پوچھنا چاہتے ہو ـــــ میں بتا دیتی ہوں ـــــ مگر ایسا نہ کرو ـــــ میری جوانی مجھ سے نہ چھینو" ـــــ آخرکار مادام نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا اور کیوں نہ ڈالتی۔ کچھ بھی ہو، تھی تو عورت۔ اور عورت جتنا بڑھاپے سے ڈرتی ہے اتنا موت سے بھی نہیں ڈرتی

"کیا بتانا چاہتی ہو ـــ جلدی بتاؤ ـــ ہمارا وقت ضائع نہ کرو" ـــ عمران نے یوں کہا جیسے اب اُسے مادام کے بیان سے کوئی دلچسپی باقی نہ رہ گئی ہو۔

"میں مادام کیٹ ہوں ـــ یہ سیکشن نائن کا ہیڈ کوارٹر ہے ـــ مجھے میڈم کیٹ نے بتایا تھا کہ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو ـــ اس لئے میں اپنی آنکھوں کے سامنے تمہیں قتل کرانا چاہتی تھی۔ اسی لئے تمہیں ہیڈ کوارٹر بلانے کی بجائے میں خود یہاں چلی آئی" ـــ مادام نے تیزی سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔

"مادام کیٹ اور میڈم کیٹ! ـــ کیا مطلب ـــ؟ کیا تم ہمیں بلیوں کے چکر میں الجھا کر ہمارا وقت ضائع کرنا چاہتی ہو" ـــ؟ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم میڈم کیٹ کو نہیں جانتے ـــ یہ وہ تنظیم ہے جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے ـــ ایکریمیا کی پوری معیشت تباہ کر دی ہے ـــ اگر ایکریمیا کے پاس سونے کے ہنگامی ذخیرے نہ ہوتے تو اس وقت ایکریمیا پر ہماری حکومت ہوتی" ـــ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔ عورت جب اپنی بڑائی دکھانے پہ آتی ہے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتی کہ وہ کس کے سامنے اور کس موقع پہ کیا کہہ رہی ہے۔

"سپر پاورز کی ایک ٹیم تمہارے مقابلے کے لئے آئی تھی ـــ جس میں ان کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شامل تھے ـــ ان کا کیا ہوا" ـــ؟ عمران نے گولی کو انگلیوں میں نچاتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ـــ وہ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ـــ ان میں تین مرد اور تین عورتیں تھیں ـــ یہ عورتیں تو آفت کا پرکالہ تھیں ـــ مرتے مرتے بھی ہماری

کروڑوں روپے کی جعلی کرنسی چھاپنے والی مشینیں اور اسلحے کا بہت بڑا سٹور تباہ کر گئیں۔ البتہ وہ تینوں مرد تو بالکل بدھو تھے۔ یہاں آنے سے پہلے میں انہیں قتل کر کے آئی ہوں ـــ ان کی لاشیں میں نے کولڈ روم میں رکھوا دی ہیں تاکہ میڈم کیٹ جب آئیں تو خود دیکھ لیں" ـــ مادام نے جواب دیا۔

"میڈم کیٹ کہاں ہے" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ ایکریمیا میں ہیں ـــ اور کل واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گی" ـــ مادام نے جواب دیا۔

اس کا حلیہ بتاؤ" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔

"حلیہ! ـــ اُسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا ـــ صرف اس کی آواز سنائی دیتی ہے ـــ اور نشان کے طور پر سیاہ رنگ کی بلی سامنے آجاتی ہے" ـــ مادام نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر کا مکمل نقشہ اور تمام کوڈ بتاؤ" ـــ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام کچھ بتاتی، اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح ٹھیک عمران کے قدموں میں آگرا۔ اور اسی لمحے کمرے سے باہر ٹامی گنیں چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر جوزف کے حلق سے نکلنے والی بھیانک چیخ سے گیلری تو ایک طرف، کمرہ بھی گونج اٹھا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ عمران سمیت سب چند لمحوں کے لئے ششدر کھڑے رہ گئے۔ ان کے ذہنوں کے شاید کسی کونے میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ مادام کے ساتھی اس طرح اچانک ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور پھر ان

کی حیرت کے یہی لمحے ان پر بہت بھاری پڑے۔ کیونکہ عمران کے قدموں میں آکر گرنے والا نوجوان زمین پر گرتے ہی بجلی کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے عمران اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں اس نے عمران کو اس کے پیچھے کھڑے ہوئے صفدر اور تنویر پر دے مارا۔ اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں اٹھتے اس نے انتہائی پھرتی سے کندھے سے لٹکی ہوئی ٹامی گن اتاری اور اس کا رخ ان تینوں کی طرف کر کے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔

"ٹھہرو! ــــ انہیں قتل نہ کرنا" ــــ اچانک مادام کی کرخت آواز کمرے میں گونجی اور انچارج کی ٹریگر پر تڑپتی ہوئی انگلی یکلخت ٹریگر سے ہٹ گئی۔

اسی لمحے نمبر الیون بھی ٹامی گن سنبھالے دروازے میں نمودار ہو گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو! ــــ مادام کے ایک فقرے نے تمہاری زندگی کے چند لمحے اور بڑھا دیتے ہیں" ــــ انچارج نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران نے بڑے مطمئن انداز میں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ اس کی وجہ سے صفدر اور تنویر کو بھی مجبوراً ہاتھ اٹھانے پڑے ورنہ ان کی کھوپڑیاں گھوم چکی تھیں اور وہ شاید ٹامی گنوں کی پرواہ کئے بغیر ان دونوں سے ٹکرا جاتے۔

"دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ ــــ منہ دیوار کی طرف کر لو ــــ جلدی کرو" انچارج نے ایک اور حکم دیا۔

اور پھر سب سے پہلے عمران گھوما اور صفدر اور تنویر نے بھی اس کی پیروی کی۔

"الیون! ــــ مادام کو رسیوں سے آزاد کراؤ ــــ اور ان تینوں کو اچھی طرح باندھ دو" ــــ انچارج نے دوسرے ٹامی گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب! ــــ آپ کیا کر رہے ہیں ــــ؟ اس طرح تو یہ ہمیں چوہوں کی طرح مار ڈالیں گے" ــــ صفدر نے اردو میں قریب کھڑے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس طرح ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جاؤں۔ اور کوئی بات نہیں" ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ارے یہ تم کس زبان میں باتیں کر رہے ہو ــــ بند کرو یہ باتیں۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا" ــــ انچارج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یعنی ہمیں بھونو گے تم" ــــ عمران نے اچانک مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انچارج کچھ سمجھتا، عمران کا بازو بجلی کی طرح حرکت میں آیا اور انچارج کے ہاتھوں سے ٹامی گن نکل کر اڑتی ہوئی دور کمرے کے کونے میں جا گری۔

نمبر الیون ٹامی گن ایک طرف رکھے مادام کی رسیاں کھولنے میں مصروف تھا۔ اس لئے وہ انچارج کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ اور صفدر اور تنویر دونوں اس پر پل پڑے۔

ادھر جیسے ہی عمران کی ضرب سے انچارج کے ہاتھوں سے ٹامی گن نکلی، اس کی ایک لات انتہائی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اگر اس کے مقابلے میں عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو اس کے اس اچانک اور خوفناک داؤ سے اس کا بچ نکلنا ناممکن ہو جاتا اور پسلیوں پر پڑنے والی بھرپور لات مدمقابل کو ساتویں آسمان کی سیر بھی ضرور کرا دیتی۔ مگر مقابلے میں تو عمران تھا۔

جیسے ہی انچارج کی لات حرکت میں آئی، عمران اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹا اور پھر جیسے ہی اس کی لات قوس کی صورت میں نیم دائرہ بناتی ہوئی عمران کے پیٹ کے سامنے سے گزری، عمران ہوا میں اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں انتہائی قوت سے انچارج کے سینے پر پڑیں اور انچارج چیخ مار کر فرش پر جا گرا جبکہ عمران

ہوا میں ہی قلا بازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

انچارج نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران کی دونوں لاتیں کسی مشین کی طرح حرکت میں آگئیں اور پھر انچارج کے پہلو میں اس طرح عمران کے بوٹوں کی ضربیں پڑنی شروع ہو گئیں کہ دونوں پیروں کی ضربوں کے درمیان شاید پلک جھپکنے کا بھی وقفہ نہ آتا تھا۔

انچارج نے کروٹ بدل کر اس کی ضربوں سے دور ہونا چاہا۔ مگر دوسری طرف کمرے کی دیوار تھی اس لئے وہ ہل بھی نہ سکا۔ اور پھر اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ چیخیں آہستہ آہستہ غرغراہٹ میں تبدیل ہوتی چلی گئیں اور اس کے ناک اور منہ سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے۔ اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ عمران کی بے پناہ اور مسلسل ضربوں سے اس کا دل پھٹ گیا تھا۔

ادھر صفدر اور تنویر نے دوسرے آدمی کو مار مار کر بے حال کر دیا تھا اور انہوں نے بھی ہاتھ اس وقت روکے جب وہ بیہوش ہو کر نیچے گر گیا۔

مادام کرسی سے بندھی بیٹھی آنکھیں پھاڑے یہ سب عبرت حال دیکھ رہی تھی۔ اسے شاید یقین نہ آرہا تھا کہ مرڈر سیکشن کے آدمی بھی اتنی آسانی سے مارے جا سکتے ہیں۔

عمران تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ جہاں سے اس نے جوزف کی چیخ سنی تھی۔ اور پھر اسے جوزف دروازے کے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا نظر آگیا۔ ایک گولی اس کی پسلیوں میں گھس گئی تھی اور وہاں سے خون تیزی سے ابل رہا تھا۔ جوزف کی حالت بے حد خراب تھی۔

"صفدر" ------ عمران نے چیخ کر کہا۔

"یس" ------ صفدر نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"اسے اٹھا کر فوراً کسی ہسپتال پہنچاؤ ------ اسے فوری طبی امداد نہ ملی تو یہ مر جائے گا" ------ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے ان دونوں کے اور ساتھی باہر موجود ہوں" ------ صفدر نے جھک کر جوزف کو اٹھا کر کندھے پر لادنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو کہ اسے مادام کی کار میں ڈال کر لے جاؤ ------ وہ کار چل سکتی ہے۔ کار کو ہسپتال میں چھوڑ کر تم سیدھے وائیٹ پارک آجانا" ------ عمران نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا

اور صفدر سر ہلاتا ہوا انتہائی تیزی سے برآمدہ پار کر کے پھاٹک کے قریب موجود کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر عمران اس وقت تک برآمدے میں ہی کھڑا رہا جب تک صفدر مادام کی کار لے کر پھاٹک سے باہر نہ نکل گیا۔ اور ابھی وہ پلٹنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اسے باہر سے ٹامی گنیں چلنے کی آواز سنائی دی۔ مگر پہلے ہی راؤنڈ کے بعد فائرنگ ختم ہو گئی اور عمران جھپٹ کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اندر آنے والوں کے باقی ساتھی باہر موجود ہیں اور انہوں نے صفدر کی کار پر فائرنگ کی ہو گی۔

اور پھر اسی لمحے دو نوجوان دوڑتے ہوئے پھاٹک کے اندر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں موجود تھیں اور وہ بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ عمران چونکہ ستون کی آڑ میں تھا اس لئے وہ دونوں اسے نہ دیکھ سکے۔ اور پھر شاید عمارت کو خالی سمجھ کر وہ سیدھے برآمدے کی طرف بڑھے چلے آرہے تھے عمران اس وقت خالی ہاتھ تھا اس لئے وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔ اسے صرف تنویر کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ آنے والوں کی آہٹ سن کر کہیں باہر نہ نکل آئے۔

ابھی ان دونوں ٹامی گن برداروں نے آدھا لان ہی پار کیا ہوگا کہ عمران کو گیٹ پر کیپٹن شکیل نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں ابھی تک برین گن موجود تھی شاید وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اندر آیا تھا۔ اور پھر جب اس نے دو آدمیوں کو ٹامی گنیں اٹھائے تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے دیکھا تو اس نے برین گن سیدھی کر لی۔

"خبردار! ۔۔۔ رک جاؤ" ۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل کی کڑک دار آواز سنائی دی اور برآمدے کی طرف آنے والے کسی چیتے کی طرح پلٹے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی ٹامی گنیں پلک جھپکنے میں سیدھی ہوئیں۔ مگر دوسری طرف کیپٹن شکیل تھا ان کے پلٹتے ہی اس نے انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگا لی اور وہ اڑتا ہوا پھاٹک کے قریبی ستون کی آڑ میں ہو گیا اور ٹامی گنوں سے نکلنے والی گولیاں سیدھی پھاٹک کے ایک پٹ سے ٹکرائیں۔

اسی لمحے کیپٹن شکیل کی برین گن سے شعلے لپکے اور لان دو انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ برین گن سے نکلنے والی گولیوں نے ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر چھلنی کر دیا تھا۔

ان دونوں کے نیچے گرتے ہی عمران ستون کی آڑ سے باہر آ گیا۔ ادھر کیپٹن شکیل بھی باہر آ گیا تھا اور شاید گولیوں کی آواز نے کمرے میں موجود تنویر کو بھی باہر کھینچ لانے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ بھی ہاتھ میں برین گن پکڑے برآمدے میں آ گیا۔

"کیپٹن شکیل! ۔۔۔ فوراً آؤ۔ جلدی کرو" ۔۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی واپس کمرے کی طرف بھاگ پڑا۔ تنویر بھی سوچے سمجھے بغیر اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔

کمرے میں مادام اسی طرح کرسی سے بندھی بیٹھی تھی جبکہ نمبر الیون بدستور

بیہوش پڑا ہوا تھا۔

"یہ باہر کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔۔۔ ؟ مادام نے پوچھنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مادام کا چہرہ کنپٹی پر مکہ کھا کر گھوم گیا۔ ضرب اتنی جچی تلی تھی کہ ایک ہی ضرب سے مادام بیہوش ہو گئی۔

"اسے کھول کر کاندھے پر اٹھا لو ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔۔۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کے ہاتھ تیزی سے مادام کی رسیاں کھولنے میں مصروف ہو گئے

"کیپٹن! ۔۔۔ اس بیہوش آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد دو ۔۔۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے ۔۔۔ عمارت سے باہر نکلو ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ گولیوں کی آوازیں چند ہی لمحوں میں پولیس کو یہاں کھینچ کر لے آئے گی۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں دوڑتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کیپٹن شکیل کے کاندھے پر نمبر الیون اور تنویر کے کاندھے پر مادام لدی ہوئی تھی۔ اب عمران ایک فیصلہ کن اقدام کرنے کا پروگرام بنا چکا تھا۔

عمارت سے باہر نکل کر جیسے ہی وہ ایک قریبی گلی میں پہنچے، سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی وہیں پہنچ گئے۔

"سب لوگ مختلف ٹیکسیوں سے ہائیڈ پارک پہنچو ۔۔۔ تنویر اور کیپٹن شکیل تم بھی ٹیکسی کر لینا اور ان کی بیماری کا بہانہ کر لینا ۔۔۔۔۔ میں وہیں پہنچ جاؤں گا" ۔۔۔۔۔ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

باقی ممبر بھی اس کے آگے بڑھتے ہی تیزی سے گلیوں میں بکھرتے چلے گئے کیونکہ پولیس کاروں کے چیختے ہوئے ہارن اب تیزی سے نزدیک آتے سنائی

دینے لگے تھے۔

عمران مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا عقبی سڑک پر جا نکلا اور پھر چند لمحوں بعد اسے ایک ٹیکسی مل گئی۔

"کاسابلانکا کالونی لے چلو — جلدی"۔ — عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

تقریباً دس منٹ تک مختلف سڑکوں پر ٹیکسی دوڑانے کے بعد وہ متوسط درجے کے مکانات سے پُر ایک کالونی میں داخل ہو گئے۔

"کالونی آگئی ہے — آپ نے کس نمبر پر جانا ہے" — ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"ایک سو چالیس" — عمران نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے تیزی سے گاڑی ایک درمیانی سڑک پر ڈال دی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر رک گئی۔ دروازے پر ایک سو چالیس کے حروف چمک رہے تھے۔ عمران تیزی سے باہر آیا اور پھر اس نے میٹر دیکھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مکان کے برآمدے میں آیا اور اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اس نے اس وقت تک بٹن سے انگلی نہ ہٹائی جب تک سامنے کا دروازہ ایک دھماکے سے نہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک موٹا سا آدمی سخت جھلاہٹ کے عالم میں نمودار ہوا۔

"کیا مصیبت آگئی ہے" — موٹے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ اگر مصیبت ہے — تو مصیبت حاضر ہے مسٹر فرینک"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور موٹا فرینک پرنس آف ڈھمپ

کے الفاظ سن کر یوں اچھلا کہ گرتے گرتے بچا۔ وہ آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا اس کی پھٹی پھٹی آنکھیں سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس نے اچانک اپنے سامنے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ مگر چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھر آئی۔

"ارے پرنس تم اور یہاں میرے مکان پر" — موٹے نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور پھر موٹا ہونے کے باوجود اس نے اتنی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا کہ عمران خود بھی اس کی اس بے پناہ پھرتی پر ششدر رہ گیا۔

موٹا فرینک عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑے یوں خوشی سے ناچ رہا تھا جیسے اس وقت اُسے زندگی کی سب سے بڑی دولت اچانک میسر آگئی ہو۔

"ارے اب چھوڑو بھی! — میرا تو تم نے ایک ایک جوڑ ہلا کر رکھ دیا ہے"۔ عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے آزاد کراتے ہوئے کہا۔

"آؤ اندر آجاؤ! — یقین کرو پرنس! — میں خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ کسی دن تم بھی میرے گھر آؤ گے" — فرینک کے لہجے سے مسرت کا چشمہ ابل رہا تھا۔

عمران اس کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ فرینک بال بچوں کے جھمیلے سے اب تک آزاد تھا۔ اس لئے عمران بھی بلا جھجک اندر چلا گیا تھا۔

"بیٹھو پرنس بیٹھو! — میں تمہارے لئے ایک دعوت کا انتظام کرنا چاہتا ہوں — تم اتنی دیر میں یہ سارے اخبار پڑھو — میں سامان اکٹھا کر لوں" — فرینک نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سنو فرینک! — اس وقت میرا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے — میرے

ساتھی دشمنوں کی زد میں سڑکوں پر آوارہ گردوں کی طرح پھر رہے ہیں ____ مجھے فوری طور پر ایک ایسی عمارت چاہیئے جہاں میں اور میرے ساتھی بغیر کسی مداخلت کے کچھ دن رہ سکیں ____ امید ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے" ____ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنس کی بات کو میں نہ سمجھونگا تو اور کون سمجھے گا ____ تم بے فکر رہو ابھی بندوبست کر دیتا ہوں" ____ فرینک نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فرینک سپیکنگ جانی! ____ پوائنٹ نمبر الیون کی چابیاں فوراً میرے مکان پر پہنچا دو ____ میں نے فوراً کہا ہے سمجھے" ____ فرینک نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"یہ عمارت الف کالونی کے آخری حصے میں ہے ____ بالکل الگ تھلگ۔ پولیس سمیت ہر ایک کی نظروں سے بچی ہوئی ہے ____ وہاں تین کاریں بھی موجود ہیں ____ اور کھانے پینے کا تمام سامان بھی موجود ہے ____ کیا خیال ہے پرنس! ____ یہ تمہاری ضرورت کے لئے کافی رہے گی" ____ فرینک نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ____ تھینک یو! ____ اس کے علاوہ مجھے کچھ جدید ترین اسلحہ اور میک اپ کا جدید ترین سامان بھی چاہیئے" ____ عمران نے کہا۔

"تم جو کچھ کہو گے ____ حاضر ہو جائے گا ____ جانی تمہارے ساتھ جائے گا ____ تم اسے جو کچھ لکھ دو گے ____ یہ چراغ کے جن کی طرح سب کچھ حاضر کر دے گا" ____ فرینک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ جانی کیسا آدمی ہے ____ دراصل بات یہ ہے کہ اس وقت مقابلہ ایک بہت بڑی مچھلی سے ہے ____ ایسا نہ ہو کہ جانی اس مچھلی کا کانٹا ثابت ہو" عمران نے کہا۔

"جانی میرا سب سے قابل اعتماد آدمی ہے ____ میرے کہنے پر یہ اپنے آپ کو بھی گولی مارنے سے دریغ نہ کریگا ____ ویسے اگر تم فرینک پر اعتماد کرو تو مجھے بتا دو کہ کون تمہارے مقابل ہے ____ ہو سکتا ہے میں تمہارے تصور سے بھی زیادہ تمہارے کام آجاؤں" ____؟ فرینک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"اس وقت مقابلہ میڈم کیٹ سے ہے" ____ عمران نے جواب دیا اور فرینک میڈم کیٹ کا نام سنکر یوں اچھلا جیسے اس نے عزرائیل کا نام سن لیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو ____؟ میڈم کیٹ پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہو ____ کیوں موت کو آواز دے رہے ہو ____؟ مادام کے حکم کے بغیر تو اس ملک میں مکھی بھی پر نہیں ہلا سکتی" ____ فرینک کے لہجے میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے" ____؟ عمران نے بڑے زہر خند لہجے میں پوچھا۔

"مجھ پر طنز مت کرو پرنس ____ تم نے جو احسان اپنے ملک میں میری ذات پر کیا تھا ____ میں احسان فراموش نہیں ____ تمہاری خاطر مادام کیٹ تو کیا ____ میں پوری دنیا سے لڑ سکتا ہوں ____ لیکن حقائق بہرحال حقائق ہیں یہ تنظیم اتنی خوفناک ہے اور انہوں نے مکڑی کے جالے کی طرح ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے کہ ان سے بچ نکلنا ناممکن ہو چکا ہے" ____ فرینک نے بڑے مخلصانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور فرینک تیزی سے اٹھکر دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔

آنے والا شاید جانی تھا۔ کیونکہ چند لمحوں بعد جب فرنیک واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چابیوں کا ایک گچھا موجود تھا۔

"میں نے جانی کو بھیج دیا ہے ـــــ کیونکہ مادام کیٹ سے مقابلے کا سن کر مجھے اپنے علاوہ کسی پر اعتماد نہیں رہا" ـــــ فرنیک نے چابیاں عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سنو فرنیک ـــــ تم اپنے پرنس کو ابھی اچھی طرح نہیں جانتے۔ بہرحال اتنا بتا دوں کہ مادام کیٹ اس وقت میرے قبضے میں ہے ـــــ اور مادام کیٹ کا ایک اہم مہرہ بھی ـــــ مادام کے سیکشن نائن کا ہیڈ کوارٹر میں نے تباہ کر دیا ہے ـــــ وہاں اس وقت لاشیں ہی لاشیں بکھری پڑی ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو پرنس! ـــــ مادام کیٹ تمہارے قبضے میں ہے ـــــ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ؟ اگر ایسا ہوتا تو اس وقت تک پورے شہر کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہوتی" ـــــ فرنیک نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"دراصل سب لوگ اب تک یہی سمجھتے آئے ہیں کہ مادام کیٹ ہی اس تنظیم کی سربراہ ہے ـــــ میری اطلاع بھی یہی تھی ـــــ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ اصل سربراہ میڈم کیٹ ہے ـــــ اور مادام کیٹ تو ایک مہرہ ہے" ـــــ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تو یہ بات ہے ـــــ بہرحال پھر بھی مادام کی گرفتاری اتنی بڑی خبر ہے کہ اب تک سب کچھ تلپٹ کر دیا گیا ہوتا" ـــــ فرنیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ چلو ـــــ میں نے اپنے ساتھیوں کو ہائیڈ پارک میں اکٹھا ہونے کو کہا ہے ـــــ وہی ایسی جگہ ہے جہاں اس وقت بھانت بھانت کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور کسی کو ایک دوسرے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ مادام بھی وہیں ہو گی ـــــ ہم ان سب کو لے کر تمہاری عمارت میں چلے جائیں گے ـــــ اور پھر میرے ذہن میں ایک پروگرام ہے کہ کس طرح میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جا سکتا ہے ـــــ ہو سکتا ہے ـــــ مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت پڑ جائے" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل مناسب تجویز ہے ـــــ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ـــــ میری کار سامنے والے گیراج میں ہے" ـــــ فرنیک نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد فرنیک کی کار میں سوار عمران تیزی سے ہائیڈ پارک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی تو مرڈر سیکشن کے انچارج ایم ون نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایم ون سپیکنگ" ـــــ ایم۔ ون نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"نمبر تھرٹی ایم سپیکنگ باس! ـــــ ایک عجیب و غریب کام ہوتا میں نے دیکھا ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ قدرے گھبرایا ہوا تھا۔

"کیا مطلب ـــــ؟ کیا تم نشے میں ہو ـــــ؟ سیدھی بات کرو" ـــــ ایم ون کا لہجہ یکلخت بے حد کرخت ہو گیا۔

"باس! ـــــ سیکشن نائن کے ہیڈ کوارٹر کو پولیس نے گھیر رکھا ہے ـــــ وہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی ہیں ـــــ اتفاق سے میں وہاں سے گزرا تو وہاں میں نے ایک پولیس آفیسر کو دیکھ لیا ـــــ اس سے میرے تعلقات ہیں اور اس کے ساتھ میں بھی اندر چلا گیا ـــــ وہاں میں نے سیکشن نائن کے آٹھ افراد کی لاشیں دیکھیں جن میں نمبر نائن کی اپنی لاش بھی تھی ـــــ اس کی

گردن توڑ دی گئی تھی ـــــ اس کے علاوہ ہمارے مرڈر سیکشن کے نمبر تھرٹین اور نائن کی لاشیں عمارت کے وسط میں گولیوں سے چھلنی ہوئی پڑی تھیں ـــــ اندر کمرے میں نمبر ٹو کی لاش پڑی ہوئی ہے ـــــ پولیس کے مطابق وہاں بے تحاشا خودکار اسلحے سے فائرنگ ہوئی تو کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی ـــــ مگر پولیس کے وہاں پہنچنے تک مجرم بھاگ گئے ـــــ صرف لاشیں ہی لاشیں رہ گئی ہیں"۔ نمبر تھرٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ حالات توقع سے زیادہ خراب ہیں سنو نمبر تھرٹی! ـــــ شہر میں پھیل جاؤ ـــــ جو ایشیائی آدمی مشکوک حالت میں نظر آئے اس کی نگرانی کرو ـــــ اور پھر مجھے رپورٹ دو ـــــ اِٹ اِز ایمرجنسی ـــــ میں دوسرے ممبرز کو بھی یہی ہدایات دے دیتا ہوں" ـــــ ایم ون نے کہا اور پھر اس نے انگلی سے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے مادام کیٹ کی سیکرٹری کی آواز ابھری۔

"سنو مس! ـــــ حالات بے حد خراب ہو چکے ہیں ـــــ مادام کو اغوا کر لیا گیا ہے ـــــ سیکشن نائن کا پورا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے ـــــ نمبر نائن خود بھی مارا گیا ہے ـــــ میرے سیکشن کے تین آدمی بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور چوتھے کو شاید اغوا کر لیا گیا ہے" ـــــ ایم۔ ون نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ اوہ! ـــــ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ـــــ؟ مادام کو کیسے اغوا کیا جا سکتا ہے ـــــ؟ یہ ناممکن ہے" ـــــ سیکرٹری کی خوفزدہ سی آواز سنائی دی۔

"سب کچھ ہو چکا ہے ـــــ تم ایسا کرو کہ میڈم کیٹ کو ایمرجنسی فریکونسی پر کال کر کے حالات بتاؤ ـــــ اور اس کے ساتھ ساتھ پورے شہر میں موجود اپنے

آدمیوں کو الرٹ کر دو کہ وہ مادام کو تلاش کریں ـــــ اور ساتھ ساتھ ہیڈ کوارٹر میں حفاظتی انتظامات بھی سخت کر دیئے جائیں“ ـــــ ایم۔ ون نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے! ـــــ میں ابھی میڈم کیٹ کو کال کرتی ہوں“ ـــــ سیکرٹری نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایم۔ون اب شہر میں موجود مرڈر سیکشن کے دوسرے ممبرز کو کال کر کے انہیں ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے فی الحال نگرانی کے احکامات جاری کئے تھے۔ کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق جب تک مادام نہ مل جائے، قتل و غارت نہیں ہونی چاہیئے ـــــ کیونکہ خطرہ تھا کہ غیر ملکی جاسوس کہیں انتقامی طور پر مادام کو بھی ہلاک نہ کر دیں۔

ابھی وہ تمام ممبرز کو ہدایات دے کر فارغ ہی ہوا تھا کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور ایم۔ ون بری طرح چونک اٹھا۔ اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں ایک آواز ابھری۔ یہ میڈم کیٹ کی کرخت آواز تھی۔

”ایم۔ ون! ـــــ یہ مادام کیٹ کی سیکرٹری نے کیا رپورٹ دی ہے؟ اوور“ ـــــ میڈم کیٹ کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

”رپورٹ درست ہے میڈم“ ـــــ ایم ون نے جواب دیا اور پھر اس نے نمبر تھرٹی سے ملنے والی اطلاع تفصیل سے دوہرا دی۔

”سارے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دو ـــــ تمام سیکشنوں کو حرکت میں لے آؤ ـــــ میں تمہیں اس آپریشن کا انچارج بناتی ہوں ـــــ میں دو گھنٹے بعد ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں ـــــ میرے پہنچنے سے پہلے مادام واپس پہنچ چکی

ہو۔ اور تمام غیر ملکی جاسوس بھی زندہ یا مُردہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہونے چاہیئں ـــــ میں اپنے دانتوں سے ان کا ریشہ ریشہ الگ کرنا چاہتی ہوں“ ـــــ میڈم کیٹ کے لہجے میں اتنی سفاکی تھی کہ ایم ون جیسے سفاک آدمی کا بھی رُواں رُواں کانپ اٹھا۔

”بہتر میڈم ـــــ“ ایم ون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ویسے اگر ہو سکے تو کوشش کرنا کہ یہ لوگ زندہ ہی گرفتار ہو جائیں ـــــ میں خود اپنے ہاتھوں سے ان کی ہڈیاں توڑنا چاہتی ہوں“ ـــــ میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایم ون نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ایم ون نے فون اٹھا لیا۔

”ایم ون سپیکنگ“ ـــــ ایم ون نے کہا۔

”انچارج سیکشن تھرٹین سپیکنگ ـــــ مجھے سیکرٹری نے مادام کے اغوا ہونے کی خبر دی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ آپ کا سیکشن اس سلسلے میں کام کر رہا ہے ـــــ ابھی ابھی میرے سیکشن کے ایک ممبر نے اطلاع دی ہے کہ اس نے مادام کو بیہوشی کے عالم میں ہائیڈ پارک میں دیکھا ہے ـــــ آپ کے سیکشن کا نمبر الیون بھی وہیں موجود ہے ـــــ وہ بھی بیہوش ہے ـــــ یہ دونوں ابھی ابھی وہاں پہنچے ہیں ـــــ ان کے علاوہ مختلف ٹیکسیوں میں اور بھی ایشیائی وہاں پہنچ رہے ہیں“ ـــــ نمبر تھرٹین نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ! ـــــ ویری گڈ نیوز ـــــ ایسا کرو کہ ہائیڈ پارک کے گرد گھیرا ڈال دو۔ اور وہاں بیہوش کر دینے والی گیس پھیلا دو ـــــ اور جتنے بھی ایشیائی وہاں ملیں ان سب کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دو ـــــ پولیس وغیرہ کی فکر نہ کرنا۔ کھل کر کام کرنا ـــــ مادام اور الیون ایم کو خاص طور پر پہلے کور کر لینا ـــــ ہمیں

مادام کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام ایشیائی زندہ حالت میں ہر قیمت پر ہیڈ کوارٹر میں چاہئیں ـــــ چاہے پورے شہر کو کیوں نہ ہلاک کرنا پڑے" ـــــ ایم۔ ون نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ـــــ یہ کام میرے لئے بے حد آسان ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ایم۔ ون نے ریسور رکھنے کے بعد ہیڈ کوارٹر کے بیرونی گیٹ انچارج کو فون کرنا شروع کر دیا تاکہ اُسے آنے والوں کو سپیشل روم میں پہنچانے کی ہدایت کر سکے۔

گیٹ انچارج کو ہدایات دینے کے بعد ایم۔ ون نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ نہ صرف مادام صحیح سلامت واپس آ جائے گی بلکہ تمام جاسوس بھی پکڑے جائیں گے۔ وہ سپیشل تھرٹین کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگوں کو اغوا کرنے میں کس قدر ماہر ہیں۔

فرینک ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ عمران اس کی ساتھ والی سیٹ پر براجمان تھا۔ فرینک بھی ایک مجرم تنظیم کا انچارج تھا لیکن اس کی لائن صرف منشیات تھی۔ ایک کیس کے سلسلے میں فرینک اور اس کے مخالف گروہ کا مقابلہ ہوا تھا جس میں فرینک کے تمام ساتھی مارے گئے تھے اور فرینک اپنے دشمنوں کے نرغے میں اس طرح پھنس گیا تھا کہ اس کا زندہ بچ جانا محال تھا۔ اب یہ فرینک کی خوش قسمتی تھی کہ فرینک اپنے دشمنوں سے چھپتا چھپاتا عمران کے فلیٹ میں جا گھسا اور پھر عمران کے فلیٹ پر ہی دشمنوں نے دھاوا بول دیا۔ مگر اب اسے فرینک کے مخالفوں کی بدبختی ہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مقابلہ صرف فرینک سے نہیں بلکہ عمران سے ہو گیا اور نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ دشمنوں کو پسپا ہونا پڑا۔ تب سے فرینک عمران کا ایسا عقیدتمند ہوا تھا کہ کئی بار وہ عمران سے ملنے اس کے ملک آیا تھا۔ اور ہر بار وہ عمران کو اپنے ملک آنے کی دعوت دیتا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ عمران کے پاس اتنی فرصت کہاں کہ وہ یوں سیر و تفریح کرتا پھرے۔ اب یہ تو اتفاق تھا کہ میڈم کیٹ کا ہیڈ کوارٹر

نارمقہ پول میں تھا۔

عمران کا پروگرام بھی یہی تھا کہ ہوٹل میں رہائش رکھنے کے بعد وہ فرنیک سے رابطہ قائم کریگا اور پھر اسی کی مدد سے آگے بڑھے گا۔ مگر یہاں آتے ہی وہ پکڑا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پروگرام افراتفری میں بنانا پڑگیا۔ فرنیک سے ملنے سے پہلے وہ ممبرز کو کسی عمارت کا پتہ نہ بتا سکتا تھا اس لئے مجبوراً اُسے ہائیڈ پارک کا سہارا لینا پڑا۔

ہائیڈ پارک دراصل ایک وسیع وعریض پارک تھا جہاں شام ہوتے ہی شہر کے لوگ اور سیاح اکٹھے ہونے شروع ہو جاتے اور پھر وہاں باقاعدہ ایک شہر آباد ہو جاتا۔ وہ سب لوگ وہیں کسی نہ کسی کونے میں پڑ رہتے۔ پولیس اس پارک میں رہنے والوں کو کچھ نہ کہتی تھی اس لئے جن لوگوں کے پاس سر چھپانے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ یا ان کی جیب مہنگے ہوٹلوں کے کرائے ادا نہ کر سکتی تھی وہ رات کو ہائیڈ پارک کا ہی سہارا لیتے تھے۔

اس پارک کی سب سے اچھی روایت یہ تھی کہ یہاں کوئی دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کرتا تھا۔ چاہے کوئی مر ہی کیوں نہ رہا ہو۔ ساتھ بیٹھا ہوا شخص قطعاً کوئی مداخلت نہ کرتا تھا۔ اس لئے عمران کو اطمینان تھا کہ مادام اور ممبر الیون کی بیہوشی کسی کو سوچنے پر مجبور نہ کرے گی۔

فرنیک خاموشی سے کار دوڑائے چلا جا رہا تھا اور پھر جیسے ہی وہ ایک چوک سے دائیں ہاتھ والی سڑک پر مڑا۔ فرنیک اور عمران دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ پولیس کی گاڑیوں کے سائرن انتہائی کریہہ آواز میں چیخ رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دور بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں آرہی تھیں۔ اس سڑک پر گاڑیوں کا ایک ہجوم تھا جو انتہائی تیز رفتاری سے واپس دوڑے چلے جا رہے تھے۔ یوں لگتا تھا

جیسے اس سڑک کے آخری حصے پر کوئی زبردست مقابلہ ہو رہا ہے۔

"اوہ ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہ فائرنگ ہائیڈ پارک میں ہو رہی ہے"۔ فرنیک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہائیڈ پارک میں ۔۔۔ مگر میرے ساتھیوں کے پاس تو اسلحہ نہیں ہے"۔ عمران نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر کوئی اور پارٹی ایک دوسرے سے الجھ پڑی ہو گی" ۔۔۔ فرنیک نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر بعد پولیس نے ان کی گاڑی روک لی۔ وہ صرف وہاں سے گاڑیوں کو شہر کی طرف جانے کی اجازت دے رہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔ فرنیک نے ایک پولیس مین سے پوچھا۔

"ہائیڈ پارک میں پہلے بیہوش کر دینے والی گیس کے بے تماشا گولے پھینکے گئے تھے ۔۔۔ پھر پارک کے چاروں طرف بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی گئی ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ مجرموں کی دو بڑی پارٹیاں آپس میں لڑ پڑی ہیں" ۔۔۔ پولیس مین نے جواب دیا۔

"اور ہائیڈ پارک میں موجود لوگوں کا کیا ہوا" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کچھ معلوم نہیں ۔۔۔ وہاں بے تحاشا بھگدڑ مچی ہوئی ہے ۔۔۔ بیشمار لوگ وہاں بیہوش پڑے ہوئے ہیں ۔۔۔ کچھ نکل نکل کر بھاگ رہے ہیں" ۔۔۔ پولیس مین نے جواب دیا۔

فائرنگ کی آوازیں اب نزدیک سے سنائی دے رہی تھیں اور پھر یکلخت ایک سرخ رنگ کا ستارہ سا آسمان پر ٹوٹا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ یکلخت یوں

رُک گئی جیسے کبھی ہوئی نہ ہو۔ اب صرف پولیس سائرنوں کی کریہہ آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں۔

"اب کیا کریں" ___ ؟ فرنیک نے عمران سے پوچھا۔

"فی الحال انتظار ہی کیا جا سکتا ہے ___ جب مطلع صاف ہوگا پھر چیک کریں گے ___ ہو سکتا ہے یہ سب کچھ ہم سے متعلق نہ ہو" ___ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں پرنس! ___ اتنا بڑا اقدام یہاں صرف میڈم کیٹ گروپ ہی کر سکتا ہے ___ اس کے علاوہ اور کسی تنظیم میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ یوں کھلے عام فائرنگ کر سکے ___ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ میڈم کیٹ کا گروپ کر رہا ہے ___ اب یہ معلوم نہیں کہ ان کا مقصد کیا ہے" ___ فرنیک نے جواب دیا۔

اب وہ دونوں کار سے نکل کر فٹ پاتھ پر کھڑے تھے اور بے تحاشا واپس جانے والی گاڑیوں کو دیکھ رہے تھے۔ گاڑیوں کے علاوہ پیدل لوگوں کا بھی ایک ہجوم دوڑا چلا جا رہا تھا۔

ابھی انہیں وہاں کھڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک عمران کا بازو کسی نے پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیا اور عمران نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ صفدر تھا۔ جو اسے اپنی طرف متوجہ کر کے اب ایک طرف منہ کئے سگریٹ سلگانے میں مصروف تھا۔ وہ شاید فرنیک کی وجہ سے براہ راست عمران سے مخاطب نہ ہوا تھا۔

"صفدر! ___ یہ اپنے دوست فرنیک ہیں ___ اور فرنیک! ___ ان سے ملو ___ یہ میرے ساتھی مسٹر صفدر سعید ہیں" ___ عمران نے باقاعدہ

فرنیک اور صفدر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ تو کیا مسٹر صفدر بھی ہائیڈ پارک میں تھے ___ ؟ پھر تو ان سے سب حالات معلوم ہو سکتے ہیں پرنس" ___ فرنیک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں بس ذرا دیر میں پہنچا ___ اس وقت تک مجرم اپنا کام دکھا چکے تھے ___ انہوں نے مادام کے ساتھ ساتھ ہمارے تمام ساتھیوں کو بیہوش کر کے اغوا کر لیا ہے اور ایک بڑی سی ویگن میں ڈال کر لے گئے ہیں ___ مجھے فوری طور پر کوئی ٹیکسی نہ مل سکی کہ ان کا تعاقب کرتا" ___ صفدر نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ___ ؟ تفصیل سے بتاؤ" ___ عمران نے بے چین لہجے میں کہا۔

"میں جوزف کو ہسپتال میں داخل کرانے کے بعد جب ہائیڈ پارک کے قریب پہنچا تو ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے ہائیڈ پارک کے پہلے چوک پر ہی اتار دیا ___ میں جب ہائیڈ پارک میں داخل ہوا تو وہاں بے شمار لوگ موجود تھے ___ میں اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہ اچانک پارک پر چاروں طرف سے گولوں کی بارش ہو گئی ___ یہ گولے زمین پر گرتے ہی پھٹ جاتے اور ان میں سے سفید رنگ کا گہرا دھواں نکل کر ہر طرف پھیلتا چلا جا رہا تھا ___ ان گولوں کے پھٹنے سے پارک میں بھگدڑ مچ گئی ___ لوگوں نے بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا گولوں سے نکلنے والی گیس اتنی زود اثر تھی کہ لوگ چند قدم دوڑتے اور پھر لڑکھڑا کر گر پڑتے ___ بہرحال میں بھی بھاگا اور پھر اچانک مجھے ایک سین نظر آ گیا۔ ایک بہت بڑی ویگن پارک کے جنوبی کنارے پر موجود تھی اور گیس ماسک لگائے ہوئے تقریباً دس افراد وہاں بیہوش پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر ویگن میں ڈال رہے تھے ___ میں سانس روکے بھاگتا ہوا جب وہاں پہنچا تو وہ آخری

آدمی کو ویگن میں ڈال رہے تھے ـــــ اور پھر میں نے ویگن میں ڈالے جانے والے
اپنے ساتھیوں کو پہچان لیا میں نے دوڑنے کی رفتار تیز کر دی ـــــ لیکن چونکہ
میں نے سانس روک رکھا تھا اس لئے میں زیادہ تیز نہ دوڑ سکا۔ اگر میں سانس
لے لیتا تو ہر طرف پھیلی ہوئی گیس مجھے ایک قدم بھی نہ اٹھانے دیتی ـــــ چنانچہ
جب میں ویگن کے قریب پہنچا تو ویگن سٹارٹ ہو کر سڑک پر پہنچ گئی اور اسی
لمحے چاروں طرف سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور میں
سڑک پر پہنچ گیا ـــــ میں نے کوشش کی کہ کوئی خالی ٹیکسی مل جائے اور میں
اس ویگن کا تعاقب کروں ـــــ مگر وہاں اتنی بھگدڑ مچی ہوئی تھی کہ ٹیکسی تو
ایک طرف ـــــ کوئی موٹر سائیکل بھی خالی نظر نہ آ رہا تھا ـــــ ہر شخص بے تحاشا
دوڑا چلا جا رہا تھا اس لئے مجبوراً میں بھی پیدل چل پڑا۔ اور اب اتفاق سے
میری نظریں آپ پر پڑ گئیں" ـــــ صفدر نے پوری تفصیل بتلاتے
ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری گڑبڑ صرف مادام اور ہمارے
ساتھیوں کے اغوا کے لئے پھیلائی گئی ہے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا اس کے چہرے پر اس وقت اتنی گہری سنجیدگی تھی کہ یوں لگتا تھا
جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پتھر سے تراشا گیا ہو۔

"اب تمہارے ساتھیوں کا بچنا محال ہے ـــــ اب ان لوگوں کو میڈم کیٹ
کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا گیا ہوگا ـــــ اور وہاں پہنچنے والا ہمیشہ اذیت ناک
موت سے ہمکنار ہو کر ہی باہر آ سکتا ہے" ـــــ فرینک نے تاسف بھرے
لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں! ـــــ ایسا نہیں ہو سکتا ـــــ میڈم کیٹ نے یہ قدم اٹھا کر اپنے

تابوت میں آخری کیل گاڑ دی ہے ـــــ فرینک! ـــــ تمہیں میڈم کیٹ
کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے" ـــــ عمران نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اس کا کسے علم نہیں ہے ـــــ یہ گولڈن برج نامی عمارت ہے۔ جو
قلعہ نما ہے ـــــ اس کے تین اطراف میں وسیع میدان ہیں ـــــ جہاں انتہائی
سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں اور پچھلی طرف دریائے ڈینوب ہے۔
وہاں سپاٹ اور ٹھوس دیواریں ہیں اور عمارت کے اوپر چیکنگ ٹاور بنا ہوا ہے
جہاں مشین گنوں سے مسلح دربان چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے ہیں اور ذرا سا شک
پڑنے پر فائر کھول دیتے ہیں" ـــــ فرینک نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یہاں کی پولیس کیا کرتی ہے" ـــــ صفدر نے بُرا سا منہ بناتے
ہوئے پوچھا۔

"ہوں! ـــــ پولیس تو کیا ـــــ یہاں کے ہر محکمے کا چپڑاسی سے لے کر
اعلیٰ ترین افسر تک میڈم کیٹ کا تنخواہ دار ہے" ـــــ فرینک نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"فرینک! ـــــ تم ہمیں گولڈن برج تک پہنچا دو ـــــ میں فوراً ہی اپنے
ساتھیوں کے پاس پہنچنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے کچھ دیر تک سوچنے
کے بعد آخر کار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر وہاں داخلہ ناممکن ہے ـــــ وہاں جدید ترین سائنسی آلات سے
مزین حفاظتی نظام کے ساتھ ساتھ چپے چپے پر مسلح افراد گھومتے رہتے ہیں۔
وہاں کا رخ کرنا تو صریحاً خودکشی کرنا ہے" ـــــ فرینک نے جواب دیا۔

"کچھ بھی ہو ـــــ میں نے وہاں ضرور جانا ہے ـــــ بس تم ہمیں وہاں
پہنچا دو ـــــ اس کے بعد تمہارا کام ختم" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو پرنس! ___ جذباتی نہ بنو ___ مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس عمارت کے پہلے مالک نے ایک بار مجھے اپنی عمارت کے بارے میں بڑے فخر سے تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا تھا کہ عمارت کا پانی ایک بہت بڑے گٹر کی صورت میں دریا کی تہہ میں گرتا ہے ___ اور یہ گٹر دریا کی سطح سے نظر نہیں آتا۔ البتہ اس نے بتایا تھا کہ یہ عمارت کے عین وسط میں ہے ___ میں نے تو ظاہر ہے اندر جانا نہ تھا اس لئے میں نے بات نظر انداز کر دی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس گٹر کو تلاش کر لیں تو اس کے ذریعے یقیناً اندر داخل ہو سکتے ہیں" ___ فرینک نے جواب دیا۔

"بہت خوب! ___ لیکن اس کے لئے کچھ سامان کی ضرورت پڑے گی مثلاً غوطہ خوری کا سامان ___ کیونکہ نجانے اس گٹر کی تلاش میں ہمیں کتنی دیر پانی میں رہنا پڑے" ___ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اس بات کی فکر نہ کرو ___ دریا کے ایک گھاٹ پر سیاحوں کے لئے غوطہ خوری کا سامان کرایہ پر ملتا ہے ___ ہم وہاں سے آسانی سے ہر قسم کا سامان حاصل کر سکتے ہیں" ___ فرینک نے جواب دیا۔

"گڈ ___ اس کے علاوہ اسلحہ بھی ہمیں چاہیئے اور جلدی ___ اب مزید وقت ضائع نہیں کیا جا سکتا" ___ عمران نے کہا۔

"ہر قسم کا اسلحہ میری کار کی سیٹوں کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانوں میں موجود ہے" ___ فرینک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔کے ___ پھر تو میڈم کیٹ کو اچھا سبق سکھایا جا سکتا ہے ___ آؤ چلیں" ___ عمران نے تیزی سے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر بھی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ اور فرینک نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار کو موڑنے کی

کوشش شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک پل پر پہنچے جو دریا کے اوپر بنایا گیا تھا اور پل پار کر کے فرینک دریا کے ساتھ ساتھ جانے والی سڑک پر کار دوڑاتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک گھاٹ پر پہنچ گئے جہاں سیاحوں کا بے شمار رش تھا۔ رات کا وقت ہونے کے باوجود وہاں پر اتنا رش تھا کہ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا میلہ لگا ہو۔ بے شمار کشتیاں دریا میں تیرتی پھر رہی تھیں۔ ان میں موٹر بوٹس بھی تھیں اور چپوؤں سے چلنے والی کشتیاں بھی۔

فرینک نے گھاٹ سے ذرا آگے کر کے کار روکی اور پھر نیچے اترتے ہوئے عمران سے کہنے لگا۔

"میں غوطہ خوری کا سامان لے آؤں ___ آپ اس وقت تک سیٹیں اٹھا کر اپنی مرضی کا اسلحہ منتخب کر لیں" ___ فرینک نے سیٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ جلدی آنا ___ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ___ عمران نے کہا اور فرینک کے آگے بڑھ جانے کے بعد اس نے آگے والی سیٹوں کو پیچھے کی طرف دھکیلا تو سیٹوں کے نیچے اسے ایک بڑا بکس نظر آیا۔ عمران نے بکس کا ڈھکن اٹھایا تو اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ کیونکہ بکس میں جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔

عمران نے تین ہلکی میزائل بم مارنے والی چھوٹی نالی کی بندوقیں اٹھا لیں۔

تین جدید ریوالور بھی اٹھا لیئے ــــــ اور پھر جدید ترین میگنٹ بموں کا ایک بڑا سا پیڈا اٹھا کر بکس بند کر دیا۔

"یہ ریوالور بھر کر ـــ اور میزائل پشنگ بندوق رکھ لو ـــــ یہ کام آئیں گی ـــ اور یہ واٹر پروف ہیں" ــــــ عمران نے خوشی سے قلقاری مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ایسے کھلا ہوا تھا جیسے بچے کو اپنا من پسند کھلونا مل جاتے۔

باقی سامان عمران نے اپنی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر فرنیک کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد فرنیک واپس آگیا۔ اس کے پاس تین بڑے تھیلے تھے۔ عمران نے اسے بھی اسلحہ دیا اور پھر ان تینوں نے بڑی پھرتی سے غوطہ خوری کا لباس پہنا اور ارد گرد کسی کو نہ پاکر خاموشی سے دریا میں اتر گئے۔

سپیشل روم ہیڈ کوارٹر میں اس کمرے کو کہا جاتا تھا جس کے اندر تشدد کے جدید ترین آلات دیواروں میں نصب تھے اور اس کے گرد حفاظت کا دوہرا سائنسی نظام تھا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کے دائیں کونے میں بلٹ پروف شیشے کا ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ اس کیبن میں ان آلات کا آپریٹنگ نظام بنایا گیا تھا سپیشل روم میں تشدد کے لئے ایسے ایسے خوفناک آلات موجود تھے کہ ان کا تصور کر کے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور یہ تمام آلات خودکار تھے انہیں اس شیشے کے کیبن سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ سپیشل روم ساؤنڈ پروف ہونے کے ساتھ ساتھ بلٹ پروف بھی تھا۔ اس کی دیواروں پہ کتنا ہی طاقتور بم کیوں نہ مارا جائے۔ دیواروں پر نشان تک نہ پڑ سکتا تھا۔ سپیشل روم کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ چاروں طرف سپاٹ دیواریں تھیں۔ اونچی چھت سے ایک ٹرالی نیچے آتی تھی جس کے ذریعے کسی کو اس کمرے میں پہنچایا یا نکالا جاتا تھا۔ اس کمرے میں پہنچنے کے بعد آج تک کوئی زندہ باہر نہ نکل سکا تھا۔ کمرے کے فرش کے نیچے

ایک ایسی مشین موجود تھی جس میں تیز دھار والی بے شمار چھریاں منسلک تھیں۔ مرنے کے بعد فرش ہٹا کر لاش کو اس مشین میں پھینک دیا جاتا۔ جو چند لمحوں میں لاش کا باریک قیمہ بنا دیتی اور پھر یہ قیمہ نما ملغوبہ ایک پائپ کے راستے ہوتا ہوا مین گٹر میں جا گرتا اور وہاں سے دریا میں پہنچ جاتا۔

سپیشل رُوم میں وہی لوگ پہنچائے جاتے تھے جن پر میڈم کیٹ نے خود تشدد کرنا ہوتا تھا اور میڈم کیٹ شیشے کے کیبن میں بیٹھ کر اپنی مرضی سے سپیشل رُوم میں موجود شکار پر سائنسی آلات کی مدد سے تشدد کرتی اور تماشہ دیکھتی۔ جب اس کا دل بھر جاتا تو پھر اُسے ختم کر کے قیمہ بنانے والی مشین کے حوالے کر دیا جاتا۔ اس طرح شکار ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے ہی نیست و نابود ہو جاتا تھا۔

ایم۔ ون اس وقت سپیشل روم کے سامنے ہی موجود تھا۔ اُسے اطلاع مل گئی تھی کہ سیکشن تھرٹین نے بڑی کامیابی سے سب مطلوبہ آدمیوں کو اغوا کر لیا ہے۔ اور اب وہ انہیں ویگن میں ڈالے ہیڈ کوارٹر کی طرف لا رہے ہیں۔

ادھر میڈم کیٹ کے آنے کا وقت بھی ہو گیا تھا اور ایم۔ ون چاہتا تھا کہ میڈم کیٹ کے آنے سے پہلے ہی وہ ان لوگوں کو سپیشل روم میں پہنچا دے۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ میڈم کیٹ انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے نہ بھون ڈالے اور اس طرح وہ لتنے آدمیوں پر متوقع سائنسی تشدد سے محظوظ نہ ہو سکے کیونکہ ایم۔ ون بھی فطری طور پر میڈم کیٹ کی طرح انتہائی سفاک تھا اور لسے تڑپتے اور چیختے ہوئے لوگ بے حد پسند آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ میڈم کیٹ نے اُسے مرڈر سیکشن کا انچارج بنا دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سامنے والی راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں

سنائی دی اور پھر ایک لمبی سی ٹرالی کو کھینچتے ہوئے چند آدمی نظر آئے۔ بڑی سی ٹرالی پر اس وقت چھ آدمی بیہوشی کے عالم میں گٹھڑیوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے پانچ مرد ایک یورپین عورت تھی۔ ٹرالی کے آگے ایک لمبا تڑنگا نقاب پوش بڑے مضبوط قدم اٹھاتا چلا آ رہا تھا۔

" نمبر تھرٹین " ــــ اس نقاب پوش نے ایم۔ ون کے سامنے پہنچکر قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہم تمہاری کارگزاری پر بے حد خوش ہیں ــــ میڈم کیٹ بھی تعریف کر رہی تھیں " ــــ ایم۔ ون نے جواب دیا۔

" مادام کو ان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا ہے ــــ آپ کا آدمی بھی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہے ــــ باقی یہ پانچ مرد اور ایک عورت ہاتھ آئی ہے۔ انہیں میں لے آیا ہوں " ــــ سیکشن تھرٹین کے انچارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

مگر ہائیڈ پارک میں تو بے شمار لوگ ہوں گے ــــ تم نے انہیں کیسے اپنا شکار منتخب کر لیا " ــــ؟ ایم۔ ون نے پوچھا۔

یہ آئے تو علیحدہ علیحدہ تھے ــــ مگر ہائیڈ پارک میں اکٹھے ہو گئے ــــ مادام اور آپ کے آدمی کی وجہ سے ہم انہیں پہچان گئے اور پھر ان کی نگرانی کی جانے لگی ــــ جب ہمیں اندازہ ہو گیا کہ اب مزید کسی نے نہیں آنا تو ہم نے آپریشن شروع کر دیا ــــ اور نتیجہ یہ کہ یہاں پہنچ گئے ہیں " ــــ نمبر تھرٹین نے جواب دیا۔

او کے " ــــ ایم۔ ون نے کہا اور پھر اس نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں سپیشل روم میں پہنچا دو" ——— ایم ون کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ اور پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلایا اور پھر ٹرالی کھینچنے والوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

ٹرالی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی ایک اور راہداری میں مڑ گئی اور اب وہاں ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین ہی رہ گئے۔

تقریباً دس منٹ بعد خالی ٹرالی واپس ہوئی اور ٹرالی لے جانے والے نے ایم۔ ون کو آ کر بتایا کہ اس عورت اور پانچ مردوں کو سپیشل روم میں پہنچایا جا چکا ہے۔

"گڈ" ——— ایم۔ ون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد راہداری میں ایک بار پھر قدموں کی آواز ابھری اور پھر چار مسلح آدمی قطار کی صورت میں بڑے مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ ان کے پیچھے ایک درمیانے قد کی نوجوان عورت بڑے باوقار انداز میں چل رہی تھی۔ اس کے تمام جسم پر سیاہ لباس تھا اور منہ پر بھی سیاہ رنگ کا نقاب لگا ہوا تھا۔ نقاب میں سے اس کی بڑی بڑی مگر انتہائی گہری اور سرخ آنکھیں دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ یہ میڈم کیٹ تھی۔ اس خوفناک اور بین الاقوامی تنظیم کی سربراہ ——— اس کے پیچھے مادام تھی جو بڑے ڈھیلے انداز میں چل رہی تھی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ گہری نیند سے بیدار ہو کر آ رہی ہو۔ اور ان کے پیچھے پھر چار مسلح افراد تھے۔

"کیا پوزیشن ہے ایم ون" ——— ؟ میڈم کیٹ کی انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"ٹسکار سپیشل روم میں آپ کے منتظر ہیں میڈم" ——— ایم۔ ون نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— آؤ میرے ساتھ ——— اور نمبر تھرٹین تم بھی آؤ ——— تم نے آج بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کے انعام میں آج تم بھی اس نظارے سے لطف اندوز ہو سکتے ہو ——— جو سپیشل روم میں ہونا ہے" ——— میڈم کیٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو میڈم" ——— نمبر تھرٹین نے بھی رکوع کے بل جھکتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر میڈم کیٹ نے آگے قدم بڑھا دیئے۔ مادام اس کے پیچھے تھی۔ اور ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین ان کے پیچھے بڑے مؤدبانہ انداز میں چلنے لگے۔

ایک راہداری مڑنے کے بعد وہ اس راہداری کے آخری سرے پر موجود ایک بڑے سے دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ ایم۔ ون نے آگے بڑھ کر دروازے کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی دروازہ تیزی سے کسی تختے کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر وہ سب آگے بڑھ کر دروازہ پار کر گئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ایک بار پھر نیچے آ گرا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی ایم۔ ون نے کونے میں موجود سوئچ بورڈ پر لگے ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا اور یہ چھوٹا سا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کمرہ ایک جھٹکے سے رکا اور پھر وہ سب تیزی سے ایک کونے میں سمٹتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایم۔ ون نے اسی کونے میں لگا ہوا ایک

چھوٹا سا بٹن دبایا تو کمرے کے فرش کا وہی چھوٹا سا ٹکڑا کسی ٹرالی کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سب ایک چھوٹے سے شیشے کے بنے ہوئے کیبن میں موجود تھے۔ یہاں دو بڑی بڑی مشینیں میز پر رکھی ہوئی تھیں جن پر بے شمار بٹن، ڈائل اور چھوٹے چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے دو آرام دہ کرسیاں پڑی تھیں اور ان سے ذرا پیچھے ہٹ کر سطح سے قدرے بلند دو اور کرسیاں موجود تھیں۔

میڈم کیٹ اور مادام ان مشینوں کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئیں جب کہ ان کے پیچھے ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین اونچی کرسیوں پر ٹک گئے۔ میڈم کیٹ نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔ دوسرے لمحے نہ صرف مشینوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ بلکہ سامنے کا اندھا شیشہ بھی اس طرح روشن ہو گیا کہ دوسری طرف کا منظر یوں دکھائی دینے لگا۔ جیسے درمیان میں کوئی چیز ہی نہ ہو۔ دوسری طرف ایک طویل و عریض کمرہ تھا جس کے فرش پر اس وقت پانچ مرد اور ایک عورت گٹھڑیوں کی صورت میں بیہوش پڑے تھے۔ یہ عورت جولیا اور مردوں میں کیپٹن شکیل ___ نعمانی ___ چوہان ___ صدیقی ___ اور تنویر شامل تھے۔

میڈم کیٹ کی آنکھیں انہیں دیکھ کر اور زیادہ سرخ ہو گئیں۔ اس نے مشین پر لگی ہوئی ایک ناب کو بائیں طرف گھما دیا اور پھر اس کے ساتھ موجود ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ ناب کے اوپر موجود ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر ڈائل کے درمیان میں آ کر تھرتھرانے لگی۔

چند لمحوں بعد سپیشل روم میں پڑے ہوئے سیکرٹ سروس کے ممبران کے

جسموں میں تھرتھراہٹ سی پیدا ہوئی اور آہستہ آہستہ ان کے جسم کھلتے چلے گئے وہ ہوش میں آ رہے تھے۔

سب سے پہلے کیپٹن شکیل کی آنکھیں کھلیں۔ آنکھیں کھلتے ہی وہ اچھل کر بیٹھ گیا اور حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے باقی بھی ہوش میں آتے چلے گئے۔

"دیکھو مادام! ___ ان میں سے کون ہے جس نے تم پر تشدد کیا تھا" ___؟ میڈم نے کرخت لہجے میں قریب بیٹھی مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ان میں سے نہیں ہے ___ ان میں صرف ایک آدمی یہاں موجود ہے" ___ مادام نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ اس کا مطلب ہے کہ علی عمران ان میں شامل نہیں ہے" ___ میڈم کیٹ کا لہجہ یکدم بگڑ گیا۔

"نہ صرف علی عمران ___ بلکہ اس کا حبشی باڈی گارڈ ___ اور اس کا ایک اور ساتھی جو میرے سامنے اُس وقت موجود تھا، اُن میں سے کوئی بھی نہیں ہے"۔ مادام نے جواب دیا۔

"نمبر تھرٹین" ___ میڈم نے مڑ کر نمبر تھرٹین کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"یس میڈم" ___ نمبر تھرٹین نے گھبرا کر کرسی سے اترتے ہوئے جواب دیا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ سب پکڑے گئے ہیں ___ مگر بڑی مچھلیاں تو غائب ہیں" ___ میڈم کیٹ کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ نمبر تھرٹین کوئی جواب دیتا۔ اچانک مشین کے ایک کونے سے ایک انسانی آواز ابھری۔

"الیون ون سپیکنگ میڈم ___ ایمرجنسی کال ___ پلیز اٹنڈ اوور"۔

بولنے والے کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"یس میڈم کیٹ اٹنڈنگ یو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ میڈم کیٹ نے چونک کر ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ مین گٹر میں لگے ہوئے آلات نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ تین غوطہ خور گٹر میں داخل ہوئے ہیں ۔۔۔ ان کے جسموں پہ گھاٹ پہ کرایہ پہ ملنے والا لباس ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شوقیہ غوطہ خور ہوں ۔۔۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ ان کا کیا کیا جائے ۔۔۔ اگر یہ شوقیہ غوطہ خور ہیں اور اتفاق سے گٹر میں آگھسے ہیں تو پھر خود ہی واپس چلے جائیں گے ۔۔۔ لیکن اگر آپ کہیں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے ۔۔۔ یا ۔۔۔ پکڑ لیا جائے۔ اوور" ۔۔۔؟ الیون ون نے مودبانہ انداز میں پوچھتے ہوئے کہا۔

"انہیں سپیشل روم کے ساتھ منسلک کر دو ۔۔۔ میں خود چیک کرتی ہوں۔ اوور"۔ میڈم کیٹ نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد کہا اور پھر اس نے مشین کے دائیں کونے پر لگے ہوئے بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے مشین کے دائیں طرف بنی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پہ ایک بہت بڑے گٹر کا منظر نمایاں تھا اور تین غوطہ خور تیزی سے گٹر میں آگے بڑھ رہے تھے۔ میڈم نے ایک ناب کو گھمانا شروع کیا تو سکرین پہ ان غوطہ خوروں کا کلوز اپ دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ پھر ایک غوطہ خور کا چہرہ غوطہ خوری کے شیشے سے بنے ہوئے کنٹوپ میں بہت واضح ہو گیا۔

"میڈم! ۔۔۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مجھ پہ تشدد کیا تھا ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہی علی عمران ہے" ۔۔۔ مادام نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اچھا ہوا کہ ہم نے کلوز اپ دیکھ لیا ۔۔۔ ورنہ میں یہی سوچ رہی تھی کہ کوئی شوقیہ غوطہ خور ہیں۔ خود ہی گٹر میں سر مار کر واپس چلے جائیں گے" ۔

میڈم کیٹ نے کہا۔

اور پھر مادام نے ایک بٹن دبایا۔

"الیون ون! ۔۔۔ یہ تینوں بے حد خطرناک دشمن ہیں ۔۔۔ انہیں بیہوش کر کے فوراً سپیشل روم میں بھجوا دو ۔۔۔ میں ان کا انتظار کر رہی ہوں۔ اوور" ۔۔۔ میڈم کیٹ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کام انتہائی احتیاط سے کرنا ۔۔۔ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں۔ اوور"۔ میڈم نے اسے ایک بار پھر محتاط رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں میڈم! ۔۔۔ آپ کا یہ خادم اپنے کام میں ماہر ہے اوور" ۔۔۔ الیون ون نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ میڈم نے کہا اور پھر اس نے بٹن بند کر دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ان تینوں کو بھی سپیشل روم میں پہنچنے دیا جائے۔ پھر ان سب کا اکٹھا ہی قیمہ کیا جائے" ۔۔۔ میڈم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی سامنے والا شیشہ ایک بار پھر اندھا ہو گیا۔ اب سپیشل روم کا منظر ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

دریا میں غوطہ لگاتے ہی عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ صفدر اور فرنیک اس کے پیچھے تھے۔ ان تینوں کی پشت پر گیس کے بڑے بڑے سلنڈر موجود تھے اور عمران کو اطمینان تھا کہ سلنڈر کی ہوا کم از کم تین گھنٹوں سے پہلے ختم نہ ہو گی۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے دریا کی گہرائی میں تیرتے چلے گئے۔ عمران کے ایک ہاتھ میں واٹر ٹارچ تھی اور دوسرے ہاتھ میں میزائل گن۔

تقریباً پندرہ منٹ تک مسلسل تیرنے کے بعد وہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے جو میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر کا پشتی حصہ تھا۔ اور پھر انہوں نے مزید گہرائی میں غوطہ مارا اور عمارت کی دیوار کے ساتھ ساتھ تیرتے چلے گئے۔

عمران نے ٹارچ روشن کر لی تھی اور طاقتور ٹارچ کی تیز روشنی نے پانی کے اندر کے منظر کو خوب روشن کر دیا تھا۔ عمران ٹارچ کی روشنی دیوار پر مارتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ پھر اچانک وہ رک گیا۔ دیوار میں ایک خاصا بڑا سوراخ تھا جس کے باہر باریک جالی لگی ہوئی تھی۔

اسی لمحے فرنیک آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے عمران کو بتایا کہ یہ وہ گٹر نہیں ہے جس کی تلاش میں ہم ہیں۔ چنانچہ عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے ٹارچ کی روشنی میں عمارت کی عین جڑ میں ایک بہت بڑے گٹر کا دہانہ دیکھ لیا۔ یہ دہانہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں بیک وقت تین آدمی اندر داخل ہو سکتے تھے۔ اس کے باہر کوئی جالی وغیرہ نہ تھی۔ اور یہ اس مہارت سے بنایا گیا تھا اس کے اندر دریا کا پانی بھرا ہوا تھا۔ مگر اس کے باوجود اندر کا گندہ پانی دریا کے پانی کے ساتھ مل کر باہر نکلتا جا رہا تھا۔ یہ گٹر نیچے سے اوپر کی طرف چلا جا رہا تھا اور دہانے سے کچھ فاصلے تک تو دریا کا پانی موجود تھا مگر اس کے بعد اس میں دریا کے پانی کی ملاوٹ کم اور عام گندے پانی کی مقدار زیادہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

فرنیک نے جب اس دہانے کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا تو عمران اس دہانے کے اندر داخل ہو گیا۔ صفدر اور فرنیک اس کے پیچھے تھے۔ وہ تینوں تیزی سے ہاتھ مارتے ہوئے اوپر بلندی کی طرف تیرتے چلے جا رہے تھے۔ گٹر نجانے کتنا طویل تھا کہ اس کا دوسرا سرا کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ بھی دریا کی ہی ایک شاخ ہو۔

وہ ذرا آگے بڑھے تو انہیں گٹر میں ہلکی ہلکی روشنی نظر آنے لگی۔ اور پھر جوں جوں وہ آگے بڑھتے چلے گئے روشنی تیز ہوتی چلی گئی۔

وہ تینوں تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک عمران کو نامعلوم سا احساس ہونے لگا کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے ٹارچ کی روشنی ڈال کر ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں گٹر کی ٹھوس دیواروں اور پانی کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ عمران نے سوچا کہ شائد یہ اس کا وہم ہو گا کہ اچانک انہیں اپنے پیچھے ایک تیز

سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ تینوں یکلخت تیزی سے پلٹے۔ دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ پیچھے ٹھوس دیوار کمرے کی ایک دیوار سے دوسری دیوار تک پھیل چکی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس سے آگے کوئی چیز ہی نہ ہو۔

ابھی وہ حیرت سے اس دیوار کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک تیز سرسراہٹ کی آواز انہیں دوسری طرف سنائی دی اور پھر جیسے ہی وہ پلٹے اس طرف بھی ایک ٹھوس دیوار بن گئی تھی۔ اور اب وہ پانی سے بھرے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں قید تھے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن سیدھی کی اور اس کا رُخ سامنے والی دیوار کی طرف کر کے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی ہی تھی، کہ اچانک کمرے کی ایک دیوار سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور سیدھی عمران کی پشت پر لدے ہوئے گیس سلنڈر پر پڑی اور دوسرے لمحے عمران کو اتنے زور کا جھٹکا لگا کہ وہ پانی میں ہی قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ سلنڈر شعاع کے پڑتے ہی ایک دھماکے سے پھٹ گیا تھا اور عمران کو یکلخت یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دم گھٹ گیا ہو۔ اس نے سانس روک لیا۔ اور پھر اُسے صفدر اور فرنیک کا بھی یہی حشر ہوتا دکھائی دیا اور وہ بھی بُری طرح پانی میں ہاتھ پیر مارنے لگے۔ ان کے گیس سلنڈر بھی اس شعاع سے پھاڑ دیئے گئے تھے۔

عمران سانس روکے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن اچانک جھٹکا لگنے سے نکل کر نجانے کہاں جا گری تھی۔ یہی حشر ٹارچ کا ہوا تھا جو اس نے لباس میں بنے ہوئے ایک خانے میں ٹھونس لی تھی۔ پھر اس نے فرنیک اور صفدر دونوں کو بے حس و حرکت ہوتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اچانک ہوا کا سلسلہ منقطع

ہونے سے وہ بیہوش ہو گئے ہیں۔

اب عمران کو بھی سانس روکنے میں بے حد تکلیف ہو رہی تھی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے دماغ پر بھی اندھیروں کی یلغار ہوتی چلی گئی۔ عمران نے جھٹکے دے دیکر اپنے ذہن کو ہوشیار کرنے کی کوشش کی۔ مگر کب تک ____؟ چند لمحوں بعد اس کا دماغ مکمل اندھیرے کی گرفت میں آگیا۔

"عمران ____ عمران ____ ہوش میں آؤ" ____ اچانک عمران کے کانوں میں کہیں دُور سے جولیا کی مانوس لیکن گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ پر چھائے ہوئے اندھیرے آہستہ آہستہ چھٹتے چلے جا رہے ہوں۔

چند لمحوں بعد وہ پوری طرح ہوش میں آگیا اور اس نے نہ صرف آنکھیں کھول دیں بلکہ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ واقعی جولیا اس پر جھکی ہوئی اُسے آوازیں دے رہی تھی۔ اور پھر عمران نے ایک لمحے میں ہی دیکھ لیا کہ یہ ایک لمبا چوڑا کمرہ ہے جس کے ایک کونے میں شیشے کا ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ کیبن کا شیشہ اتنا روشن تھا کہ دوسری طرف موجود لوگ صاف نظر آ رہے تھے۔ سامنے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی جس نے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب چڑھایا ہوا تھا اور نقاب میں سے جھانکتی ہوئی اس کی آنکھیں خونِ کبوتر کی طرح سرخ تھیں۔ یہ سرخ آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ ساتھ والی کرسی پر مادام براجمان تھی۔ وہی مادام جسے اس نے بوڑھا کرنے کی دھمکی دے کر سب کچھ اگلوا لیا تھا۔ ان کے پیچھے دو اور نقاب پوش بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھے ہوتے تھے۔

عمران نے دیکھا کہ اس بڑے سے کمرے میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اکھٹے

تھے۔ صرف جوزف باہر تھا۔ اور جوزف کی خانہ پُری فرینک نے کر دی تھی جو ہوش میں آکر خوف زدہ انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

"علی عمران! ـــــ تم نے دیکھا کہ تم اور تمہاری سیکرٹ سروس کے سب لوگ کتنی آسانی سے میرے ہاتھ آگئے ہیں" ـــــ اچانک کمرے میں میڈم کیٹ کی کرخت آواز سنائی دی۔

"ارے میڈم! ـــــ تم جیسی عورتیں تو میری کمزوری ہیں۔ ـــــ تم مسکرا کر بلالیتیں تو میں سر کے بل آجاتا ـــــ خوامخواہ اتنا تکلف کیا" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ خاصا طنز کر لیتے ہو ـــــ بہر حال کافی دنوں کے بعد ایک تماشہ ہاتھ آیا ہے ـــــ آج میں اس تماشے سے پوری طرح محظوظ ہونا چاہتی ہوں" ـــــ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر عمران نے دیکھا کہ میڈم کیٹ کا ہاتھ سامنے رکھی ہوئی مشین کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے عمران سمیت سب لوگوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ ان سب کو اپنے پیروں میں بجلی کے شدید جھٹکے لگتے محسوس ہوتے تھے اور وہ بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

مگر جیسے ہی ان کے پیر دوبارہ فرش پر لگے وہ پہلے سے بھی زیادہ اچھلے۔ کیونکہ اس بار کرنٹ زیادہ طاقتور تھا۔

میڈم نے یقیناً فرش پر کرنٹ چھوڑ دیا تھا اور کرنٹ خاصا طاقتور تھا۔ اور شائد اسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ان سب کے پیروں سے جوتے پہلے ہی اتار لئے گئے تھے۔

صورت حال عمران کے بس سے باہر ہوتی جا رہی تھی ظاہر ہے تمام لوگ گیندوں

کی طرح فرش پر اچھل رہے تھے اور کرنٹ لمحہ بہ لمحہ زیادہ طاقتور ہوتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے کرنٹ میں طاقت آتی جا رہی تھی اتنی ہی اونچی چھلانگیں سب لوگ لگا رہے تھے۔

"دیکھا علی عمران! ـــــ کتنا دلچسپ تماشہ ہے ـــــ مگر ابھی یہ آغاز ہے"۔

میڈم کیٹ کی طنزیہ آواز عمران کے کانوں میں پڑی تو اس کے اچھلتے ہوئے جسم میں ایک عجیب سی سرسراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ یقیناً اب اس کے ذہن نے سنجیدگی کی طرف پرواز کرنی شروع کر دی تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے پہنا ہوا کوٹ اتارا اور اسے فرش پر پھینک کر اس پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب کرنٹ مفقود ہو چکا تھا اور وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب نے اس کی پیروی کی۔ اور نتیجہ یہ کہ وہ سب ہانپتے ہوئے اپنے اپنے لباسوں پر جمے کھڑے تھے۔ جوش اور مسلسل اچھلنے کی وجہ سے ان کے چہرے کافی حد تک بگڑ چکے تھے۔

"خوب! ـــــ خاصے عقلمند ہو" ـــــ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کا ہاتھ ایک بار پھر مشین کی طرف بڑھا۔

ادھر عمران سوچ رہا تھا کہ اب اس سچوئیشن کو فوری طور پر بدلنا چاہیئے ورنہ میڈم کیٹ تو انہیں اسی طرح نچا نچا کر مار ڈالے گی۔

لیکن ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے کی دیواروں سے چپو نما لوہے کی لٹھیں باہر نکلیں اور پھر وہ اتنی تیزی سے دائیں بائیں حرکت کرنے لگیں کہ عمران اور اس کے ساتھی ان سے ٹکرا کر گیند کی طرح آگے پیچھے اچھلنے لگے۔ یہ چپو جب انہیں سامنے سے لگتے تو وہ پیچھے الٹ جاتے اور پھر پچھلا چپو پوری قوت سے ان کی کمر سے لگتا تو وہ آگے جا گرتے۔

چپوؤں کی یہ قطاریں چھت سے زمین تک چلی گئی تھیں۔ عمران نے تیزی سے ایک چپو کو پکڑنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ علیحدہ ہو گیا

کیونکہ لوہے کے چپوؤں میں بھی طاقتور کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہیں لاٹھیوں سے بُری طرح پیٹ رہا ہو۔ اور اسی رفتار سے سیکرٹ سروس کے ممبران کے حلق سے چیخیں برآمد ہو رہی تھیں۔ ان چپوؤں سے بچنے کی کوئی راہ نظر نہ آ رہی تھی اور اسی لمحے میڈم کیٹ کا زہریلا قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔ وہ شاید اس منظر سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھی اور شاید وہی لمحہ تھا جب عمران کی کھوپڑی آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ایک چپو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دوسرے چپو پر پیر رکھ کر اس نے زوردار ہائی جمپ لگایا اور پھر اس کا جسم جیسے ہوا میں تیرتا ہوا سیدھا چھت کی طرف گیا۔ چھت کے قریب ہی ایک ٹرالی نما تختہ موجود تھا۔ جس کے ذریعے سپیشل روم میں لوگوں کو لایا اور لے جایا جاتا تھا۔ اور عمران سیدھا سرکس کے ماہر کی طرح اس ٹرالی کے تختے پر پہنچ گیا۔

ٹرالی کا تختہ چھت سے قدرے نیچے تھا۔ وہ پوری طرح چھت میں فکس نہ تھا تختے پر پہنچتے ہی عمران نے دونوں ہاتھ اوپر بڑھائے اور پھر وہ اچھل کر تختہ اور چھت کے درمیانی خلا سے نکلتا ہوا چھت پر پہنچ گیا۔ اور عین اسی لمحے تختہ ایک زور دار جھٹکے سے چھت سے فکس ہو گیا۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً بھاری تختے اور مضبوط چھت کے درمیان اس کا جسم سینڈوچ بن چکا ہوتا۔

عمران چھت پر پہنچتے ہی انتہائی تیزی سے آگے بڑھا۔ سامنے ہی ایک دروازہ نظر آ رہا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی میڈم کے کارندے وہاں پہنچ جائیں گے اور مسلح مجرموں کے مقابلے میں وہ خالی ہاتھ زیادہ دیر تک

ٹھہر نہ آ سکتا۔ اس لئے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کے قریب پہنچا اور پھر ستون کی آڑ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے اُسے دروازے کی دوسری جانب تیزی سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ دوڑتی گئی۔ آنے والوں کی رفتار بتا رہی تھی کہ وہ آندھی اور طوفان کی طرح اڑتے چلے آ رہے ہیں اور یہ بات عمران کے حق میں ہی جاتی تھی۔ اور چند لمحوں بعد وہی ہوا ایک لحیم شحیم نقاب پوش توپ کے گولے کی طرح دروازے سے نمودار ہوا۔ مگر عمران اس کے لئے تیار تھا۔

عمران نے ستون کی آڑ سے ہی پیر آگے بڑھایا اور نتیجہ یہ کہ نقاب پوش قلابازیاں کھاتا ہوا چھت پر گھسٹتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دائیں طرف جا گری۔ اور عمران نے اس مشین گن کو اٹھانے کے لئے اپنی زندگی کی بہترین دوڑ لگائی۔ چنانچہ جب تک وہ نقاب پوش سنبھلتا، عمران مشین گن پر قبضہ کر چکا تھا اور عین اسی لمحے دوسرا نقاب پوش دروازے میں نمودار ہوا۔ اور عمران کی مشین گن نے گولیاں اگلنی شروع کر دیں۔ مشین گن کا پہلا شکار دروازے میں نمودار ہونے والا نقاب پوش بنا جب کہ دوسرا شکار وہ بنا جس کی مشین گن پر عمران نے قبضہ کیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے دونوں کو گھسیٹ کر ستون کی آڑ میں کیا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے ان میں سے ایک نقاب پوش کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے کیونکہ دوسرا نقاب پوش اس سے جسمانی طور پر کہیں زیادہ لحیم شحیم تھا۔ اس کے کپڑے اسے ڈھیلے آتے۔ مشین گن کی گولیوں کے سوراخ اس لباس پر بھی موجود تھے اور خون کے دھبے بھی۔ لیکن اب اس کے سوا چارہ نہ تھا

اس لیے عمران نے نقاب پوش کا لباس پہنا۔ اس کی نقاب لگائی اور پھر مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چھت پر آنے اور لباس بدل کر باہر نکلنے میں بہت ہی کم وقت لگا تھا۔ شاید پانچ یا چھ منٹ ـــــ لیکن اتنے کم وقت میں بھی اُسے احساس تھا کہ اس کے ساتھیوں پر سپیشل روم میں کیا قیامت گزر گئی ہو گی۔ اور خاص پر جولیا پر ـــ جو اسے اس وقت بھی جب وہ نکلنے لگا تھا قریباً ختم ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

عمران دروازے سے باہر نکلتے ہی اچانک ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ اس کے حساس کانوں میں کہیں قریب ہی جنریٹر چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی عمران کی آنکھوں میں مسرت کی چمک ابھر آئی۔ وہ تیزی سے اس طرف مڑتا چلا گیا۔

یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں لوہے کا ایک دروازہ تھا۔ دروازے کے باہر دو مشین گنوں سے مسلح دربان موجود تھے۔ مگر عمران اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یقین تھا کہ اس لباس میں فوری طور پر وہ اسے کچھ نہ کہیں گے۔ اب جنریٹر چلنے کی مخصوص آواز خاصی تیز ہو گئی تھی۔

"تم ادھر کیوں آ رہے ہو سکسٹی ون" ـــــ اچانک ان دونوں نے مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم کا آرڈر ہے" ـــــ عمران نے لہجے کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب ان دونوں کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔

"کیا آرڈر ہے" ـــــ ان میں سے ایک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جنریٹر روم کا دروازہ کھولو ـــــ میں نے ایک پرزہ تبدیل کرنا ہے جلدی"

عمران نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں ایک لمحے لئے سوچ میں پڑ گئے۔

"جلدی کرو! ـــ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ـــــ عمران نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور ان دونوں نے بے اختیار کندھے جھٹکے اور پھر ان میں سے ایک نے مڑ کر دروازے کی جڑ کے پاس مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری اور ٹھوکر لگتے ہی مضبوط دروازہ کھلتا چلا گیا۔ "ارے یہ خون" ـــ اچانک ایک دربان چلایا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور وہ دونوں چیخے بغیر ڈھیر ہو گئے۔ اور عمران نے ان کے پھڑکتے جسموں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے میں وقت ضائع کئے بغیر جنریٹر روم کے اندر چھلانگ لگا دی۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں انتہائی جدید ترین اور بہت بڑا جنریٹر چل رہا تھا۔ شاید یہ خودکار تھا۔ اس لئے وہاں کسی آدمی کی ڈیوٹی نہ لگائی گئی تھی

عمران کی نظریں جنریٹر کے ایک مخصوص حصے پر جم گئیں۔ یہ جنریٹر کا کنٹرولنگ پینل تھا اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی مشین گن کا رخ اس پینل کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں بارش کی طرح اس کنٹرولنگ پینل پر پڑیں اور پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور کنٹرولنگ پینل کے پرخچے اڑ گئے اس کے ساتھ ہی ایک چھماکا سا ہوا۔ بجلی ایک لمحے کیلئے جا کر دوبارہ آ گئی۔ اور عمران کا رخ خود بخود بائیں طرف مڑ گیا۔ اس بڑے جنریٹر کے تباہ ہوتے ہی کونے میں موجود ایک ایمرجنسی جنریٹر خود بخود چلنا شروع ہو گیا تھا اور عمران میڈم کیٹ کے حسنِ انتظام پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ مگر اس کی انگلی ایک بار پھر ٹریگر کو حرکت میں لے آئی اور اس بار گولیوں نے ایمرجنسی جنریٹر کے کنٹرولنگ پینل کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور ایک اور دھماکہ سے کمرہ گونج اٹھا اور پھر یکلخت ہر طرف تاریکی سی چھا گئی۔ عمران نے تاریکی ہوتے ہی تیزی سے دروازے سے باہر چھلانگ لگائی اور وہ ناک کی سیدھ میں دوڑتا چلا گیا۔

"وہ جا رہا ہے میڈم" ـــــ مادام نے چیختے ہوئے کہا اور میڈم کا ہاتھ انتہائی تیزی سے مشین کی طرف بڑھا اور اس نے پوری قوت سے ناب گھما دی۔ ناب گھومتے ہی چھت سے ذرا نیچے موجود تختہ انتہائی تیزی سے چھت میں فکس ہوتا چلا گیا۔

"وہ نکل گیا ہے میڈم" ـــــ ایم ون نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اسے گولی مار دو ـــــ جلدی کرو" ـــــ میڈم نے چیخ کر کہا اور پھر اس کا ہاتھ ایک اور بٹن پر پڑا اور وہ بٹن آف ہو گیا۔

اس بٹن کے آف ہوتے ہی سپیشل روم میں دیواروں سے نکل کر چلنے والے چپو واپس دیواروں میں غائب ہو گئے اور ویسے بھی اب ان کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ سپیشل روم میں موجود تمام لوگ باری باری بیہوش ہو کر فرش پر گر چکے تھے ان کے جسم پر شدید زخم آ چکے تھے۔ لوہے کے ٹھوس چپوؤں کی مسلسل ضربوں نے شاید ان کی ہڈیاں ہی توڑ ڈالی تھیں

میڈم کا حکم ملتے ہی ایم ون بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ وہ چیخ چیخ کر کسی کو چھت پر جانے اور نہتے عمران کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دے رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ان لاشوں کو قیمہ بنانے والی مشین میں ڈال دینا چاہیئے" میڈم نے ہاتھ ایک سُرخ رنگ کے بٹن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں میڈم! ـــــ ابھی نہیں ـــــ میں چاہتی ہوں کہ یہ عمران اپنی آنکھوں سے اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھے" ـــــ اچانک مادام نے جواب دیا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ـــــ؟ سنا نہیں کہ عمران کو گولی مارنے کا حکم دے دیا گیا ہے ـــــ وہ اب آنکھوں سے ان لوگوں کا کیا حشر دیکھے گا ـــــ البتہ اس کی لاش ان میں شامل کی جا سکتی ہے" ـــــ میڈم نے کرخت لہجے میں کہا۔ البتہ بٹن کی طرف بڑھا ہوا اس کا ہاتھ واپس آ گیا تھا۔ اور اسی لمحے انہیں دور سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں۔

"وہ مارا گیا" ـــــ میڈم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور یہ مسرت خودبخود اس کے اندر سے نکلی تھی کیونکہ جب سے یہ سپیشل روم بنایا گیا تھا عمران شاید پہلا آدمی تھا جو زندہ اپنی مرضی سے اس میں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوا تھا اور ایسا بھی صرف معمولی سی غفلت سے ہوا تھا۔ میڈم نے ٹرالی فکسنگ ناب کو اچھی طرح نہ گھمایا تھا اور پھر ان کے ذہن میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص اتنی اونچی چھت تک پہنچ سکتا ہے۔

"مجھے یہ شخص کوئی مافوق الفطرت معلوم ہوتا ہے ـــــ جب تک میں اس کی لاش اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں ـــــ مجھے اس کی موت کا یقین نہ آئے گا" ـــــ مادام نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"چونکہ تم اس کے ہاتھوں گرفتار ہوگئی تھی ـــــ اس لئے اس کی دہشت تم پر پڑ گئی ہے ـــــ تم فکر نہ کرو ـــــ ابھی چند لمحوں بعد تم اس کی لاش دیکھو گی ـــــ نہتا آدمی مشین گنوں کے مقابلے میں کہاں لڑ سکتا ہے"۔ میڈم کیٹ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ـــــ وہ مارا گیا ہے ـــــ ابھی چند لمحوں بعد اس کی لاش یہاں آ جائے گی" ـــــ ایم ون نے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ہوں! ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ میڈم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ان سیکرٹ سروس کے ممبران کی لاشیں غائب کرنے کی بجائے انہیں بطور تحفہ صدر ایکریمیا کو روانہ کر دیا جائے ـــــ تاکہ اسے معلوم ہو کہ جس ٹیم کی تعریفیں وہ عالمی پریس کانفرنس میں کر رہا تھا ان کا یہ حشر ہم نے کیا ہے" ـــــ مادام نے میڈم کیٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گڈ آئیڈیا! ـــــ یہ ٹھیک ہے ـــــ اس طرح پوری دنیا پر ہماری دہشت چھا جائے گی" ـــــ میڈم کیٹ نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ آئیڈیا بیحد پسند آیا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس آئیڈیا کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی اقدام کرتی۔ اچانک انہیں دور ایک زوردار دھماکہ سنائی دیا اور چند سیکنڈ بعد ایک اور دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف گہری تاریکی چھا گئی۔

"یہ کیا ہوا ـــــ یہ دونوں جنریٹر کیسے خراب ہو گئے" ـــــ ؟ ان دونوں نے بیک وقت اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکیں اور شاید اسی لمحے پیچھے بیٹھا ہوا نمبر تھرٹین بھی آگے بڑھا تھا۔ اس لئے وہ تینوں ہی ٹکرا

کر دروازے کے پاس گر گئے۔

"یہ کون ہے ـــــ ٹاپ ایمرجنسی جنریٹر چلاؤ ـــــ جلدی" ـــــ میڈم کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر وہ تیزی سے گرتی پڑتی دروازے سے باہر نکل گئی لیکن گھپ اندھیرے میں ہر طرف چیخ و پکار سی مچی ہوئی تھی۔ لوگ ایک دوسرے کو آوازیں دے رہے تھے۔

ایم ون چیخ چیخ کر ٹاپ ایمرجنسی جنریٹر چلانے کے احکام دے رہا تھا۔ اس کی آواز دروازے سے تھوڑی دور ہی سے سنائی دے رہی تھی۔

"ایم ون!" ـــــ اچانک میڈم نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس میڈم" ـــــ ایم ون کی آواز سنائی دی۔

"یہ آخر سب کچھ ہوا کیسے" ـــــ ؟ میڈم نے چیخ کر کہا۔

"معلوم نہیں میڈم! ـــــ لائٹ آنے پر پتہ چلے گا ـــــ آپ آپریٹنگ روم میں تشریف رکھیں ـــــ باہر نہ آئیں ـــــ ایسا نہ ہو کہ اندھیرے میں آپ کو کوئی نقصان پہنچ جائے" ـــــ ایم ون نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مادام آؤ" ـــــ میڈم نے اس کا مشورہ مانتے ہوئے کہا اور پھر وہ اندھوں کی طرح دیوار کو ٹٹولتی ہوئی واپس دروازے سے کمرے میں داخل ہو گئی۔ مادام بھی اس کے پیچھے تھی۔

پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئیں۔ انہیں کسی اور کی بھی اندر آنے کی آہٹ سنائی دی۔ اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔

"کون ہے" ـــــ ؟ میڈم نے چیختے ہوئے کہا۔

"ایم ون میڈم" ـــــ ایم ون کی آواز سنائی دی اور میڈم نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"مگر یہ دروازہ کیوں بند کیا ہے تم نے" ____ میڈم نے کہا مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا بجلی ایک بار پھر آ گئی اور اچانک بجلی آنے کی وجہ سے میڈم اور مادام دونوں کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔

مگر دوسرے لمحے مادام کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔

"کک ___ کیا ہوا" ____ میڈم نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے اسے دروازے کے قریب کھڑا نقاب پوش نظر آنے لگ گیا۔ اس نے مشین گن کا بٹ میڈم کے پیچھے کھڑی ہوئی مادام کے سر پر پوری قوت سے مارا تھا اور اب میڈم اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کے نشانے پر تھی۔ اس نقاب پوش کے جسم پر پہنے ہوئے لباس پر گولیوں کے نشانات اور خون کے دھبے نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"کک ___ کون ہو تم" ____ میڈم کیٹ کے لہجے میں شاید زندگی میں پہلی بار بوکھلاہٹ نمایاں ہو گئی تھی۔

"پرنس آف ڈھمپ میڈم" ____ نقاب پوش نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم ___ میڈم! ___ دروازہ کھولئے ___ ایم ون کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے" ____ دروازے کے باہر سے نمبر تھرٹین کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ مگر عمران جانتا تھا کہ دروازہ خودکار ہے۔ اب یہ اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہ اطمینان سے کھڑا رہا۔

"تم کیا چاہتے ہو" ____ میڈم نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"اطمینان سے اس کرسی پر بیٹھ جاؤ" ____ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر مشین گن کی نال میڈم کے سینے سے لگا دی۔ اور میڈم اس کی نقاب

میں سے جھانکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کسی سحر زدہ شخص کی طرح خاموشی سے پچھلی کرسی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اور پھر جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھی، عمران کے ہاتھ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور اس بار مشین گن کا بٹ پوری قوت سے میڈم کے سر پر پڑا۔ اور میڈم بغیر کوئی آواز نکالے کرسی پر سے گر کر فرش پر ڈھیر ہو گئی۔

"کوئی مداخلت نہ کرے" ____ اچانک عمران نے میڈم کیٹ کی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور دروازے پر ہونے والی بے پناہ دستک اس آواز کے ساتھ ہی تھم گئی۔

"کیا حکم ہے میڈم" ____ دوسری طرف سے اس بار مودبانہ آواز سنائی دی۔ یہ نمبر تھرٹین تھا۔

"میرے حکم کا انتظار کرو" ____ عمران نے میڈم کے لہجے میں جواب دیا۔ دراصل ابھی اس کے ذہن میں کوئی بات واضح نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اس نے ایسا کہہ دیا تھا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور مشین کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

سپیشل رُوم میں پڑے ہوئے عمران کے ساتھی اُسے صاف نظر آ رہے تھے۔ عمران نے غور سے مشین کو دیکھا اور پھر وہ اس کی ساخت کو سمجھنے کے لئے ذہن پر زور دینے لگا۔ وہ کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ شیطانی چرخہ ایک غلط بٹن کے دبتے ہی اس کے ساتھیوں کو موت کے عمیق غاروں میں دھکیل سکتا ہے۔ لیکن مشین خاصی پیچیدہ تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں مشین کی ساخت سمجھ آنے لگ گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا اور بٹن دبتے ہی نتیجہ اس کی توقع کے مطابق رہا۔ اس شیشے کے کیبن میں سپیشل روم

کی طرف ایک دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

عمران دروازہ کھلتے ہی کرسی سے اٹھا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا اسپیشل روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے جولیا کی نبض دیکھی اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ جولیا کی نبض ٹھیک تھی۔ اس نے پھرتی سے جولیا کی ناک اور منہ بیک وقت بند کیا اور چند لمحوں بعد جولیا نے پھڑپھڑا کر آنکھیں کھول دیں۔

"جولیا ۔۔۔ ہوش میں آؤ ۔۔۔ جلدی ہوش میں آؤ" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور شاید یہ عمران کی مانوس آواز کا اثر تھا ۔۔۔ یا ۔۔۔ اس کے تحکمانہ لہجے کا کہ جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"میرے ساتھ آؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران واپس کیبن کی طرف مڑ گیا۔

اور جولیا لڑکھڑاتی ہوئی اس کے پیچھے چل دی۔ چلنے سے شاید اسے بے پناہ تکلیف ہو رہی تھی۔ اسی لئے اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ مگر وہ ضبط کئے اس کے پیچھے چلی آئی۔

کیبن میں آکر عمران نے فرش پر پڑی ہوئی بیہوش میڈم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے لباس بدل لو ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ میں اتنے میں باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جولیا سے کہا اور خود دوبارہ مشین کی طرف متوجہ ہو گیا اور پھر اس نے پھرتی سے دو چار بٹن اوپر نیچے کئے اور اس کے ساتھ ہی سپیشل روم میں ہلکی سی گونج کی آواز پیدا ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سپیشل روم میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبران کے جسموں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب ہوش میں آ گئے۔

"میں نے لباس بدل لیا ہے" ۔۔۔ پیچھے سے جولیا کی آواز سنائی دی اور عمران نے مڑ کر دیکھا تو جولیا میڈم کیٹ کے لباس میں کھڑی تھی۔ وہی نقاب جو اس کے چہرے پر موجود تھا۔ اور آنکھیں بھی اسی طرح گہری سرخ تھیں۔ شاید یہ تکلیف اور بیہوشی کی وجہ سے تھا۔ بہرحال اس سے میک اپ خود بخود مکمل ہو گیا تھا۔

"میڈم کیٹ ہوں ۔۔۔ اس تنظیم کی سربراہ" ۔۔۔ عمران نے میڈم کیٹ کے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور ذہین جولیا سمجھ گئی کہ عمران نے یہ فقرہ کیوں بولا ہے۔ اس نے فوراً ہی یہی فقرہ میڈم کی آواز میں دہرایا۔

"ذرا سی کرختگی پیدا کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اب جولیا بولی تو عمران نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے عمران نے کیپٹن شکیل کو تیزی سے کیبن کی طرف بڑھتے دیکھا۔

"شکیل ۔۔۔ باقی ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرو" ۔۔۔ عمران نے شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور شکیل ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ وہ عمران کو شاید دشمن سمجھ کر آ رہا تھا۔

اور پھر عمران نے ایک بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا۔

"دیکھو جولیا ۔۔۔ اب تم نے میڈم کیٹ کا روپ بدل لیا ہے ۔۔۔ میں چند لمحوں بعد دروازہ کھولوں گا ۔۔۔ تم مسلح لوگوں کو حکم دینا کہ ان لوگوں کو یعنی اپنے ساتھیوں کو اس کمرے سے نکال کر اپنے مخصوص کمرے میں پہنچایا جائے۔ اور خود یہاں کے اسلحہ سٹور کی طرف جانا ۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔"

عمران نے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

عمران نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔

کیپٹن شکیل ــــ صفدر اور باقی لوگ سُن لیں کہ جولیا دراصل میڈم کیٹ کے روپ میں ہے ــــ حالات بے حد نازک ہیں ــــ تمہیں جہاں پہنچایا جائے ــــ تم وہاں بغیر کسی حیل و حجت کے چلے جانا ــــ ہم دونوں بعد میں تم سے آملیں گے ‘‘ ــــ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ان کے سر ہلانے پر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

’’ مگر عمران صاحب! ــــ ان دونوں کا کیا کرنا ہے ‘‘ ــــ جولیا نے میڈم اور مادام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’ میڈم کا چہرہ شاگردان میں سے کسی نے نہیں دیکھا ــــ اس لئے تم حکم دینا کہ اسے بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ مخصوص کمرے میں بھیج دیا جائے ــــ یہ ابھی جلدی ہوش میں نہ آسکے گی ــــ بعد میں اس کا بھی کریا کرم کر لیں گے ‘‘ ــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر کیبن کا دروازہ کھول دیا۔

’’ اندر آجاؤ ‘‘ ــــ جولیا نے جو دروازے کے قریب کھڑی تھی بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا جب کہ عمران مشین گن سنبھالے دروازے کے ساتھ رک گیا۔ دوسرے لمحے نمبر تھرٹین تیزی سے اندر داخل ہوا۔

’’ ان لوگوں کو صحیح سلامت میرے کمرے میں پہنچا دو ــــ مادام اور اس عورت کو بھی ــــ جلدی کرو ‘‘ ــــ جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں نمبر تھرٹین سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’ مگر میڈم یہ ــــ ‘‘ نمبر تھرٹین نے تیز نظروں سے عمران اور مادام اور میڈم پر نظریں ڈالتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

’’ حکم کی فوری تعمیل کرو ‘‘ ــــ جولیا نے چیخ کر کہا اور نمبر تھرٹین نے تیزی سے سر ہلا دیا اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ عمران اس

کے پیچھے تھا۔ اس کے باہر نکلتے ہی راہداری میں موجود چار مسلح افراد تیزی سے میڈم کی طرف بڑھے۔

’’ اسلحے کے سٹور کی طرف چلو ‘‘ ــــ جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور انہوں نے سر ہلا دیئے اور پھر دو مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے۔ جولیا اور عمران ان کے پیچھے چل پڑے۔ جبکہ دو مسلح افراد ان کے پیچھے تھے۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ لفٹ کے ذریعے اوپر چڑھے اور پھر ایک بار مختلف راہداریوں میں گھومتے ہوئے ایک بڑے سے دروازے پر رک گئے۔ اس دروازے کے باہر دو مسلح دربان موجود تھے۔

’’ دروازہ کھولو ‘‘ ــــ میڈم نے کرخت لہجے میں کہا اور دروازے پر موجود مسلح افراد نے تیزی سے مخصوص بٹن دبا کر دروازہ کھول دیا۔

’’ تم اندر جاؤ ــــ اور جو حکم میں نے دیا ہے وہ پورا کرو ‘‘ ــــ جولیا نے اس بار انتہائی تحکمانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’ یس میڈم ‘‘ ــــ عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اسلحے کے گودام میں داخل ہو گیا۔ باقی تمام لوگ باہر ہی رہے عمران قریباً دس منٹ بعد واپس آگیا۔

’’ حکم کی تعمیل ہو گئی ہے میڈم ‘‘ ــــ عمران نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

’’ دروازہ بند کرو ــــ اب میں اپنے کمرے میں جانا چاہتی ہوں ‘‘ ــــ جولیا کا لہجہ بدستور تحکمانہ تھا۔

اس کے حکم پر مسلح افراد نے دروازہ بند کر دیا اور میڈم کے باڈی گارڈ تیزی سے مڑے۔ عمران اور جولیا ان کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

عمران نے اسلحے کے گودام میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر انتہائی طاقتور ٹائم بموں پر آدھے

گھنٹے کا وقت فکس کر دیا تھا۔ اس بڑے کمرے میں جس قدر خوفناک اسلحہ موجود تھا اسے دیکھتے ہوئے عمران کو یقین تھا کہ جب یہ بم پھٹے اور اس کے ساتھ اسلحے کا یہ بے پناہ ڈھیر پھٹا تو ہیڈ کوارٹر کی ایک اینٹ بھی باقی نہ رہے گی۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک راہداری میں مڑے سامنے والے دروازے سے اصل میڈم چیختی ہوئی باہر نکلی۔

"گولی مار دو ___ یہ نقلی میڈم ہے" ______ میڈم کی چیخ سے راہداری گونج اٹھی۔ مگر اس سے پہلے کہ جولیا کے آگے پیچھے چلنے والے مسلح افراد سچویشن کو سمجھتے، عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے راہداری مشین گن کی آواز اور مسلح افراد کی چیخوں سے گونج اٹھی۔ ایک لمحے میں عمران نے ان چاروں مسلح افراد کو خون میں نہلا دیا تھا۔ میڈم چیختی ہوئی واپس دروازے کی طرف دوڑی اور اسی لمحے عمران بھی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ چاہتا تو میڈم کو بھی گولی مار دیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا تھا اور پھر آگے پیچھے دوڑتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوئے تو میڈم تیزی سے ایک کونے میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف لپک رہی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ ٹرانسمیٹر تک پہنچتے، عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ ایک بار پھر میڈم کی کھوپڑی پر پڑا، اور وہ چیختی ہوئی نیچے گر پڑی۔ جولیا اب اندر آ گئی تھی۔

اسی لمحے عمران کو ساتھ والے کمرے سے اپنے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران نے آگے بڑھ کر وہ دروازہ کھول دیا تو اسے سارے ساتھی رسیوں سے بندھے ہوئے فرش پر پڑے نظر آئے۔

"جولیا! ___ تم ٹرانسمیٹر آن کر کے ایک بڑی ویگن لے آنے کا حکم دو تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں ___ میں انہیں کھولتا ہوں" ______ عمران نے جولیا سے کہا اور

پھر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے اپنے تمام ساتھیوں کی بندشیں کھولیں اور انہیں لیکر واپس آیا

"ویگن چند لمحوں میں پہنچ رہی ہے" ______ جولیا نے عمران کو بتایا۔

"صفدر! ___ راہداری میں پڑی ہوئی چار لاشوں کو گھسیٹ کر اندر ڈال دو ___ کہیں آنے والے مشکوک نہ ہو جائیں" ______ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر، کیپٹن شکیل، نعمانی اور چوہان باہر کی طرف دوڑے۔ البتہ صدیقی اور تنویر وہیں کھڑے رہے۔ ان کے چہروں پر شدید تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔ انہیں شاید چیوؤں نے کچھ زیادہ ہی پیٹ ڈالا تھا اور پھر چند لمحوں میں لاشیں اندر پہنچ گئیں۔

"یہ مادام یہاں بیہوش پڑی ہے" ______ جولیا نے ایک صوفے پر پڑی ہوئی مادام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون ہے" ___ ؟ جولیا نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"نمبر تھرٹین میڈم! ___ آپ کے حکم کے مطابق ویگن پہنچ چکی ہے"۔ باہر سے نمبر تھرٹین کی آواز سنائی دی۔

"اندر آ جاؤ" ___ جولیا نے عمران کے اشارے پر کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور نمبر تھرٹین اندر داخل ہوا۔

مگر دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے عمران کا ہاتھ اس کے اندر داخل ہوتے ہی حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے نمبر تھرٹین کے سر کے دائیں طرف پڑا اور وہ چیخ مار کر نیچے جا گرا۔ عمران کی ایک ہی ضرب نے اسے دنیا و مافیہا

سے غافل کر دیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے اس کا لباس اتارا اور پھر پہلے نقاب پوش کا لباس جو اس نے پہنا ہوا تھا، اتار کر پھینک دیا اور نمبر تھرٹین کا لباس پہن لیا۔

" میڈم اور مادام کو اٹھا کر باہر چلو" ___ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد جولیا آگے آگئے۔ اس کے پیچھے نمبر تھرٹین کے روپ میں عمران اور آخر میں باقی ساتھی تھے۔ صفدر نے بیہوش مادام کو اور کیپٹن شکیل نے میڈم کو کاندھے پر لادا ہوا تھا۔

راہداری کے دائیں طرف دروازے سے باہر ایک بڑی سی بند ویگن نظر آرہی تھی۔ جس کے پاس ایک باوردی ڈرائیور بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

" پچھلا دروازہ کھولو" ___ جولیا نے باہر نکل کر ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور تیزی سے ویگن کی پچھلی طرف مڑ گیا۔

عمران کے اشارے پر سب ساتھی میڈم اور مادام سمیت ویگن کے پچھلے حصے میں سوار ہو گئے۔ جبکہ عمران اور جولیا اگلی سیٹوں پر بیٹھے۔ ڈرائیور بڑے مودبانہ انداز میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

" ہیڈ کوارٹر سے باہر چلو ___ اور جتنا تیز چلا سکتے ہو چلاؤ" ___ جولیا نے ڈرائیور کو حکم دیا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ویگن آگے دوڑا دی۔

عمران بار بار کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ بم پھٹنے میں اب صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

" اور تیز چلو" ___ عمران نے اس بار ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈرائیور نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

وسیع و عریض عمارت کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ویگن جلد ہی عمارت سے نکلی اور وسیع و عریض میدان سے نکل کر مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ یہ میدان ہی اتنا وسیع تھا کہ گیٹ تک پہنچتے پہنچتے ویگن کو آٹھ منٹ مزید لگ گئے۔

ویگن کو آتے دیکھ کر گیٹ پر موجود مسلح دربانوں نے بڑا دروازہ خود بخود کھول دیا تھا۔ اور پھر ویگن شائیں کی آواز سے مین گیٹ سے گزر کر بیرونی سڑک پر آگئی یہاں سے سڑک چونکہ سیدھی جاتی تھی اس لئے ڈرائیور ویگن کو آگے بڑھاتے چلا گیا۔ ادھر دو منٹ پورے ہونے والے تھے۔

" ویگن روکو" ___ عمران نے چند سیکنڈ پہلے ڈرائیور سے کہا اور پھر ڈرائیور نے تیزی سے بریک لگا دیئے۔ گاڑی رکتے رکتے چند سیکنڈ لگے۔ اور اسی لمحے ان کی پشت پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران تیزی سے ویگن سے باہر آگیا۔ ڈرائیور بھی شاید بدکھلا کر نیچے اتر آیا تھا۔ اور وہ حیرت سے پیچھے ہیڈ کوارٹر کو دیکھ رہا تھا جہاں سے اب مسلسل خوفناک دھماکے سنائی دے رہے تھے۔ اور آگ کی تیز لپٹیں نکل رہی تھیں۔ ___ عمران نے اس کے سر پر ہاتھ مار کر اس کی حیرت کو بیہوشی میں بدل دیا اب اسکے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

وسیع و عریض ہال دنیا بھر کے اخباری نمائندوں اور کیمرہ مینوں سے
بھرا ہوا تھا۔ صدر ایکریمیا نے اچانک عالمی پریس کانفرنس طلب کی تھی۔ اور
یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ ایکریمیا میں کاغذی قیامت برپا کرنے اور پوری دنیا
کے معاشی نظام کو ہلا کر رکھ دینے والی خوفناک بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا
گیا ہے اور اس کی تفصیلات کے لئے یہ پریس کانفرنس بلائی جا رہی ہے
یہی وجہ تھی کہ نہ صرف ہال میں موجود ہر چہرے پر اشتیاق پھیلا ہوا تھا بلکہ
اس پریس کانفرنس پر پوری دنیا میں جس جس کے پاس ٹیلیویژن تھا وہ اسے
آن کئے اس پریس کانفرنس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔
پھر صدر ایکریمیا دو مرکزی وزراء کے ساتھ ہال میں داخل ہوئے اور
ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ صدر ایکریمیا نے مسکراتے ہوئے تالیوں کا جواب
دیا۔
"دوستو! ــــ میں انتہائی فخر و مسرت سے اس بات کا اعلان کر رہا ہوں

کہ مجرموں کی ہولناک تنظیم کا نہ صرف خاتمہ کر دیا گیا ہے ــــ بلکہ ان کے
سربراہوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے ــــ ان پر بین الاقوامی عدالت میں
مقدمہ چلے گا" ــــ صدر ایکریمیا نے کہا اور پھر انہوں نے مڑ کر اشارہ کیا
اور دوسرے لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو عورتوں کو مسلح گارڈ دھکیلتے ہوئے
سٹیج پر لے آئے۔ ان کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ ان میں
ایک میڈم کیٹ تھی جب کہ دوسری مادام کیٹ تھی۔
"یہ میڈم ڈاروجینی ہے ــــ اس خوفناک تنظیم کی اصل سربراہ
بین الاقوامی مجرمہ ــــ اس نے کوڈ نام میڈم کیٹ رکھا ہوا ہے ــــ اور
یہ دوسری اس کی سوتیلی بیٹی مادام شوجا میری ہے ــــ نارتھ پول ان کا
ہیڈ کوارٹر تھا ــــ وہاں مادام شوجا میری مادام کیٹ کے نام سے کام کرتی
تھی ــــ جبکہ میڈم ڈاروجینی پس منظر میں رہتی تھی ــــ وہاں انہوں نے
بہت بڑا اور جدید ترین سائنسی آلات سے مزین ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا اور
ان کی تنظیم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی ــــ اور مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی
ہو رہی ہے کہ اس تنظیم کا خاتمہ ایک ایشیائی ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس
جس کا چیف ایکسٹو ہے، کی کوششوں سے ہوا ہے ــــ سپر پاورز کی ٹیم
میں تین لیڈی سیکرٹ ایجنٹوں نے ان کا پنٹنگ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تھا
مگر وہ خود بھی ہلاک ہو گئی تھیں ــــ جب کہ تین مرد سیکرٹ ایجنٹ ان کے
ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی ان کے ہاتھوں مارے گئے تھے" ــــ صدر
ایکریمیا نے کہا اور پھر انہوں نے تفصیل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی
کوششوں کا ذکر کیا۔
"اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے ــــ ان سربراہوں سے ان

کے دنیا میں پھیلے ہوئے تمام ساتھیوں کا پتہ چلا لیا گیا ہے اور ان سب کو گرفتار کر لیا گیا ہے ــــ اس طرح یہ خوفناک تنظیم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی ہے ــــ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر دنیا کا سب سے بڑا اعزازنہ آنر کراس دیا گیا ہے" ــــ صدر ایکریمیا نے کہا۔

"جناب صدر! ــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سے بھی ہمارا تعارف کرایا جائے تاکہ ہم دنیا کے ان عظیم سپوتوں کو دیکھ سکیں" ــــ ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔

"آپ کی خواہش بجا ہے ــــ لیکن چونکہ سیکرٹ سروس بین الاقوامی قوانین کے تحت پبلک کے سامنے نہیں آتی ــــ اس لئے مجبوراً ان کا تعارف نہیں کرایا جا سکتا ــــ البتہ دنیا کی اس عظیم سیکرٹ سروس کے سربراہ نے اپنا خاص نمائندہ اس پریس کانفرنس میں بھیجا ہے ــــ بقول ان کے یہ سیکرٹ سروس کے روح رواں ہیں ــــ لیکن سیکرٹ سروس کے باقاعدہ ممبر نہیں ہیں مسٹر علی عمران" ــــ صدر ایکریمیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر دروازہ کھلا اور عمران اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں چہرے پر حماقتوں کا سمندر پھیلائے لجاتا اور شرماتا اسٹیج پر آ گیا۔

عمران کے استقبال کے لئے صدر ایکریمیا اور ان کے ساتھی اور پھر ہال میں موجود ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا۔

"ب ــ ب ــ بیٹھئے! ــــ میں ماسٹر نہیں ہوں کہ کلاس سٹینڈ اپ ہو گئی ہے ــــ میں تو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) ہوں ــــ جسے اس کے باورچی سلیمان نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر

کر اس حال تک پہنچا دیا ہے" ــــ عمران نے بڑے لجاتے ہوئے انداز میں کہا اور پورا ہال بے اختیار حلق سے نکلنے والے زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اور عمران یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہال میں موجود لوگوں کو دیکھنے لگا جیسے وہ سب اسے پاگل نظر آ رہے ہوں۔ جو اچھی خاصی سنجیدہ بات پر خواہ مخواہ ہنس رہے ہوں۔

ختم شد